'but-shikan' by Ghazi Mahmud Dharmpal (Ex- Arya Pandit)

20/Nov/6.10.68

پہلا لیکچر

۷ جون سنہ ۱۹۲۳ء

بمقام باغ موچی دروازہ لاہور

صدر۔ جناب ڈاکٹر خلیفہ شجاع الدین صاحب ایم اے پی ایچ ڈی بیرسٹرایٹ لاء

مضمون

اسلام دنیا میں کیوں آیا؟

برادرانِ اسلام! السلام علیکم پیشتر اس کے کہ میں اپنا لیکچر شروع کروں۔ میں آپکی خدمت میں چند تمہیدی کلمات عرض کرنا چاہتا ہوں۔ مجھے ان تمہیدی کلمات کی ضرورت نہ پڑتی بشرطیکہ میں عرصہ دراز کے بعد آپ سے نہ ملا ہوتا۔ مجھے آج تقریباً دس سال کے بعد لاہور میں آکر پلیٹ فارم پر کھڑا ہونیکا اتفاق ہوا ہے۔ یہ وہی لاہور ہے کہ جسمیں تقریباً سات آٹھ سال تک مقیم رہا تھا۔ اس زمانہ میں لاہور کے گلی کوچے میری تحریروں اور تقریروں سے آشنا تھے، مگر آج تو نقشہ ہی بدلا ہوا ہے پلیٹ فارم بدل چکا ہے، سننے والے بدل چکے ہیں، اسلئے کہ میں بدل چکا ہوں۔ میرے خیالات بدل چکے ہیں۔ میرا مذہب بدل چکا ہے میری سوسائٹی بدل چکی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آج میرے سامعین بھی بدل چکے ہیں وہ ہندو یا آریہ سماجی نہیں بلکہ مسلمان ہیں، اس لئے کہ میں خود بھی آریہ سماج سے قطع تعلق کر کے مسلمان ہو چکا ہوں۔ برادرانِ اسلام! یہ خدا کی عین مہربانی اور اسکا خاص فضل ہے کہ اُس نے ایک دفعہ پھر مجھے آپکے سامنے کھڑا ہونیکا موقع دیدیا۔ ورنہ میں تو انجیل کے ساؤل کی طرح آپکا مخالف اور اسلام کو چیلنج دینے والا بنا ہوا تھا یہ صرف خدا کا ہی فضل ہے کہ اس نے مجھے ملادیا۔

برادرانِ اسلام! آپکو معلوم ہوگا کہ آریہ سماج کیساتھ میرے تعلقات کا نشو و ارتقا [illegible] ہوا تھا مگر جب میں آریہ سماج سے الگ ہو گیا۔ تو اس علیحدگی کے بعد میں نے آریہ سماج کی یاد کو اپنے دل سے

محو کردینے کی خاطر لاہور کو بھی خیرباد کہدیا - اور لدھیانہ جیسے شہر میں جاکر جہاں عام طور پر زندگی نہایت جمود کی حالت میں ہے - میں نے گوشۂ تنہائی اختیار کر لیا - اور وہاں پر بھی مکان بناکر رہنے لگ پڑا چنانچہ میں نے لدھیانہ میں آٹھ سال سے زیادہ کا عرصہ نہایت امن و چین سے گمنامی کی حالت میں بسر کر دیا -

ہندوستان میں بڑے بڑے سیاسی انقلابات ہوئے اور بڑے بڑے لیڈر جیلخانوں میں چلے گئے - معمولی انسان غیر معمولی لیڈر بنگئے وہ جنکو کوئی جانتا تک بھی نہ تھا وہ اس سیاسی تحریک میں شامل ہوکر آسمان شہرت کے تارے بنگئے - مگر میں اس تمام عرصہ میں اپنی اس شہرت کو مٹانے میں مصروف رہا جو کہ آریہ سماج کی بدولت ہندوستان کے کونہ کونہ میں میری ہوچکی تھی - اسلئے کہ مجھے اپنی جھونپڑی میں ایسا آنند یا روحانی سرور آرہا تھا - کہ میں نے اس پر اپنی تمام شہرت کو قربان کر دیا تھا - آپ میں سے بہت سے اصحاب کو میرے متعلق یہ بھی علم نہیں تھا کہ میں زندہ ہوں یا مر گیا ہوں چنانچہ بعض اخبارات میں میرے متعلق اس قسم کے استفسارات بھی شائع ہوئے کہ آیا میں زندہ بھی ہوں یا نہیں - گمنامی و گوشہ نشینی کی یہ آخری حد تھی جہانتک کہ میں جاسکتا تھا - گو میں زندہ ہوں مگر میں اپنی زندگی شہرت میں نہیں بلکہ گمنامی ہی میں سمجھتا تھا - اسلئے کہ میرے نزدیک انسان کو جو روحانی سرور کنج تنہائی میں ملسکتا ہے وہ پلیٹ فارم پر اس کو نصیب نہیں ہوسکتا - سچ پوچھو تو ہماری زندگی کے بہترین لمحے وہی ہیں جو ہمنے رات کی تاریکی میں اپنی جھونپڑی کے اندر اپنے خالق و مالک کی یاد میں گذارے ہوں - برادرانِ اسلام ! میں آپ سے سچ کہتا ہوں کہ اگر فتنۂ ارتداد ظہور پذیر نہ ہوا ہوتا - تو خواہ دنیا ادھر سے ادھر ہو جاتی باہر قدم اٹھاکر اتنا بھی دیکھنے کی تکلیف گوارا نہ کرتا کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے اس لئے کہ میرے نزدیک وہ انقلاب جو انسان گوشۂ تنہائی میں بیٹھکر اپنی روح میں پیدا کرتا ہے - وہ تغیر جو انسان نے اپنے دل میں بہتری کی طرف لاتا ہے - دنیا بھر کے سیاسی، و مادی انقلابات سے زیادہ قیمتی اور پائدار ہوتا ہے اور وہی روحانی انقلاب ایک ایسی چیز ہے - جو انسان کو ابدی سرور اور دائمی راحت سے بھرپور کر دیتا ہے - برادرانِ اسلام کون ایسا سمجھدار انسان ہے جو اس روحانی دولت کو مادی شور و غل پر قربان کر دینے کیلئے تیار ہو - کم از کم میں ایسا کرنے کے لئے تیار نہیں تھا اور نہیں ہوں - مگر کیا وجہ ہے کہ میں آج اس گوشۂ تنہائی کو ترک کرکے شور و غل کی دنیا میں آکر کھڑا ہوگیا

ہوں - وہ کونسی بات ہے کہ جس نے مجھے آٹھ دس سال کے بعد اپنی خشک شدہ دوات میں سیاہی ڈالنے - اپنے شکستہ قلم کو قط لگانے اور اپنی خاموش زبان کو حرکت دینے کیلئے مجبور کر دیا ہے - کیا نہیں جانتے کہ یہ فتنۂ ارتداد کا طوفان ہے یہ شدھی کی آندھی ہے یہ ہندو سنگٹھن کا بگولا ہے - یہ ہندوؤں کی طرف سے اس بات کا اعلان ہے کہ ہندوستان کے سات کروڑ مسلمانوں کو توحید و رسالت سے منکر کرکے بت پرست بنایا جائے یہ کفر و شرک کا اسلام کے نام چیلنج ہے کہ ہندوستان سے اسلام کو مٹا دیا جائیگا - یہ ایک گھاس کے تنکے کھانیوالے اور جگالی کرنیوالے معبود کے پجاریوں کی طرف سے حیّ و قیوم خداوند لاشریک کے پرستاروں کے نام الٹی میٹم ہے کہ اگر وہ اُن کے بھوسہ چرنے والے مقدس جیو ان کی پرستش میں شامل نہیں ہونگے - تو انکا نام و نشان ہندوستان سے مٹا ڈالا جائیگا -

برادرانِ اسلام ! ہمارے ہندو اور آریہ دوستوں نے اسلام کیخلاف پستول جنگ داغ دیا ہے - اور اسکی آواز بہت دور تک پہنچ چکی ہے - یہ اسی پستول جنگ کی آواز ہے جو میرے کانوں تک بھی پہونچی - اور جس نے مجھے بیچین کر دیا - مگر میں کیا اور میری بیچینی کیا - ہمارے دوستوں کے اس پستول جنگ نے بڑے بڑے علما کرام اور صوفیانہ عظام کو اسقدر بیقرار و بیچین کر دیا ہے کہ وہ اپنے اپنے گوشوں اپنے اپنے حجروں اور اپنی اپنی عبادتگاہوں میں اور خانقاہوں سے فتنۂ ارتداد کو پاش پاش کرنے اور کفر و شرک کے مقابلہ پر توحید کے جھنڈے کو قائم رکھنے اور بلند کرنے کیلئے میدان میں بھاگے چلے آرہے ہیں برادرانِ اسلام ! میں تو شاید اس پر بھی خاموش ہی رہتا اس لئے کہ میں عالم نہیں ہوں صوفی نہیں ہوں، مسلمانوں کا کوئی لیڈر نہیں ہوں، مگر جب فتنۂ ارتداد کے ساتھ ساتھ میں نے یہ دیکھا کہ ہمارے آریہ اور ہندو دوست نہایت بیدردی کیساتھ ہمارے باپ دادا کی قبروں کو اکھاڑ رہے ہیں یعنی انکے ننگ و ناموس پر ہر ایک قسم کے ذلیل ترین الزامات لگا رہے ہیں اور وہ اپنی تحریروں اور تقریروں میں علی الاعلان یہ شور مچا رہے ہیں کہ ہمارے باپ دادا ایسے بے غیرت تھے کہ انھوں نے عورتوں کی خاطر اسلام قبول کیا - یا وہ ایسے دنیا پرست تھے کہ انھوں نے زر کی خاطر یا زمین کی خاطر یا کسی عہدے کی خاطر ہندو دھرم کو ترک کر دیا تھا - اور کہ اسلام میں انکو کوئی خوبی نظر نہیں آئی تھی - ایسے کمینہ اور ذلیل ترین

الزامات کو پڑھکر اور سنکر کونسا مسلمان ہے کہ جس کا دل ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جاتا - اور کونسا کلمہ گو ہے کہ جس کا جگر پاش پاش نہیں ہو جاتا اور کونسا مومن ہے جس کا خون اُبلنے نہیں لگ جاتا -

برادران اسلام ! میں آپ سے عرض کرتا ہوں کہ اگر ہمارے دوستوں کی طرف سے ہمارے باپ دادوں کی قبروں کو اُکھاڑنے کی یہ کمینہ ترین حرکت سرزد نہ ہوتی اگر ہمارے دوستوں نے ہمارے باپ دادا کو بے غیرت قرار دیکر ان کی پگڑیوں کو اس ذلت آمیز طریقہ پر اُچھالا نہ ہوتا - اگر انھوں نے ہمارے بزرگوں کے ننگ و ناموس کو ٹکے ٹکے پر گلی کوچوں میں اخبارات کے ذریعہ فروخت نہ کیا ہوتا تو میں غالباً قلم ہاتھ میں پکڑتا نہ اپنی زبان کو حرکت دیتا - برادران اسلام ! آپکو علم ہے کہ اسی قماش کے آریہ یا ہندو اخبارات میں سے ایک اخبار نے ہمارے آقائے نامدار سید الکونین محمد مصطفےٰ احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان پاک میں کیسے شر انگیز و فتنہ خیز الفاظ لکھے ہیں اور آپ اسی جگہ اس اخبار کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کرنے کیلئے جلسہ بھی کر چکے ہیں مگر غالباً آپکو اس بات کا علم نہیں ہے کہ اسی اخبار کے متعدد مضامین نے مجھے قلم سنبھالنے اور زبان کو حرکت دینے پر مجبور کیا ہے - میں نے جو یہ تازہ کتاب کفر توڑ شائع کی ہے جس کا اشتہار مسلم اخبار میں نکل چکا ہے اور جسکے مطالعہ کیلئے آپ چشم براہ ہیں یہ کتاب بھی مجھے اسی ہندو اخبار کے مضامین کے جواب میں لکھنی پڑی ہے اور میں نے جو یہ سلسلہ تقاریر شروع کیا اس میں بھی میری کوشش یہی ہوگی کہ میں اخبار کیسری یا اسی قماش کے دیگر ہندو اخبارات میں آئے دن شائع ہونیوالے ان کمینہ ترین اور بے بنیاد الزامات کا جواب دوں جو کہ وہ اسلام پاک اور مسلمانوں پر لگا کر ملک کے امن و امان میں خلل ڈالنے کا ذریعہ اور جا بجا فتنہ و فساد کا مصالح جمع کرنے کا باعث ہوئے ہیں باوجود اسکے انکی دشمنی کا یہ عالم ہے کہ وہ نہ آپکو ہندو مسلم اتحاد کا حامی بھی کہہ رہے ہیں نہ صرف یہی بلکہ وہ مسلمانوں پر یہ الزام بھی لگا رہے ہیں کہ ہندو مسلم اتحاد کو مسلمانوں نے توڑا ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ خود بعض متعصب خود غرض لیڈروں کے کہنے میں آکر ہندو مسلم اتحاد کے عہدنامہ کو جرمن کے بادشاہ کی طرح محض کاغذ کا پرزہ سمجھکر پھاڑ کر ردی میں پھینکدیا ہے اور جسطرح قیصر نے اپنی دیوانگی میں آکر یہ اعلان کر دیا تھا کہ وہ ۲۴ گھنٹوں میں پیرس

پر قبضہ کر لیگا - اسی طرح ہندؤں کے بعض لیڈروں نے مذہبی جنون میں آکر برملا یہ اعلان کیا ہے کہ وہ ہندوستان کے ۷ کروڑ مسلمانوں پر قبضہ کرکے انکو ہندو بنا ڈالینگے - مگر ان کو یہ علم نہیں ہے کہ جس طرح بلجیم جیسے بے بضاعت ملک نے قیصر کے آہنی گھونسے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے اس کے بڑھتے ہوئے سیلاب کو روکدیا تھا اور اتحادیوں کو موقع دیدیا تھا کہ وہ اپنی منتشر قوتوں کو ایک مرکز پر جمع کرکے دیوانہ قیصر کے سر پر ایک ایسی کاری ضرب لگا دیں کہ وہ پیرس پر قبضہ کرنا تو ایک طرف اپنے ہی دار الخلافہ کو ترک کرکے آوارہ گرد بن جائے - ٹھیک اسی طرح ہندؤں کو اس بات کا مطلق علم نہیں ہے کہ فتنہ ارتداد کی بڑھتی ہوئی رو کو روکنے کے راستہ میں اسقدر بلجیم کھڑے ہو جائینگے کہ ہندوؤں کی تمام طاقت زائل ہو جائیگی اور اس عرصہ میں جب شیران اسلام کو اپنی منتشر طاقت کو ایک مرکز پر جمع کرنیکا موقع مل جائیگا تو وہ کفر و شرک کے مضبوط قلعہ پر ایک کاری ضرب لگانے میں کامیاب ہونگے اور ہندو جرمنی کے نامراد قیصر کی طرح اس دن کو یاد کرکے اپنا سر دھنیں گے جبکہ انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کے برخلاف کوس جنگ بجایا تھا اور تعجب نہیں کہ مکہ اور مدینہ کی دیواروں پر ویدک دھرم کا جھنڈا گاڑھنے کا خواب دیکھنے والے کسی دن یہ حقیقت دیکھنے کیلئے مجبور ہوں کہ انکی مقدس کاشی اور اجودھیا اور متھرا بندرابن میں اسلام پاک کا جھنڈا لہرا رہا ہے - مگر برادران اسلام ! ہندوؤں کے ان مقدس مقامات پر تو پہلے ہی سے اسلام پاک کا پرچم لہرا رہا ہے مجھے یہ کہنا چاہئے کہ اگر مسلمان بیدار ہو گئے تو کسی دن ہندوستان کے ۲۴ کروڑ ہندوؤں کے دل پر اسلام پاک کا پرچم لہراتا ہوا نظر آئیگا جن مندروں میں پتھروں کی پوجا ہو رہی ہے ان میں خدائے وحدہٗ لاشریک کیسامنے سجدہ کیا جائیگا - اور گھنٹہ گھڑیال کی آواز اللہ اکبر کے نعروں میں تبدیل ہو جائیگی اور خداوند کریم کا یہ سر سبز و شاداب ملک بت پرستی کی نجاست سے پاک ہو جائیگا - ہندو مسلم اتحاد کی یہی صحیح تصویر ہوگی جو ہم کسی دن دیکھ سکینگے ورنہ ہمارے دوستوں نے سیاسی اتحاد کا جسقدر راگ الاپا تھا - اسکو تو وہ خود ہی بگاڑ چکے ہیں - ہمارے دوست کہہ رہے ہیں کہ دیکھو خلافت خطرہ میں تھی ہم نے اس کو بچانے میں تمہاری مدد

کی۔ مگر ہم کہتے ہیں کہ جناب آپکی مدد سے بشرطیکہ وہ کیگئی ہو۔ ہم نہایت مشکور ہیں۔ مگر کیا آپ
نے کبھی اس بات پر بھی غور کیا۔ کہ جب آپ ہماری توحید اور رسالت کی بیخکنی کے درپے ہوں تو اس
صورت میں آپکا یہ کہنا کہ آپنے ہماری خلافت کے بچانے میں مدد کی۔ کسقدر مضحکہ خیز امر ہے۔
حالانکہ خلافت کا مدعا توحید و رسالت کی حفاظت ہی ہے جب تم توحید و رسالت کے ہی دشمن ہو۔
تو تمہارا یہ کہنا کہ تم نے ہماری خلافت کے تحفظ میں ہماری مدد کی محض غلط ہے۔ مگر کیا ہم نے تم سے
یہ بھی کہدیا تھا۔ کہ اگر تم خلافت کے تحفظ میں ہماری مدد کرو گے تو تم۔ ہماری توحید و رسالت کو
پاؤں کے نیچے کچل ڈالنا اور ہم اُف تک نہیں کرینگے یا کیا ہم نے تم سے یہ وعدہ کر لیا تھا۔ کہ اگر خلافت
کے معاملہ میں ہمارا ساتھ دوگے۔ تو تم ہمارے اتنے لاکھ کلمہ گو بھائیوں کو اس خدمت کے صلہ میں ہندو
بنا لینا۔ تم ذرا اس بات پر تو غور کرو۔ کہ آخر مسلمان اتحادیوں سے کیوں بدظن ہو گئے محض اسلئے کہ انکو
خیال ہو گیا کہ اتحادی اسلام کو یا دوسرے معنی میں توحید و رسالت کو مٹانا چاہتے ہیں جب اس خیال
کی بنا پر مسلمانوں نے برطانوی گورنمنٹ تک کیخلاف ترک موالات کا اعلان کر دیا تو اب جبکہ وہ تم کو برملا
اسلام کی بیخکنی پر آمادہ دیکھتے ہیں اور تم بھی تو مسلم یا نیم مسلم لوگوں کو دائرہ اسلام سے نکالکر مرتد
کرنے پر تلے ہوئے ہو۔ اور تم نے اعلان بھی کر دیا ہے کہ ہندوستان کے ۷ کروڑ مسلمانونکو ہندو بنا لیا
جائیگا۔ حالانکہ اتحادیوں کیطرف سے اس قسم کا کوئی اعلان بھی نہیں ہوا تھا۔ کہ مسلمانونکو عیسائی بنا لیا جائے
گا۔ تو اس صورت میں اگر مسلمان اس نتیجہ پر پہنچنے کیلئے مجبور ہوں کہ ہندوؤں نے ہمیں دھوکا دیا
اور کہ آئندہ ان سے بچکر رہنا چاہئے تو اس نتیجہ کی ذمہ داری کن پر عائد ہوگی ہندوؤں پر یا
مسلمانوں پر؟ مسلمانوں پر نہیں بلکہ ہندوؤں پر۔ برادران اسلام! قرآن پاک نے ٹھیک کہا ہے
کہ ائمتہ الکفر کے قول و قرار کا ہرگز بھروسا مت کرو۔ اسلئے کہ جب بھی انکو موقع ملیگا۔ یہ لوگ تمہارے
مذہب پر حملہ کر دینگے چنانچہ قرآن پاک کی اس صداقت کا نقشہ آج ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ رہے ہیں
کہاں وہ زمانہ کہ ہندو لیڈر اپنی تمام چھوت چھات کو چھوڑ کر مسلمانونکے ساتھ ایک رکابی میں کھانا
کھا لینا باعث فخر سمجھتے تھے۔ خود لدھیانہ میں امرتسر کے کئی ایک ہندوؤں نے مسلمانوں کیساتھ

بیٹھکر کھانا کھایا۔ میں خود بھی اس دعوت میں شریک تھا۔ مگر یہ کب تھا؟ اسوقت جبکہ جلیانوالہ باغ
میں ہندو و مسلمانونکے خون نے مشترکہ ندی کی شکل اختیار کر لی تھی اور کہاں آج یہ دن کہ اسی امرتسر میں
جہاں ڈائر نے ہندو و مسلمانوں کے پیٹوں میں چند کارتوسی پیٹیونکو خالی کر کے دونوں کو خون کو۔
مدغم کر دیا تھا۔ آج اسی امرتسر میں ہندو اور مسلمان ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں اس
شرمناک نظارہ کو دیکھکر تو یہی کہنا پڑیگا۔ کہ امرتسر کو ایکدفعہ ڈائر کی پھر ضرورت ہے تاکہ وہ ہندو اور
مسلمانوں کے اتفاق اور اتحاد قائم کرنیکا موجب ہو۔ برادران اسلام! میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ اس
شرمناک حالت کی ذمہ داری کس کے سر پر ہے؟ کیا مسلمانوں کے سر پر ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ اسکی تمام
ذمہ داری سوامی شردھانند کے سر پر ہے جسنے ہندو مسلم اتحاد کے بنے بنائے کھیل کو ارتداد کا فتنہ برپا
کر کے خاک میں ملا دیا ہے۔ سوامی شردھانند سے بخوبی واقف ہوں اسلئے کہ مجھے اسکے ساتھ آٹھ دس سال
تک بسنے اور اسکے ساتھ آریہ سماج میں ملکر کام کرنیکا موقعہ ملا ہے اس شخص کی فطرت میں یہ بات مرکوز
ہے کہ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی نیا نیا نیا نیا شاخسانہ کھڑا کر دیا کرتا ہے۔ اور جب اس شخص کو پتہ لگتا ہے کہ لوگ
اسکی طرف متوجہ نہیں ہیں اور اسکی پوزیشن پبلک میں کچھ گرنے لگی ہے تو وہ الگ کھڑا ہو کر ایک پتنگ اُڑا دیتا
اور لوگوں کو کہتا ہے کہ میری طرف دیکھو میں اس پتنگ کے ذریعہ تمہیں سورگ میں لیجاؤنگا۔ مگر اسکی
آریہ سماج میں بسر کردہ زندگی اسباب کی شاہد ہے کہ جب پتنگ کیطرف وہ لوگونکو متوجہ کیا کرتا ہے
کچھ دن کے بعد اسکی ڈور کٹ جایا کرتی ہے اور یہ شخص بیماری کا بہانہ بناکر الگ کونے میں بیٹھ جایا کرتا ہے
اور پھر کوئی نیا بھیس بدلکر باہر آجایا کرتا ہے چونکہ یہ شخص ہرنیا۔ بانڈ و سیل دیابیطس وغیرہ نصف درجن
بیماریوں میں مبتلا ہے۔ پس ظاہر ہے کہ ایسا شخص جیلخانہ کی مصیبت کو کبھی برداشت نہیں کر سکتا تھا۔
اس شخص نے ہر صنف سیاسی میدانمیں لیڈری کا آنڈا اُڑایا اور جا بجا اعلان کرتا پھرا کہ وہ شمع آزادی
کا پروانہ ہے۔ مگر جب اسکی آزمایش کا وقت یعنی شمع آزادی پر قربان ہونیکا موقعہ آیا اور اسکو چند ماہ کیلئے جیل
خانہ میں جانا پڑا تو وہ شمع آزادی کا پروانہ ثابت ہونیکی بجائے ایک کالی مکھی ثابت ہوا۔ اور ارتداد کے ڈھیر
پر ڈھیر ہو گیا۔ اور اس نے اعلان کر دیا کہ اسکا پولیٹیکل تحریک سے کوئی تعلق نہیں اور کہ لوگ اس کو

پولیٹیکل کانفرنسوں میں شرکت کی دعوت نہ دیا کریں۔ پولیٹیکل میدان سے تو یہ شخص یوں الگ ہو گیا
مگر کیا ارتداد کے میدان میں اسکو کامیابی ہو جائیگی۔ یا وہ ۷ کروڑ مسلمانوں کو ہندو بنانے میں کامیاب
ہو سکتا ہے؟ واقعات جواب دینگے کہ اسکی تمام بھنبھناہٹ مچھر کی اس بھنبھناہٹ سے زیادہ ثابت
نہیں ہو گی جو کہ کسی دریا کے کنارہ جنگل میں سوئے ہوئے شیر کے کان میں جا کر بھن بھن کرتا اور گاتا ہے
یہ بالکل ممکن ہے کہ شیر اسکی بھنبھناہٹ کی پروا نکرے۔ لیکن اگر شیر اپنی نیند سے بیدار ہو کر دم کھڑی کر کے
ذرا انگڑائی لیگا اور غرائیگا۔ تو کیا اس صورت میں بھی ایک بے بضاعت وحقیر مچھر اسکے کان میں گھسنے
یا اسکی ناک پر کاٹنے کی جرأت کر سکیگا؟ ہمارے بھولے بھالے مسلمان بھائی جب سوامی شردھانند
کی یا انکے دوسرے ساتھیوں کی فتنہ ارتداد کے متعلق اس قسم کی بھنبھناہٹ کو سنتے ہیں تو وہ گھبرا جاتے
ہیں اور حیران ہو کر پوچھنے لگجاتے ہیں۔ کیوں جی اب کیا ہوگا؟ برادران اسلام! کیا میں تمکو بتاؤں
کہ اب کیا ہوگا؟ وہی ہوگا جو ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے۔ اسلام نہ تمہاری ملک ہے۔ نہ میری۔ یہ تو اللہ
میاں کی چیز ہے۔ کیا اللہ میاں نے اصحاب فیل کے خطرناک حملوں سے اپنے گھر کی حفاظت نہیں کی تھی
جسوقت قریش مکہ ابرہہ کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر پہاڑوں میں گھس گئے تھے۔ اور ابرہہ نے اعلان کر دیا
تھا کہ وہ خانہ کعبہ کی اینٹ سے اینٹ بجا دیگا۔ تو اسوقت اللہ میاں کے گھر کی حفاظت تم نے کی
تھی۔ یا اہل مکہ نے؟ نہ تم نے نہ اہل مکہ نے۔ بلکہ اللہ میاں نے اپنی قدرت کاملہ اور حکمت بالغہ سے حقیر و
بے بضاعت جانوروں کے ذریعہ اصحاب فیل کے پرخچے اڑا دیئے اور انکو بھاگ کر بچ جانیکی بھی
مہلت نہ ملی جب قریش مکہ نے رسول پاک کو شہید کر کے اسلام کا نام ونشان مٹا ڈالنے کی سازش
کی تھی۔ تو اسوقت اسلام کی حفاظت کس نے کی تھی؟ جب عمرؓ اپنے گھر سے تلوار لیکر نکلا تھا کہ آج
اسلام کا نام ونشان مٹا ڈالنے کی خاطر میں رسول کو ہی ہلاک کر ڈالونگا۔ تو اسوقت اسلام کی حفاظت
کس نے کی تھی۔ جب رسول پاک کے دندان مبارک شہید ہو گئے۔ اور آپ ایک گڑھے میں گر گئے اور
شور مچ گیا کہ رسول مقبولؐ شہید ہو گئے۔ تو اسوقت اسلام کی حفاظت کس نے کی تھی۔ جب
مغول تاتار نے لاکھوں مسلمانوں کو شہید کر ڈالا۔ اور انھوں نے اسلام کی بیخکنی کا تہیہ کر لیا تھا۔

تو اسوقت اسلام کی حفاظت کرنیوالی کونسی طاقت تھی؟ برادران اسلام اسلام کی تاریخ کا ایک
ایک ورق یہ پکار پکار کر شہادت دے رہا ہے۔ کہ دنیا میں جو قوم یا جو شخص بھی اسلام کا بدترین دشمن بنکر
گھر سے باہر نکلا ہے انجام کار یا تو وہ اسلام کا بہترین خادم بنگیا ہے یا تباہ وہلاک ہو گیا ہے جاؤ دنیا بھر
کی تواریخ کا حوالہ کر جاؤ جہاں جہاں جس جس قوم نے یا اشخاص نے اسلام کیساتھ ٹکر ماری ہے ان کا حشر
ان دونوں باتوں میں سے ایک ہی ہوا ہے۔ خود میں ہی تمہارے سامنے ایک زندہ مثال کھڑا ہوں میں نے
مخالفت میں کسقدر ایڑی چوٹی کا زور لگایا تھا اور کتنے سال تک تحریری وتقریری جنگ کا سلسلہ
جاری رکھا تھا۔ مگر آج آپ سب کی نظر مجھ پر پڑ رہی ہے۔ کہ میں اسلام کا خادم ہوں۔ برادران
اسلام! میں اسلام کی خدمت کرنے کیلئے تیار ہوں۔ مگر میں آپکو بتا دینا چاہتا ہوں۔ کہ ہمیں یہ کام
نہایت صبر اور استقلال سے کرنا چاہئے۔ ہمیں اس بات کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم اپنے ہندو دوستوں کے
برخلاف غم وغصہ کا اظہار کریں۔ یا ہم انکو برا بھلا کہیں۔ میں تو یہ کہونگا کہ ہمیں سوامی شردھانند کے
برخلاف بھی کسی قسم کے غم وغصہ کا اظہار کرنیکی ضرورت نہیں ہے بلکہ ہمیں انکا مشکور ہونا چاہئے۔ کہ ہم
سو رہے تھے انھوں نے ہمیں تھپیڑے مار کر بیدار کر دیا ہے۔ میں دیکھتا ہوں کیا تم اس کھٹمل کو برا بھلا کہو گے
جس نے صبح کیوقت جبکہ تمہاری نماز کا وقت گذر رہا تھا اور تم میٹھی نیند میں سو رہے تھے۔ تم کو کاٹ کر بیدار
کر دیا۔ تم نے نماز پڑھ لی کھٹمل نے تم پر احسان کیا کہ تمہیں خدا کی عبادت کیطرف متوجہ کیا۔ میں پوچھتا
ہوں کہ کھٹمل نے کیا گناہ کیا۔ اور تمہارا کیا بگاڑا ممکن ہے اس نے تمہارے ڈیڑھ ڈھائی من کے جسم میں سے
خون کا ایک ذرہ کھینچ لیا ہو۔ لیکن اگر خون کے ایک ذرہ کی قربانی سے وہ تم پر احسان کرے۔ کہ تم کو
بیدار کر کے خداوند کریم کے حضور میں کھڑا ہونیکا موقع ملجائے تو بتاؤ تمہاری یہ ذرا سی تکلیف
تمہارے لئے کتنے بڑے ثواب کی موجب ہوگی ہندوستان کے ۷ کروڑ مسلمانوں کے جسم میں ملکانے
راجپوت ایک ذرہ کے برابر ہیں اگر اس ذرہ کو سوامی شردھانند نے کاٹ کر تم کو بیدار کر دیا ہے
تو یہ کوئی مہنگا سودا نہیں ہے باقی رہا یہ سوال کہ سوامی شردھانند یا ہندوستان کے ۲۴ کروڑ
ہندو اپنی متفقہ طاقت کیساتھ ہندوستان سے اسلام کو مٹا ڈالیں گے یہ نا ممکن امر ہے۔ اس لئے

کہ جب اس ملک میں ایک بھی مسلمان نہیں تھا۔ اور سب کے سب ہندو تھے۔ ہندوؤں کی بڑی بڑی حکومتیں یہاں قائم تھیں وہ مطلق العنان حکمران تھے ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں افواج ہاتھی گھوڑے ان کے پاس موجود تھے۔ توپ تفنگ اور آلات حرب وضرب کی ان کے پاس کمی نہیں تھی۔ جب ان کے اس عروج کے زمانہ میں کابل وغزنی کے پہاڑوں سے چند پوستین پوش خدا کے بندوں نے اللہ اکبر کے نعرہ لگاتے ہوئے کاشی قنوج کالنجر کانگڑہ متھرا بندرابن وغیرہ کے بتخانوں میں بھونچال ڈالدیا۔ اور بڑے بڑے کفر گڑھوں پر توحید کا جھنڈا گاڑ دیا اور کروڑہا بت پرستوں نے برضا و رغبت بت پرستی سے توبہ کرکے دین حنیف کیسامنے سر تسلیم خم کردیا تھا جب اس زمانہ میں ہندو لوگ اسلام اور مسلمانوں کو نہ ہٹا سکے اور ان کے ہر ہر مہادیو کے نعرے اللہ اکبر کی تکبیر کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکے اور انکے سنکھ اور گھڑیال کی صدائیں آذان کی فلک دوز گونج کیسامنے ماند پڑ گئیں۔ اور پتھر اور مٹی سے بنائے ہوئے بے جان معبود ایک حی قیوم خدا کے پرستاروں کیسامنے سرنگوں ہوگئے۔ اور گھاس کے تنکے کھانے والی گائی جو معبود کی ہستی خاک میں مل گئی۔ تو آج جبکہ مسلمانوں کی تعداد خدا کے فضل وکرم سے اس ملک میں کروڑ ہے۔ اور وہ کسی پہلو میں ہندوؤں سے درماندہ نہیں ہیں۔ ہندو اسلام اور مسلمانوں کو اس ملک سے مٹا دینے میں کامیاب ہوجائینگے؟ ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ بلکہ زمانہ جلدی ہی بتادیگا کہ دنیا سے کون مٹا اور کون مٹ رہا ہے۔ آیا ایک خدا وحدہٗ لاشریک کی عبادت مٹ رہی ہے یا شجر و حجر جس و خاشاک اینٹ پتھر خاک دھول چرند پرند کی پرستش کا خاتمہ ہو رہا ہے اور خاتمہ ہوجائیگا۔ آیا خدا قہار و جبار کی پرستش مٹ رہی ہے۔ یا گھاس کھانیوالے اور جگالی کرنیوالے معبودوں کی عبادت کا بلکہ ایسے معبودوں کے وجود کا ہی خاتمہ ہوجانیوالا ہے اور ہو رہا ہے۔ برادرانِ اسلام! میں نے آپ سے کہا ہے کہ اسلام پاک ہیری یا آپ کی ملک نہیں ہے بلکہ خداوند کریم کا نور ہے قرآن پاک میں اسکو نور اللہ کے نام سے پکارا گیا ہے۔ اللہ میاں فرماتے ہیں کہ کفار و مشرکین اللہ کے اس نور کو اپنی پھونک سے بجھا دینا چاہتے ہیں۔ مگر اللہ میاں کا

وعدہ ہے کہ وہ اپنے نور کو دنیا کے کونے کونے اور گوشہ گوشہ میں پھیلا کر چھوڑیگا خواہ کفار و مشرکین اس کے راستہ میں ہزاروں رکاوٹیں پیدا کرکے دیکھ لیں مگر یہ نور دنیا میں یقیناً پھیل کر رہیگا۔ برادرانِ اسلام! کیا آپ نہیں دیکھتے کہ سورج جو صبح کو مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ اگر دنیا بھر کے انسان یہ فیصلہ کرلیں کہ آج ہم سورج کی روشنی کو پھیلنے نہیں دینگے ہم اسقدر خاک دھول اڑائینگے۔ اسقدر گرد و غبار برپا کرینگے اسقدر دھوئیں کے بادل اڑائینگے اور ایسی اونچی اونچی دیواریں کھڑی کردینگے کہ جن کو پھاند کر سورج کی روشنی زمین تک نہیں آسکیگی۔ کیا آپ خیال کرسکتے ہیں کہ اس قسم کے گرد و غبار خاک دھول۔ یا دھوئیں کے بادل اڑانے سے کبھی سورج کی روشنی پھیلنے سے رک سکتی ہے۔ ہرگز نہیں سورج تو گرد و غبار خاک دھول اور پہاڑوں کی چوٹیاں عبور کرکے اپنی کرنوں کو زمین پر پھیلا کر ہی رہیگا اور پھیلاتا ہی رہتا ہے۔ بادل آتے ہیں اور اڑ جایا کرتی ہیں۔ آندھیاں اٹھتی ہیں اور فرو ہوجاتی ہیں مگر سورج اسی طرح چمکتا رہتا ہے اسکی ضیا باری میں کوئی فرق نہیں آتا۔ جب اللہ میاں کے سورج کی یہ حالت ہے حالانکہ سورج ایک مادی چیز ہے اور وہ ہم سے ۱۲ گھنٹہ الگ رہتا ہے اور کئی دفعہ گرہن میں بھی آجاتا ہے مگر جب اس مادی سورج کی روشنی کو دنیا اور دنیا والے نہیں روک سکتے تو کیا اللہ میاں کے روحانی سورج یعنی اسلام پاک کی روشنی کو دنیا میں پھیلنے سے کوئی بڑی سے بڑی طاقت روک سکتی ہے۔ ہرگز نہیں۔ برادرانِ اسلام نورِ اسلام کو روکنے کیلئے یہ جو فتنہ ارتداد کی آندھی چلائی جارہی ہے گرد و غبار کے بادل برپا کئے جارہے ہیں اور اسلام کی روشنی کو روکنے کیلئے لمبی لمبی دیواریں کھینچی جارہی ہیں یہ سب کی سب اسلام کی ضیا پاشی کیسامنے حروف غلط کی طرح مٹ جائینگی۔ اور مطلع صاف ہوجائیگا۔ اسی طرح کہ جس غرض کو لیکر اسلام دنیا میں آیا ہے جبتک وہ غرض پوری نہیں ہوجاتی ہے تب تک دنیا کی کوئی طاقت اسلام کو نیست و نابود نہیں کرسکتی وہ غرض کیا ہے وہ مشن کیا ہے کہ جسکو پورا کرنیکے لئے اسلام دنیا میں آیا۔ میرے آج کے لیکچر کا مضمون یہی ہے اسقدر تمہیدی کلمات کے بعد میں اب اپنے مضمون کو شروع کرونگا۔ مگر میں آپکو شروع میں ہی بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نہ تو لیکچرار ہوں

نہ ہی میں لیکچر کی غرض سے لاہور آیا تھا۔ بلکہ میں یہاں پر اسی کفر توڑ کتاب کے چھپوانے کیلئے آیا تھا جس کا ذکر میں
نے شروع میں ہی کر دیا ہے اور جسکے متعلق آپکو بھی علم ہے میرا ارادہ تو یہی تھا کہ میں اپنا کام کر کے چپ چاپ۔
یہاں سے لدھیانہ چلا جاؤں اور کسی کو میرے لاہور آنیکا پتہ نہ لگے چنانچہ اسی بات کو مدنظر رکھکر میں اس
پریس میں جہاں کہ میری کتاب چھپ رہی ہے کئی روز تک پوشیدہ رہا اور میرے احباب کو میرے یہاں
آنیکا علم نہیں ہوا مگر جب انکو کسی نہ کسی ذریعہ سے یہ پتہ لگ گیا کہ میں لاہور میں موجود ہوں تو انھوں
نے پے درپے اس چھاپہ خانہ پر جہاں کہ میں پوشیدہ تھا چھاپے مارنے شروع کر دیئے۔ اور مجھے اس بات پر
مجبور کیا کہ اگر زیادہ نہیں تو کم از کم تین لیکچر لاہور میں دیدوں میں نے ہر چند انکار کیا اور یہ بھی کہا کہ میری
صحت ٹھیک نہیں ہے۔ مگر جسقدر میں انکار کر رہا تھا اسیقدر میرے دوستوں کا اصرار نے ظریفانہ
رنگت اختیار کر لی آخر میں نے یہی مناسب سمجھا کہ میں اپنے دوستوں کے اصرار پر دستخط کر دوں چنانچہ
اب میں آپکے سامنے موجود ہوں چونکہ میری آواز بلند نہیں ہے اسلیئے اگر آپ اپنی آوازوں کو تھوڑی
دیر کیلیئے میری آواز پر قربان کر دینگے تو یقیناً میری آواز کافی بلند ہو جائیگی اور آپ نہایت اطمینان
سے میرے بیان کو سن سکینگے۔ برادران اسلام! سوال یہ ہے کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا وہ کونسی کمی تھی
جسکو پورا کرنیکے لئے اسلام کا ظہور ہوا۔ کیا دنیا میں پہلے ہی کثرت سے مذاہب موجود نہیں تھے اور کیا
ان سب میں پہلے ہی سر پھٹول نہیں ہو رہا تھا۔ اور کیا دنیا میں دوسرے مذاہب کی کمی تھی کہ اسلام کو
بھی یہاں آکر ڈیرہ ڈنڈا ڈالنا پڑا؟ آخر دنیا میں اسلام کے آنیکی غرض و غایت کیا تھی؟ کیا اسلام دنیا میں
صرف اس مطلب کیلیئے آیا تھا کہ جسطرح ہندوؤں عیسائیوں۔ موسائیوں۔ یا پارسیوں اور بودھوں
نے بنی نوع انسان کو اپنے اپنے مذاہب پر تقسیم کر رکھا ہے اور انکے ارد گرد جادو کی لکیر کھینچ دی ہے جو اس۔
لکیر کے اندر ہے وہ انکا اور جو اسکے باہر ہے وہ ان کا نہیں ہے کیا اسلام بھی دنیا میں ایک چھوٹا سا دائرہ کھینچنے
اور جادو کی لکیر میں چند لاکھ یا چند کروڑ انسانوں کو مقید کرنیکے لئے آیا تھا اگر اسلام کا مدعا یہی تھا۔
تو دنیا کو اسکی ضرورت نہیں تھی اور نہ اسکی ضرورت ہے مگر ہم جانتے ہیں کہ اسلام کا مدعا ہرگز یہ نہیں ہے
کہ وہ ایک جادو کا دائرہ کھینچکر جس طرح دیگر مذاہب نے الگ الگ ٹولیاں بنا رکھی ہیں اسی طرح وہ بھی

ایک ٹولی بنالے۔ بلکہ اسلام کا مدعا یہ ہے کہ وہ ان جادو کے تمام دائروں کو توڑ پھوڑ کر بنی نوع انسان
کو توحید و رسالت کے جھنڈے تلے کھڑا کر کے ایک عالمگیر برادری میں منسلک کر دے چنانچہ اسلام پاک نے
دنیا میں ظاہر ہونیکے ساتھ ہی ان تمام لوگوں کو جنھوں نے مذہب کے نام پر اپنے آپکو چھوٹی ٹولیوں میں
تقسیم کر رکھا تھا یہ اعلان سنا دیا کہ یا اھل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لا نعبد الا
اللہ ولا نشرک بہ شیئا۔ اے وہ لوگو جو مذہب کا دم بھرتے ہو یا جنکا یہ دعوی ہے کہ خداوند کریم نے تمکو یا تمہارے
باپ دادوں کو کوئی صحیفہ دیا تھا۔ تم ذرا اس بات پر تو غور کرو کہ ربنا وربکم الہ واحد
جب ہمارا اور تمہارا خالق اور رازق ہی وحدہٗ لاشریک ہے تو پھر تم اس ایک کے پرستار ہو کر آپسمیں سر پھٹول
کیوں کرتے ہو۔ ایک دوسرے کو برا بھلا کیوں کہتے ہو الگ الگ ٹکڑیاں کیوں بنائے بیٹھے ہو جب تم نے
اسی ایک خدا کی پرستش کرنی ہے تو پھر کس کا گرجا یا کس کا مندر۔ کس کا صومعہ کس کی مسجد۔ آؤ ہم سب ایک
ہی جگہ ملکر اسی وحدہٗ لاشریک کے سامنے سر نیاز خم کر دیں جب ہم نے اسکے سوائے کسی دوسرے کی پوجا
ہی نہیں کرنی ہے تو پھر الگ الگ گرجا و مندر و مسجد کے جھگڑے کیسے؟ جھگڑے تو اسی صورت میں ہو سکتے ہیں
جبکہ تم نے وحدہٗ لاشریک کی بجائے کسی دوسرے کی پرستش کرنی ہو جب تم اصولاً اس بات کو تسلیم کرتے
ہو کہ خدا ایک ہی ہے اور اسکی عبادت کرنی چاہیئے تو پھر یہ تمام جھگڑے مٹ جانے چاہئیں۔ دنیا کے مختلف مذاہب
نے اسلام کی اس آواز کو سنا اور وہ حیران ہو کر پوچھنے اور کہنے لگے کہ آخر اس کا مطلب کیا ہے کیا یہ ممکن ہے
کہ یہودی اور عیسائی، پارسی اور ہندو سب ایک ہو جائیں۔ اور وہ آپس کے جھگڑوں کو خیرباد کہدیں
انھوں نے سوچا اور پوچھا کہ تم ہمیں ذرا اسکا مطلب تو سمجھاؤ کہ ہم کیونکر سب ملکر ایک ہو سکتے ہیں۔ اسلام
پاک نے انہیں سے ایک ایک کو سمجھانا شروع کیا۔ اس نے پہلے یہودیوں کو مخاطب کیا اور فرمایا کہ اے یہودیو!
تم بھی مانتے ہو کہ خدا ایک ہے اور ہم بھی مانتے ہیں کہ خدا ایک ہے آؤ ہم تم دونوں ملکر ایک ہو جائیں۔ یہودیوں
نے پوچھا کہ یہ کیونکر ہو سکتا ہے۔ اسلام نے جواب دیا کہ دیکھو جس چیز کو تم مذہب کہتے ہو در حقیقت۔
دنیا میں اس سے قیمتی اور پیاری چیز انسان کیلیئے کوئی نہیں ہے۔ انسان مذہب کی خاطر اپنے گھر بار کو
ترک کر دیتا ہے ملک اور قوم کو چھوڑ دیتا ہے بیوی اور بچوں کو جواب دیدیتا ہے یہانتک کہ جان۔

جیسی پیاری چیز کو بھی وہ مذہب کی خاطر قربان کر دیتا ہے۔ کیا تم نے غور کیا کہ جس مذہب کی خاطر
انسان اپنی گردن تک کٹوا دیتا ہے آخر وہ ہے کیا چیز؟ دیکھو اگر تم غور کرو گے تو تمہیں پتہ لگ جائیگا
کہ جس چیز کو مذہب کے نام سے پکارا جاتا ہے وہ دو چیزوں کا مجموعہ ہے۔ ایک شخصیت دوسرے اصول
شخصیت سے مراد وہ برگزیدہ و مقدس ہستی ہے جسکو کہ نبی یا رسول، ہادی پیر پیغمبر رشی منی کے
نام سے پکارا جاتا ہے۔ اصول سے مراد وہ کتاب ہے جو اس مذہب کے نزدیک خدا کیطرف سے نازل شدہ سمجھی
جاتی ہے۔ اگر تم کسی مذہب کے ساتھ صلح کرنی چاہتے ہو۔ تو اس مذہب کی ان دونوں چیزوں کی عزت
کرو یعنی تم اس کے نبیوں، یا رسولوں، یا رشیوں منیوں کو اچھا سمجھو۔ اور انکی کتب مقدسہ کو بشرطیکہ
ان میں کسی قسم کے فسق و فجور اور کفر و شرک کی تعلیم نہ دیگئی ہو اپنی کتاب تسلیم کرو۔ اور اسکی عزت
کرو۔ جب تم کسی مذہب کی ان دو چیزوں پر قبضہ کر لوگے تو سمجھ لو کہ تم نے اس مذہب پر قبضہ کر لیا
اسلام نے یہودیوں کے سامنے اس اصول کو پیش کیا اور کہا کہ ہم چاہتے ہیں کہ تم ہمارے نبیوں اور
رسولوں اور انکی کتب مقدسہ پر ایمان لاؤ اور تم کو اپنا بنالیں اور اپنے آپکو تمہارا بنا دیں یہودیوں
نے اس پیغام کو سنا اور خوش ہو گئے کہ یہ تو بہت اچھا سودا ہے نبایت یہودی ہاتھ لگ گئے پوچھتے ہیں
کہ کیا تم توریت اور زبور پر ایمان لاتے ہو؟ مسلمان کہتا ہے کہ ہم ایمان لاتے ہیں۔ یہودی پوچھتے ہیں کہ کیا تم
موسیٰ علیہ السلام پر بھی ایمان لاتے ہو؟ مسلمان کہتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ہی نہیں بلکہ موسیٰ علیہ السلام سے لیکر
ملاکی نبی تک تمہارے جسقدر انبیاء و رسل ہوئے ہیں ہم ان سب پر ایمان لاتے ہیں۔ یہودیوں کی باچھیں
کھلجاتی ہیں وہ مسلمان سے بغلگیر ہونیکے لئے دوڑتے ہیں۔ مگر مسلمان جواب نہیں دیتے بغلگیر ہونیسے پیشتر ذرا
ایک بات اور سن لو کہ ہم موسیٰ علیہ السلام سے ملاکی نبی تک تمہارے تمام انبیاء اور رسل پر ایمان لانیکے علاوہ ہم
جناب مسیح علیہ السلام پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ وہ خدا کے برگزیدہ تھے۔ اور وہ خدا کیطرف سے تھے۔ مسیح علیہ السلام
کا نام سنکر یہودیوں کے تن بدن میں آگ لگ جاتی ہے اور وہ چلا اٹھتے ہیں کہ کیا تم مسیح کو بھی خدا کا نبی مانتے ہو جسکو
ہمارے باپ دادوں نے کاٹھ پر لٹکا کر لعنت کی موت مار دیا تھا کیا تم اس مسیح کو خدا کا نبی مانتے ہو جسکے منہ پر ہمارے
باپ دادوں نے تھوک دیا تھا۔ کیا تم اس مسیح کو برگزیدہ مانتے ہو جسکے سر پر ہمارے باپ دادوں نے کانٹوں

کا تاج رکھکر مخول اڑایا تھا۔ کیا تم اس مسیح کو مانتے ہو جسکے منہ پر ہمارے باپ دادوں نے طمانچے مارے تھے کیا
تم اس مسیح کو مانتے ہو جسکے متعلق پیلاطوس نے ہمارے باپ دادوں سے کہا تھا کہ تم دونوں میں سے کس کو چاہتے ہو
کہ میں تمہاری خاطر چھوڑ دوں آیا برابا ڈاکو کو یا مسیح کو؟ ہمارے باپ دادوں نے جواب دیا تھا کہ برابا ڈاکو
کو چھوڑ دو۔ مگر مسیح کو صلیب پر لٹکا دو۔ کیا جس مسیح کو ہمارے باپ دادوں نے ڈاکو سے بھی خراب
سمجھا تھا تم اس مسیح کو خدا کا نبی مانتے ہو۔ ادھر ہم نے تو سمجھا تھا کہ تم کوئی شریف آدمی ہو اور بھلے
مانسوں کی باتیں کرتے ہو مگر تمہارے اس بیان سے کہ تم مسیح کو بھی خدا کا نبی مانتے ہو ہمیں پتہ لگ گیا کہ تم بھی
جھوٹے تمہارا مذہب بھی جھوٹا تمہاری کتاب بھی جھوٹی تمہارا نبی بھی جھوٹا جاؤ دور ہو جاؤ ہم ایسے
مذہب کو جو مسیح کو ماننے کی تعلیم دیتا ہو کبھی سچا نہیں سمجھ سکتے۔ اور نہ ہی تمہارے ایسے رسول یا تمہاری
اس کتاب کو جس میں مسیح کی تعریف کی گئی ہو سچا تسلیم کر سکتے ہیں۔ آہ! بدبخت یہودیوں کے اس بکواس
کو سنکر جو وہ مسیح علیہ السلام کے بارہ میں کرتے ہیں ایک مومن مسلم کا دل پاش پاش ہو جاتا ہے۔ مسلمان دیکھتے
ہیں کہ اگر وہ مسیح علیہ السلام کا انکار کریں تو یہودی انکو سر آنکھوں پر بٹھانے کیلئے تیار ہیں وہ سوچتے
ہیں کہ یہودیوں کی دوستی کو حاصل کرنے کیلئے اگر مسیح کی نبوت سے ہم انکار کر دیں تو اسمیں کیا برا ہے
اس لئے کہ مسیح عیسائیوں کا تھا نہ کہ ہمارا۔ مگر قرآن پاک کی طرف ایک زبردست عتاب نامہ آتا ہے کہ
اے مسلمانو! خبردار! اگر تم نے یہودیوں کی خاطر مسیح علیہ السلام کی نبوت سے انکار کر دیا یا تم نے یہ سوچکر
کہ جب یہودی ہمارے نبی کو نہیں مانتے تو ہم انکے انبیاء و رسل کو کیوں مانیں مسیح علیہ السلام کی نبوت
سے یا کسی ایک بھی یہودی نبی کی نبوت سے انکار کر دیا تو تم فوراً کافر ہو جاؤ گے تم کابند حس بن
جاؤ گے تمہاری نماز تمہارے روزے تمہارا حج تمہاری زکوٰۃ تمہارا تقویٰ طہارت تمہارے کسی کام نہیں
آئینگے یہودی تمہارے نبی کو خواہ ہزاروں گالیاں دیں یہودی مسیح علیہ السلام کو اور انکی والدہ
صدیقہ کو خواہ کتنا ہی برا بھلا کہیں مگر دیکھنا کہیں انتقام کے جذبہ سے متحرک ہو کر تم کسی یہودی
نبی کی نبوت سے انکار نہ کر بیٹھنا۔ اگر تم نے ایسا کر دیا تو تم کافر ہو جاؤ گے اور جہنم میں جاؤ گے۔ اسلام
نے ایک مومن کی گردن پر کسقدر بھاری بوجھ رکھ دیا ہے۔ دشمنان اسلام اسکے نبی معصوم کی توہین

سے منکر ہیں۔ اسکو برا بھلا کہتے ہیں۔ مفتری کہتے ہیں۔ گالیاں دیتے ہیں مگر ایک مومن مسلم باوجود ان
زیادتیوں کے اپنے دشمنونکے نبیوں اور رسولوں کا کلمہ پڑھنے سے باز نہیں آتا اور وہ بھی کہتا چلا جا رہا ہے
اے یہودیو! تم میرے نبی کو جسقدر برا بھلا چاہو کہہ لو تم مسیح علیہ السلام کو جسقدر چاہو بدنام کر لو۔
مگر مجھے میرے اللہ نے یہ اجازت نہیں دی کہ میں انتقام کے جذبہ سے متحرک ہوکر تمہارے کسی بھی نبی
کو برا بھلا تو ایک طرف اتنا بھی کہدوں کہ وہ نبی نہیں تھا۔ یہ کیسا روح فرسا نظارہ ہے کہ ایک
مسلم یہودیوںکے انبیا ورسل کا کلمہ پڑھتا ہوا اور انکی کتب مقدسہ پر ایمان لاتا ہوا یہودیوں کے
اتفاق کا پاس پیغام لیکر جاتا ہے مگر یہودی اسکو محض اسلئے ٹھکرا دیتے ہیں اور دھکے دیکر باہر نکال دیتے ہیں
کہ وہ مسیح کو خدا کا برگزیدہ نبی کیوں کہتا ہے خداوند قدوس کی امانت کا حامل خدا کا یہ مومن بندہ
یہودیونکی طرف سے مایوس ہوکر عیسائیوں کے پاس جاتا ہے اور انکو اپنی داستان سناتا ہے کہ میں یہودیوں
کے پاس پیغام لیکر گیا تھا کہ ہم اور وہ دونوں ملکر خداوند کریم کی پرستش کریں اور ہم یہودیوں کے
انبیاؑ ورسل پر ایمان لاتے ہیں یہودیوں نے میرے پیغام کو خوشی سے سنا اور وہ بغلگیر ہونیکے لئے آگے بڑھے
مگر جب انکو پتہ لگا کہ ہم مسیح علیہ السلام کو بھی خدا کا برگزیدہ نبی مانتے ہیں تو وہ آگ بگولا ہوگئے اور مسیح
کی ذات پاک پر اور انکی والدہ صدیقہ پر مختلف الزامات لگاکر انکو گالیاں دینے لگے ہیں انکی طرف سے
مایوس ہوکر آپکے پاس آیا ہوں تاکہ ہم اس بات پر غور کریں کہ یہودی ہمارے اور تمہارے دین کے یکساں
دشمن ہیں وہ ہمارے نبی اور تمہارے مسیح کو یکساں برا بھلا کہتے ہیں ہمارے نبی کو تو اسلئے برا کہتے ہیں کہ اس نے
یہ تعلیم کیوں دی کہ مسیح سچا تھا اور مسیح کو وہ اسلئے برا کہتے ہیں کہ وہ درحقیقت یہودیوں کے نزدیک
تھا ہی برا۔ اجی پادری صاحب! کیا ایسا نہیں ہوسکتا کہ ہم دونوں ملکر یہودیوں کا مقابلہ کریں پادری
صاحب بھی بات کو سنکر خاموش ہوجاتے ہیں اور وہ جواب دیتے ہیں کہ یہودی درحقیقت ہمارے خداوند
مسیح اور تمہارے نبی کے دشمن ہیں پس کیا ہی اچھا ہو کہ ہم دونوں ملجائیں۔ پادری کہتا ہے کہ ہمارے
نزدیک ہمارے آپسمیں مل بیٹھنے کی بہترین صورت یہی ہے کہ تم مسیح پر ایمان لاؤ مسلمان جواب دیتا ہے
کہ مجھے یہ شرط منظور ہے میں مسیح پر ایمان لاتا ہوں۔ بلکہ مسیح پر ایمان لانیکی بدولت ہی تو مجھے یہودیوں سے

گالیاں سننی پڑیں۔ ورنہ اگر یہ معاملہ نہ ہوتا تو یہودی تو مجھے آنکھوں پر بٹھانیکے لئے تیار تھے۔ پادری صاحب
خوش ہوجاتے ہیں کہ گھر بیٹھے بٹھائے ہی انکو عیسائیونکی ایک بڑی بھاری تعداد ملگئی۔ مگر مسلمان نہایت عاجزی
سے عرض کرتا ہے کہ جناب پادری صاحب ہم مسیح علیہ السلام پر اسلئے ایمان نہیں لائے کہ آپنے کہا ہے بلکہ اسلئے ایمان
لاتے ہیں کہ ہماری کتاب اور ہمارے نبی نے ہمیں تعلیم دی ہے کہ مسیح خدا کا سچا نبی تھا اور کہ یہودیوں نے آپ پر
اور آپکی والدہ صدیقہ پر جسقدر الزامات لگائے ہیں وہ سب جھوٹ ہیں جناب پادری صاحب کیا آپکے
نزدیک ہماری کتاب اور ہمارے نبی کی تعلیم کہ یہودی جھوٹے تھے اور مسیح سچا تھا مسیح کی والدہ صدیقہ پر
یہودیوں نے جو گندہ الزامات لگائے تھے۔ وہ سراسر غلط تھے۔ مسیح کی یہودیوں نے جو بے ادبی کی تھی یا انکو
عذاب دیا تھا یہ یہودیونکی شرارت تھی۔ اجی پادری صاحب! آپ ذرا فرمائیں تو کیا ہماری کتاب اور ہمارے
نبی کی تعلیم کہ مسیح سچا تھا درست ہے یا غلط؟ پادری صاحب جواب دیتے ہیں کہ آپکے نبی اور آپکی مذہبی کتاب کی
یہ تعلیم کہ مسیح سچا تھا بالکل درست ہے اور سچی ہے۔ مسلمان عرض کرتا ہے کہ جناب پادری صاحب ہماری کتاب
اور ہمارے نبی کی تعلیم درست اور اچھی ہے تو آپ ہماری اس کتاب اور ہمارے نبی پر ایمان لاسکتے ہیں
یا نہیں؟ اب تو پادری صاحب حیران ہوتے ہیں اور سوچتے ہیں کہ عجیب چالباز آدمی ہے کہ کس چال سے
ہمیں مسلمان بنانا چاہتا ہے۔ آخر وہ بول اٹھتے ہیں کہ نہیں نہیں ہم تمہاری کتاب اور تمہارے نبی پر
ایمان نہیں لاسکتے اسلئے کہ ہمارے نزدیک یہ خدا کی طرف سے نہیں تھے مگر غریب مسلمان آہ سرد بھر کر کہتا
ہے کہ جناب پادری صاحب جب ہم آپ کی مذہبی کتاب پر اور آپکے انبیاء ورسل پر ایمان لاتے ہیں اور
مسیح علیہ السلام کی خاطر ہم یہودیوں کی طعن وتشنیع کا نشانہ بنائے جاتے ہیں تو کیا اس صورت میں
آپ اپنے دلکو اتنا بھی وسیع نہیں کرسکتے کہ اسمیں ہماری کتاب اور ہمارے نبی کیلئے جگہ نکال لیں
تاکہ ہمارا اور آپکا جھگڑا طے ہوجائے؟ پادری صاحب جواب دیتے ہیں کہ تم ہمارے مسیح کی خاطر یہودیوں
سے گالیاں کھاؤ مگر ہم تمہارے نبی کیلئے اپنے دلمیں کوئی جگہ نہیں بناسکتے تم ہمارے مسیح کو سچا مانو مگر
ہم تمہارے نبی کو جھوٹا ہی کہتے چلے جائینگے ہم انکو سچا مان ہی نہیں سکتے۔ برادران اسلام! فطرت انسانی
اس بات کی مقتضی ہے کہ اگر کوئی شخص ہمارے نبی کو یا ہماری کتاب کو تسلیم نکرے تو ہم بھی اسکے نبی یا

اس کی تکذیب کو تسلیم نہ کریں مگر کیا ایک مومن مسلم کو اسلام نے اس انتقام کے جذبہ سے متحرک ہو کر اس بات کی اجازت دی ہے کہ وہ محض اس خیال کو لیکر کہ چونکہ مسیحی ہمارے نبی پر ایمان نہیں لاتے تو مسلمان بھی مسیح علیہ السلام کو انکار کر دیں۔ برادران اسلام! قرآن پاک صاف طور پر کہہ رہا ہے کہ اگر تم مسیح علیہ السلام یا کسی بھی نبی کی نبوت و رسالت سے انکار کرتے ہو تو تم اسی وقت کافر ہو جاتے ہو۔ اور تمہارے اعمال صالحہ خاک میں مل جاتے ہیں۔ برادران اسلام غور کا مقام ہے کہ جس مسیح کی خاطر ہم یہودیوں کے طعن و تشنیع کا نشانہ بنے جس مسیح پر ایمان لانے کی بدولت یہودیوں نے ہمارے نبی کو ماننے سے انکار کر دیا جس مسیح کی بریت کی خاطر ہم نے یہودیوں کی دوستی کو ہاتھ سے کھو دیا۔ آج اسی مسیح کے نام لیواؤں کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے دلوں کے دروازہ کو ہمارے نبی پاک کے خلاف بند کئے بیٹھے ہیں۔ اور ان میں اتنا بھی انصاف نہیں کہ وہ کم از کم مسیح کے ان الفاظ پر ہی عمل کریں کہ دوسروں کے ساتھ وہی سلوک کرو جو تم چاہتے ہو کہ تمہارے ساتھ کیا جائے اسلئے کہ تم جس پیمانہ سے دوسروں کو ناپو گے اسی سے تم ناپے جاؤ گے۔ اگر مسیحی چاہتے ہیں کہ ہم مسیح علیہ السلام کی خاطر تکالیف برداشت کریں تو مسیحیوں کا بھی تو فرض ہے کہ وہ ہمارے نبی کریم کو سچا نبی تسلیم کر کے انکو اپنے گوشہ دل میں جگہ دیں۔ ہمارے بزرگوں نے مسیح علیہ السلام کی خاطر یہودیوں کی بد سلوکیاں برداشت کیں خود ہندوستان کے اندر مسلمانوں پر بھی دفعہ مسیح علیہ السلام کی خاطر مصیبت نازل ہوئی اچھی طرح یاد ہے کہ جب میں آریہ سماج میں تھا [illegible] ایک آریہ سماجی نے مسیح علیہ السلام اور انکی والدہ صدیقہ کی شان میں نہایت ناشائستہ الفاظ سے لبریز ایک چھوٹا سا ٹریکٹ شائع کیا۔ اس ٹریکٹ کا نکلنا تھا کہ مسلمانوں میں آگ لگ گئی گو مسلمان منتظر تھے کہ مسیحی لوگ اس ٹریکٹ کے خلاف کوئی کارروائی کریں لیکن مسیحیوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی اور وہ ٹس سے مس نہ ہوئے۔ آخر آگرہ اور دہلی کے مسلمانوں نے اس ٹریکٹ کے لکھنے والے کے خلاف فوجداری مقدمہ کر دیا مسلمانوں کا ہزاروں روپیہ اس مقدمہ میں لگ گیا اور انھوں نے مسیح علیہ السلام کی خاطر اپنی جان تک لڑا دی اور جبتک کہ اس ٹریکٹ کے شائع کرنے والے کو سزا نہ دلوا دی مسلمانوں نے اسکا پیچھا نہ چھوڑا۔ آخر یہ کیوں کیا گیا کیا مسلمان یہ نہیں کہہ

سکتے تھے کہ جب مسیح پر ایمان رکھنے والے مسیحی لوگ خاموش ہیں تو مسلمان مسیح کی بریت کی خاطر کیوں آگے بڑھیں ہاں مگر نہیں مسلمانوں نے یہ خیال نہیں کیا۔ کہ یہ عیسائیوں پر حملہ ہے یا عیسائیوں کے مسیح پر حملہ ہے بلکہ ان کا ایمان ہے کہ یہ مسیحیوں پر ہی حملہ نہیں۔ بلکہ اسلام پاک پر بھی حملہ ہے اس لئے مسیح علیہ السلام اسلام پاک کے اولوالعزم انبیاء و رسل میں سے ہیں جو مسیح کا دشمن ہے وہ اسلام اور مسلمانوں کا دشمن ہے اور ایسے دشمن کے خلاف مسلمان مال و جان سے دریغ کرنے کیلئے تیار نہیں تھے چنانچہ انھوں نے دریغ نہیں کیا مگر کیا تم نے کبھی کسی جگہ دیکھا یا سنا یا پڑھا کہ کسی دشمن اسلام نے نبی معصوم علیہ السلام کی ذات پر حملہ کیا اور کسی جگہ کے مسیحیوں نے اس بات کا ثبوت دیا کہ رسول عربی کی ذات پر جو حملہ کیا گیا ہے وہ غلط ہے اور گو مسیحی اسکا تحریری یا تقریری یا کسی دوسری شکل میں جواب دیتے ہاں غالباً تم نے ایسا کہیں بھی نہیں دیکھا ہو گا۔ اسکے برعکس تم مسیحی منادوں اور مسیحی مصنفوں کی اس قسم کی درجنوں کتابوں کا مطالعہ کر سکتے ہو جن میں ہمارے رسول پاک کی ذات مبارک پر ایسے ایسے دل آزار حملے کئے گئے ہیں کہ جنکا یہاں پر ذکر کرنا بھی نامناسب سمجھتا ہوں آخر مسلمانوں نے مسیحیوں کا کیا بگاڑا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام نے مسیحیت پر اسقدر احسان کیا ہے کہ مسیحی دنیا تا قیامت اس کے بوجھ سے سبکدوش نہیں ہو سکتی مجھے اس احسان کے متعلق ایک لطیفہ یاد آ گیا جب میں پہلے پہل لدھیانہ میں پہونچا تھا تو میرے پاس ایکدن ایک پادری صاحب تشریف لائے اور علیک سلیک کے بعد کہنے لگے کہو استاد اب کدھر جانیکا ارادہ ہے اسلام کو تم نے چھوڑا آریہ سماج سے بھی تم الگ ہو گئے اب تمہارے لئے سوائے مسیحی گھر کے دوسرا کوئی دروازہ نہیں ہے جسکو تم کھٹکھٹا سکو اور وہ تم پر کھولا جائے پھر اب تمہیں مسیحی بننے میں کیا عذر ہے۔ میں نے پادری صاحب کو جواب دیا کہ جب میرا اپنا گھر موجود ہے تو مجھے کسی دوسرے کا دروازہ کھٹکھٹانے کی کیا ضرورت ہے۔ بابو صاحب بولے! تمہارا اپنا گھر اب کونسا ہے۔ میں نے جواب دیا! اسلام پاک میرا گھر ہے اور میں اسمیں آرام سے بیٹھا ہوں۔ پادری صاحب جھنجلا کر بولے کہ کیا کبھی ممکن ہے کہ جن مسلمانوں کے برخلاف تم نے اسقدر کتابیں لکھی ہیں اور جس اسلام کو تم نے اسقدر بدنام کیا ہے۔ وہ اب تمکو نئے سرے اپنے گھر میں آنیکی اجازت دینگے۔ یا تمہاری عزت کرینگے۔ میں نے جواب دیا

کہ جس صورت میں مسیح علیہ السلام اپنے شاگردوں کے سامنے گھر سے روٹھ کر نکل جانیوالے بیٹے کی کہانی بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب وہ روٹھا ہوا بیٹا دوبارہ اپنے باپ کے گھر میں واپس آتا ہے تو باپ اس کو آتے دیکھکر دس قدم آگے بڑھکر بغلگیر ہوتا ہے خوشی مناتا ہے۔ اسکی آمد پر پلا ہوا بیل ذبح کرتا ہے اور اس خوشی میں جشن مناتا ہے کہ اسکا کھویا ہوا بیٹا اُسے دُوبارہ ملگیا نہ صرف یہی بلکہ مسیح نے تو ایک کھوئی ہوئی بھیڑ کی کہانی بیان کی ہے۔ کہ اگر کسی کے پاس سو بھیڑیں ہوں۔ اور انمیں سے ایک گم ہوجائے تو وہ ننانوے بھیڑوں کو چھوڑ کر پہلے کھوئی بھیڑ کو تلاش کریگا۔ اور جب اسکو وہ ملجاتی ہے تو وہ کسقدر خوش ہوتا ہے۔ جناب پادری صاحب مسیح علیہ السلام اور مسیحی تو ننانوے بھیڑوں کے ریوڑ کی پرواہ نہ کرکے پہلے کھوئی ہوئی بھیڑ کی تلاش میں نکلیں۔ اور مسلمان اپنے گم شدہ تعلیمیافتہ اور ہر طرح سے قابل فرزند کی تلاش نہ کریں اور خاموش ہو کر گھر میں بیٹھے رہیں۔ یا اگر وہ گم شدہ فرزند اپنے گھر میں واپس آنا چاہے تو اس پر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلیں۔ یہ ناممکن ہے حقیقت تو یہ ہے کہ جس دن سے میں آریہ سماج میں گیا۔ تھا۔ اُسی دن سے مسلمانوں نے میری خاطر زمین آسمان ایک کر چھوڑا تھا۔ اور انھوں نے یہ عزم مصمم کر لیا تھا کہ جب تک وہ مجھے واپس نہیں لینگے نہ خود چین سے بیٹھیں گے نہ مجھے چین سے بیٹھنے دینگے۔ اور امر واقعہ تو یہی ہے کہ مسلمانوں نے مجھے آریہ سماج میں ایکدن بھی چین سے بیٹھنے نہیں دیا۔ جو مسلمان میری جدائی میں یعقوب علیہ السلام کیطرح اسقدر پریشان ہو رہے تھے کیا آپ خیال فرما سکتے ہیں کہ وہ اسلام اور مسلمانوں میں میری واپسی پر آزردہ ہونگے یا خوشی کے شادیانے بجائینگے؟ اس پر پادری صاحب کہ اچھا یہ تو ہم نے مان لیا کہ مسلمان تمھاری واپسی پر خوش ہو جائینگے۔ مگر اسلام جیسے بیہودہ مذہب کو کیسے مان لو گے خصوصاً جبکہ تم خود بھی اُسکے برخلاف اسقدر لکھ چکے ہو۔ میں نے جواب دیا کہ پادری صاحب آپکو کیا علم ہے کہ میں نے جو لکھا تھا۔ وہ اسلام کے برخلاف تھا یا میں نے اپنے تخیل میں اسلام کی جو شکل بنا رکھی تھی وہ اس فرضی شکل کے برخلاف تھا اسلام جو کچھ ہے اُسکے برخلاف تو آپ بھی کوئی کلمہ بد نہیں کہہ سکتے اس پر پادری صاحب جھنجھلا کر بولے کہ ہمارے نزدیک تو اسلام سراسر فضول اور لغو مذہب ہے اور تمھارے جیسے سمجھدار آدمی کا دُوبارہ اس گڑھے میں گر جانا نہایت قابل افسوس امر ہے میں نے نہایت بردباری سے کہا کہ جناب

پادری صاحب! اگر اسلام بقول آپکے سراسر فضول اور لغو مذہب ہے اور مسیحیت ہی سچا دین ہے تو مجھے مسیحی بننے سے کوئی عذر نہیں ہے۔ مگر ذرا مہربانی کر کے میرے ایک سوال کا جواب دیدیجئے۔ اگر مجھے آپ نے تسلی بخش جواب دیدیا تو کیا ہرج ہے میں مسیحی ہو جاؤنگا اب ذرا پادری صاحب مسکرائے۔ مگر ذرا گھبرائے بھی کہ خدا معلوم یہ چھوٹتا مجھسے کیا سوال کریگا میں پادری صاحب کی گھبراہٹ کو تاڑ گیا انکی تسلی کیلئے میں نے کہا کہ آپ اطمینان فرمائیں آپ سے کوئی فلسفہ کا پیچیدہ سوال نہیں کرونگا میں آپ سے تثلیث کے گورکھ دھندے۔ یا کفارہ کی فلاسفی۔ یا مسیح کی الوہیت وغیرہ کیمتعلق کچھ نہیں پوچھونگا بلکہ میرا سوال بالکل سادہ ہے۔ پادری صاحب کی ذرا تسلی ہوئی فرمانے لگے ہاں ہاں آپ پوچھئے میں جواب دینکی کوشش کرونگا میں نے کہا تھوڑی دیر کیلئے فرض کر لیجئے کہ آپ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ بنادیئے گئے ہیں۔ آپ کرسی عدالت پر بیٹھے ہیں۔ کہ اتنے میں آپکے سامنے ایک ملزم لایا جاتا ہے ملزم کے برخلاف استغاثہ یہ ہے کہ وہ ایک باغی ہے۔ گورنمنٹ کا دشمن ہے۔ لوگوں کو بہکاتا ہے۔ بڑے سے بڑے نامی گرامی ڈاکو سے بھی زیادہ خطرناک ہے۔ اسکا چال چلن استغاثہ کے بیان کے مطابق نہایت مشتبہ ہے آپ استغاثہ کو سُن لیتے ہیں۔ سرسری شہادت بھی قلم بند کر لیتے ہیں۔ ملزم سے آپ پوچھتے ہیں کہ تم پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ سچ ہیں یا جھوٹ ملزم کچھ جواب نہیں دیتا۔ آپ اس پر فرد جرم لگا کر اسکو موقع دیتے ہیں۔ کہ صفائی کے گواہ پیش کرے جب ملزم صفائی کے گواہوں کی طرف دیکھتا ہے جو اس نے پیش کرنے تھے تو وہ سب رفوچکر ہو جاتے ہیں ملزم حیران ہے وہ خدا سے دُعا کرتا ہے کہ اے میرے باپ تو میری مدد کر۔ اسکی یہ دُعا قبول ہوتی ہے۔ وہ کیا دیکھتا ہے کہ ایک فرشتہ سیرت انسان جسکا چہرہ نہایت پُرجلال اور نورانی ہے عدالت میں آتا ہے۔ اور شہادت دیتا ہے کہ یہ شخص جو عدالت میں ملزم کے طور پر کھڑا ہے میں اسکو جانتا ہوں اس کی ذات پر جسقدر الزامات لگائے گئے ہیں وہ بالکل جھوٹ اور بے بنیاد ہیں یہ خدا کا برگزیدہ بندہ ہے۔ بلکہ خدا کا سچا نبی ہے۔ الزام لگانے والے جھوٹے اور بے ایمان ہیں شریر مفسد ہیں جناب پادری صاحب! آپ اس گواہ کی شہادت قلم بند کر لیتے ہیں اتنے میں ملزم کی بریت کیلئے ایک تحریری شہادت پیش کیجاتی ہے جسمیں ملزم

کے متعلق یہ لکھا ہوا ہے وجیہاً فی الدنیا والآخرۃ ومن المقربین ۔ یعنی جو شخص اسوقت
عدالت میں بطور ملزم کے کھڑا ہے۔ وہ خدا کا برگزیدہ نبی ہے خدا کے ہاں اسکا مرتبہ نہ صرف دنیا
میں بلکہ آخرت میں بھی نہایت اعلیٰ ہے۔ وہ خدا کے مقربین خاص سے ہے۔ اس کی ذات پر جسقدر الزامات
لگائے گئے ہیں وہ از سرتا پا جھوٹے ہیں۔ جناب پادری صاحب آپ اس شہادت کو بھی قلم بند
کر لیتے ہیں اتنے میں ۳۸ کروڑ صفائی کے گواہوں کی ایک لمبی چوڑی فہرست آپکے ہاں داخل کیجاتی ہے
غالباً آپ صفائی کے گواہوں کی اتنی لمبی فہرست کو دیکھکر گھبرا جائینگے اور پوچھنے لگیں گے کہ ۳۸ کروڑ گواہوں
کی شہادت قلمبند کرتے کرتے تو کیا میری کئی پنسلیں ختم ہو جائینگی۔ مگر نہیں آپکے گھبرانیکی ضرورت نہیں
ہے ان ۳۸ کروڑ گواہوں کی شہادت صرف ایک فقرہ میں ختم ہو جاتی ہے وہ یہ کہ جو شخص ملزم کے طور پر آپکی
عدالت میں کھڑا ہے وہ خدا کا برگزیدہ بندہ اور خدا کا نبی ہے وہ راستباز ہے نیک ہے متقی ہے اس کی ذات
پاک پر جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ سراسر جھوٹ ہیں جناب پادری صاحب آپ ۳۸ کروڑ انسانوں
کی اس شہادت کو بھی قلم بند کر لیتے ہیں۔ اور آپکو یقین ہو جاتا ہے کہ جس شخص کی بریت میں اس قدر
زبردست شہادت موجود ہے اسکو فوراً رہا کر دینا چاہئیے قریب ہے کہ آپ اسکو رہا کر دیں۔ اور آپ
پیلاطوس کی طرح یہ فتویٰ دیدیں کہ میں اسکا کوئی گناہ نہیں دیکھتا کہ اتنے میں ملزم کا کونسل
بول اٹھتا ہے کہ جناب میں عدالت سے کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں آپ اسکو بولنے کی اجازت دیتے ہیں
ملزم کا کونسل کہتا ہے کہ جناب والا میرے موکل کے حق میں یہ جسقدر بھی بریت کے گواہ گذرے ہیں۔
وہ سب جھوٹے اور ناقابل اعتبار ہیں وہ نورانی صورت بزرگ جسنے میرے موکل کے حق میں شہادت دی
وہ بھی جھوٹا ہے۔ وہ جو تحریری دستاویز میرے موکل کے حق میں پیش کی گئی تھی وہ بھی جھوٹی اور جعلی ہے
وہ جو ۳۸ کروڑ انسان میرے موکل کے حق میں شہادت دے گئے۔ وہ بھی جھوٹے تھے۔ غرضیکہ میرے موکل کی
طرف سے جسقدر بھی بریت کے گواہ پیش کئے ہیں یہ سب جھوٹے اور جعلی ہیں۔ اسکے ساتھ ہی یہ بھی عدالت
کی خدمت میں عرض کرونگا کہ ان جھوٹے گواہوں کے علاوہ میرے موکل کی بریت کیلئے کوئی دوسرا
گواہ بھی نہیں ہے۔ ان تمام حالات کو مدنظر رکھکر میں عدالت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ میرے

موکل کو بری کر دے جناب پادری صاحب آپ ایک منصف مزاج مجسٹریٹ کی حیثیت میں اس
ملزم کیمتعلق جسپر آپ فرد جرم لگا چکے ہیں کیا فیصلہ صادر فرمائینگے جبکہ آپکو یہ بھی علم ہو چکا ہو کہ ملزم کا۔
کونسل خود اقرار کرتا ہے کہ ملزم کی بریت میں جسقدر گواہ بھگتائے گئے ہیں وہ سب جھوٹے فرضی اور
جعلی تھے اور یہ کہ ان گواہوں کے علاوہ ملزم کی بریت کرنیوالا کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔ اب آپ ذرا
سوچکر فرمائیں کہ ملزم کیمتعلق آپکا کیا فیصلہ ہوگا۔ پادری صاحب یک لخت بول اٹھے۔ کہ میں ایسے
شخص کو جو ایک تو پہلے ہی گنہگار ہے۔ دوسرے وہ اپنی بریت میں فرضی اور جھوٹے گواہ پیش کرتا
ہے یا تو پھانسی پر لٹکا دونگا یا کالے پانی بھیجدونگا یا اسکے کئی برس بیدلگا کر جیلخانہ کی کوٹھری میں بند
کر دونگا۔ پادری صاحب کے اس جواب کو سنکر میں نے جزاک اللہ کہا۔ پادری صاحب بولے
مگر آپکی اس بیہودہ کہانی کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا میں نے عرض کیا کہ مسیح علیہ السلام اپنی۔
باتوں کو کہانیوں کے ذریعہ سے سمجھایا کرتے تھے۔ میں آپ پر اس کہانی کا مطلب کھول کر بیان کرتا ہوں
ملزم سے مراد یہاں جناب مسیح علیہ السلام ہیں یہودیوں نے انکی ذات پاک پر مختلف قسم کے خطرناک
الزامات لگائے تھے جن میں سے ایک یہ تھا کہ وہ حکومت کا باغی ہے۔ یہودیوں کے کاہنوں نے پیلاطوس
کی عدالت میں شکایت کی حاکم نے مسیح کو پکڑنے کیلئے قاصد دوڑائے مسیح کو علم تھا کہ میری گرفتاری
نزدیک ہے وہ اپنے شاگردوں سے فرماتے ہیں کہ میرا وقت نزدیک آگیا ہے تم گھبراؤ مت مسیح کا پیارا
شاگرد شمعون پطرس بول اٹھتا ہے کہ اے خداوند میں تیرے لئے جان دونگا۔ مگر تیرا ساتھ
نہیں چھوڑونگا۔ مسیح اس سے کہتے ہیں کہ اے پطرس! میں تجھ سے سچ کہتا ہوں کہ آج مرغ کے بانگ
دینے سے پیشتر تو تین دفعہ میرا انکار کر دیگا۔ یہی بات چیت ہو رہی تھی کہ اتنے میں مسیح کا ہی شاگرد
یہوداہ اسکریوطی پیادوں کو ساتھ لیکر مسیح کی گرفتاری کیلئے آگیا۔ اس نے پیادوں کو کہہ رکھا تھا کہ
جسکا میں بوسہ لونگا۔ وہی مسیح ہے۔ اسکو گرفتار کر لینا چنانچہ یہوداہ اسکریوطی نے مسیح کے نزدیک آکر کہا
کہ اے خداوند اسلام! اور اس نے مسیح کا بوسہ لیا۔ پیادوں نے اسیوقت مسیح کو گرفتار کر لیا جب شاگردوں
نے یہ دیکھا کہ مسیح گرفتار ہو گیا تو وہ اسکو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ مسیح کیساتھ یہودیوں نے بہت برا سلوک

کیا۔ اسکے سر پر کانٹوں کا تاج رکھا۔ اس کے منہ پر تھوکا۔ اس کے چانٹے مارے انھوں نے اس کی برہن
کو چاک کر ڈالا۔ انھوں نے اسکو مجبور کیا کہ جس لکڑی پر اسکو پھانسی دینا تھا وہ لکڑی کو بھی خود ہی
مقتل میں اٹھا کر لیجائے جب پطرس ڈینگ ماری تھی کہ اے خداوند میں تیرا ساتھ نہیں چھوڑونگا
وہ مرغ بانگ کے دینے سے پہلے تین مرتبہ مسیح کا انکار کر چکا تھا۔ بلکہ متی کی انجیل تو یہانتک کہتی ہے کہ پطرس نے
مسیح پر لعنت کی اور انکار کردیا کہ میں اس کو جانتا تک نہیں۔ آہ! دنیائے دوں کی بیوفائی کا یہ کیسا
عبرتناک نظارہ ہے۔ خداوند قدوس کا ایک برگزیدہ نبی اور سچا پرستار صلیب پر لٹک رہا ہے اس کے
کپڑے تک پھاڑ ڈالے گئے ہیں اس کے چہرہ پر تھوکا جارہا ہے۔ اس کے سر پر کانٹے رکھے جارہے ہیں
اس کے منہ پر چانٹے مارے جارہے ہیں وہ پیاسا ہے۔ اس کے ہونٹ خشک ہورہے ہیں۔ مگر اس جان
کنی کی حالت میں کوئی یار و غمگسار ایسا نہیں ہے جو اسکے خشک ہونٹوں پر پانی کا قطرہ تک ٹپکادے
اگر کوئی وہاں ہے تو وہ لوگ ہیں جو اس کے بدترین دشمن ہیں جو ان پر مخول اڑا رہے ہیں کہ یہ مردوں
کو زندہ کرتا تھا۔ یہ خود آج صلیب پر کیوں لٹک رہا ہے۔ یہ تو کہتا تھا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں آج
اس کا خدا کہاں ہے وہ کیوں نہیں اپنے بیٹے کو پھانسی پر سے اتار لیتا۔ غرضیکہ اسی قسم کی دل آزار
مخول اس سے کیئے جارہے ہیں۔ آخر کار خدا کا یہ سچا نبی اور اسکا سچا پرستار بھوکا پیاسا۔ ننگا دھڑنگا
ایلی۔ ایلی لما سبقتانی کہتا ہوا اپنی روح کو خدا کے سپرد کر دیتا ہے۔ یہودی حق بجانب ہیں کہ انھوں نے
اپنے دشمن کو مار لیا۔ مگر یہودیوں نے مسیح کو نہیں مارا تھا۔ بلکہ انھوں نے اپنے آپ کو خدا کی لعنت
کا مستوجب بنایا اور یہودی دنیا میں ہمیشہ کیلئے ذلیل و خوار ہوگئے۔ مسیح علیہ السلام کی ذات
پاک پر یہودیوں نے جو الزامات لگائے تھے اور جنکی تردید کیلئے حاکم وقت کیا اور مسیح کے شاگردوں
تک میں سے کسی نے گواہی نہیں دی تھی۔ وہ عرصہ دراز تک مسیح پر لگے رہے۔ آخر خداوند کریم
کی غیرت کو جوش آیا۔ اور اس نے یہودیوں کی شرارتوں کا قلع قمع کرنے کیلئے ہمارے رسول پاک صلی اللہ
علیہ وسلم کو دنیا میں مبعوث کیا جنھوں نے شہادت دی کہ مسیح علیہ السلام کی ذات ستودہ صفات
پر یہودیوں نے جو الزامات لگائے ہیں۔ وہ سراسر لغو جھوٹ اور بے بنیاد ہیں۔ نہ صرف رسول

مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ شہادت دی بلکہ قرآن کریم نے مسیح علیہ السلام کو وجیھا فی
الدنیا والآخرۃ ومن المقربین کہہ کر یہودیوں نے اپنی بدذاتی اور شرارت سے حضرت مریم
صدیقہ مسیح علیہ السلام کی والدہ ماجدہ کی عصمت مآب پر جو ناپاک ترین الزام لگایا تھا۔ قرآن پاک
نے اس بے بنیاد الزام کا بھی سر توڑ جواب دیتے ہوئے حضرت مریم صدیقہ کے بارے میں وکانت امہ
صدیقہ فرما کر انکی بریت کردی یہودیوں نے جو مشہور کر رکھا تھا کہ انھوں نے مسیح کو صلیب پر لٹکا کر مار
ڈالا۔ قرآن پاک نے انکی اس شرارت کا بھی بدیں مضمون قلع قمع کردیا وَمَا صَلَبُوهُ وَمَا قَتَلُوهُ
یعنی یہودیوں نے مسیح کو نہ صلیب پر کھینچا نہ وہ اسکو قتل کرسکے۔ بلکہ خداوند
کریم نے اپنی قدرت کاملہ سے رفعہ اللہ الیہ مسیح کو اسکے دشمنوں کے ناپاک منصوبوں سے نجات بخشی
اور ان کے درجہ کو بلند کیا۔ یہودی کہتے تھے کہ ہم نے مسیح کو لکڑی پر لٹکا لعنت کی موت مارا مگر
خداوند کریم نے یہودیوں کو اس بکواس اور انکی ایسی شرارتوں کیوجہ سے قرآن کریم میں ہمیشہ کیلئے
ملعون قرار دیا۔ قرآن کریم کے علاوہ دنیا میں ۸۰ کروڑ ایسے مسلمان اسوقت موجود ہیں جو صدق
دل سے اس بات کا اقرار کرتے ہیں کہ مسیح خدا کا سچا نبی تھا اور مسیح کو برا بھلا کہنے والے یہودی
جھوٹے تھے اور ملعون تھے۔ جناب پادری صاحب! نبی برحق حضرت محمد رسول اللہ مسیح علیہ السلام
کی بریت فرماتے ہیں قرآن پاک مسیح علیہ السلام کے حق میں شہادت دیتا ہے دنیا بھر کے ۸۰ کروڑ مسلمان
مسیح علیہ السلام کی بریت کی شہادت دے رہے ہیں۔ مگر آپ جو مسیح علیہ السلام کے کونسل کی حیثیت
میں ہیں یہ فرما رہے ہیں کہ مسیح کی بریت کی شہادت دینے والے مسلمان بھی جھوٹے۔ قرآن پاک بھی جھوٹا
اور مسلمانوں کا نبی بھی جھوٹا جب آپ اپنے گواہوں کو ہی جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ تو آپ مسیح کی بریت
کیسے کرسکتے ہیں۔ کیا آپ مسیح کے اس کیسہ بردار کو شہادت میں پیش کرینگے جس نے ۳۰ درہم کی خاطر
مسیح کو دشمنوں کے حوالہ کردیا کیا آپ اس شمعون پطرس کو بریت کیلئے پیش کرینگے جو مسیح کے سامنے
ہی اسکا تین دفعہ انکار کر گیا بلکہ مسیح پر لعنت بھی ڈال گیا کیا آپ ان شاگردوں کو پیش کریں
گے جو مسیح کو تنہا چھوڑ کر بھیڑوں کی طرح بھاگ نکلے تھے اور جنکے متعلق مسیح نے خود ہی کہدیا تھا کہ جب

چرواہے کو مارا جاویگا تو بھیڑیں بھاگ جاوینگی۔ کیا آپ انجیل کو مسیح کی بریت میں پیش کرینگے جسمیں
مسیح کے برخلاف استغاثہ اور فرد جرم تو موجود ہے مگر بریت موجود نہیں ہے کیا آپ دنیا کی بہ کروڑ
مسیحیوں کو بریت کیلئے پیش کرینگے جنھوں نے اس صلیب کو جو یہودیوں کے نزدیک لعنت کی
چیز تھی اس لئے کہ انھوں نے مسیح کو اس پر لٹکا کر اپنے مقصد میں کامیابی حاصل کی تھی۔
اپنی ایک مقدس نشان بنا لیا ہے۔ جناب پادری صاحب علیہ السلام کی بریت اگر ہوسکتی ہے۔ تو وہ قرآن پاک
کے ذریعہ ہوسکتی ہے۔ دنیا کی بہ کروڑ مسلمانوں کے ذریعہ ہوتی ہے۔ مگر افسوس کہ آپ مسیح کی بریت
کے ان تمام گواہوں کو جھوٹا کہہ رہے ہیں۔ اور آپ ایسے ملزم کے بارے میں جو اپنی بریت میں
جھوٹے گواہ پیش کرے ابھی اپنا فیصلہ کرچکے ہیں جناب پادری صاحب جب آپ کا اپنا۔
فیصلہ ہی مسیح علیہ السلام کے برخلاف ہے تو میں مسیحی کیسے ہوسکتا ہوں۔ برادران اسلام! میری اس گفتگو
کو سنکر پادری صاحب نے اپنی ماتھے پر ہاتھ مارا۔ اور یہ کہکر چلدیئے کہ میں تو تمھیں آدمی سمجھکر سمجھانے آیا تھا۔
مگر تم تو بھوتنے ہو تمہارے ساتھ کلام کرنا اپنے ایمان کو خطرہ میں ڈالنا ہے میں ہنسکر خاموش رہا مگر اسکے
بعد پادری صاحب نے آجتک میرے مکان پر آنیکی تکلیف گوارا نہیں کی۔

برادران اسلام! اس کہانی کے سنانے سے میرا مطلب یہ نہیں ہے کہ مسیحیوں کی کمزوری کو ظاہر
کیا جائے۔ بلکہ میرا مدعا یہ ہے کہ جس صورت میں کہ ہم مسلمان لوگ مسیح علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہیں
اور اگر کوئی شخص مسیح علیہ السلام کی شان پاک میں ذرا سا کلمہ بھی بد منہ سے نکالتا ہے۔ تو ہم اس کی زبان
کھینچ لینے کیلئے تیار ہوجاتے ہیں اور ہم مسیح علیہ السلام کی خاطر اپنا جان و مال قربان کرنیکے لئے ہر وقت
تیار رہتے ہیں۔ اس صورت میں یہ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ وہ لوگ جو اپنے کو مسیحی کہتے ہیں وہ صرف
یہی نہیں کہ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے سے انکار کرتے ہیں بلکہ جہانتک انکی طاقت میں ہے
وہ ہمارے نبی کریم کے برخلاف ہر ایک قسم کے زہریلے اور بے بنیاد الزامات تراشتے اور انکو کتابوں کی
شکل میں شائع کرنے میں ہی مسیحیت کی فتح سمجھتے ہیں۔ کیا یہ زمانہ کی بوالعجبی کی بدیہی دلیل نہیں ہے
حالانکہ اگر بغور دیکھا جائے تو وہ لوگ جو آج اپنے آپکو مسیحی مشنری یا مسیحی مناد بتاتے ہیں۔ وہ

کسی صورت میں بھی مسیحی کہلائے جانیکے مستحق نہیں ہیں۔ اس لئے کہ ان کا رویہ جناب مسیح علیہ السلام
کی تعلیم کے منافی ہے۔ کیا مسیح نے یہ نہیں کہا کہ سوئی کے ناکے میں سے اونٹ کا گذر جانا آسان ہے۔ مگر دولتمند
کا خدا کی بادشاہت میں داخل ہونا ناممکن ہے۔ کیا یہ لکھپتی اور کروڑپتی مسیحی اور دولتمند مشنری
اور مالدار مسیحی خدا کی بادشاہت میں داخل ہونیکا حق رکھتے ہیں یا غریب مسلمان جو مسیح کی تعلیم پر عمل
کرتے ہوئے ہمیشہ ہی نادار و غریب دیکھے جاتے ہیں۔ کیا مسیح نے یہ نہیں کہا کہ اپنا خزانہ زمین پر
جمع مت کرو۔ کیونکہ یہاں چوری کا ڈر ہے۔ بلکہ تم اپنا خزانہ آسمان پر جمع کرو جہاں نہ چوری کا ڈر کہ
نہ زنگ کا اندیشہ۔ مگر آج کتنے مسیحی ہیں جنکو الہ آباد یا شملہ بنک کی نسبت آسمان کے بنک پر زیادہ
بھروسا ہو۔ کیا مسیح نے یہ نہیں کہا۔ کہ اگر کوئی تیرا کرتہ لینا چاہے تو تو اسکو چوغہ بھی اتار کردیدے اگر
کوئی تیرے دائیں گال پر طمانچہ مارے تو بائیں بھی اس کی طرف کردے مسیح کے اس حکم پر عمل کرنیوالے
مسیحی نہیں ہیں بلکہ مسلمان ہیں آؤ مسلمان اس کا عملی ثبوت دے رہے ہیں مسلمانوں سے مصر چھینا
جاتا ہے تو وہ طرابلس بھی دیدیتے ہیں مسلمانوں سے مراکو چھینا جاتا ہے تو وہ الجیریا بھی حوالہ دیتے ہیں
ان سے رومانیہ کا صوبہ لیا جاتا ہے تو وہ سرویہ بلغاریہ مانٹی ہنگرو بھی چھوڑ دیتے ہیں۔ ان سے ہرسنق
چھینا جاتا ہے تو وہ بوسنیا بھی دیدیتے ہیں۔ ان سے قبرس کا جزیرہ لیا جاتا ہے تو وہ ایجین کے
جزائر دیدیتے ہیں۔ ان سے البانیا چھینا جاتا ہے تو وہ مقدونیہ بھی حوالہ کردیتے ہیں۔ ان سے تھریس
لیا جاتا ہے تو وہ عراق عرب سے بھی ہاتھ اٹھا لیتے ہیں۔ ان سے شام کا ملک چھینا جاتا ہے تو وہ
فلسطین بھی حوالہ کردیتے ہیں۔ کیونکہ مسیح نے کہا ہے کہ شریر اور مظالم کا مقابلہ نہ کرنا مسلمانوں پر
چاروں طرف مظالم توڑے جارہے ہیں مگر وہ مسیح کے حکم کے پابند ہوتے ہوئے ایک گال پر طمانچہ
کھاکر دوسرا گال بھی دشمن کیطرف پھیر دیتے ہیں۔ ایسی صورت میں سچے مسیحی اور آسمان کی
بادشاہت کے امیدوار ہم ہیں نہ وہ لوگ جو مسیح کی تعلیم کو مانتے ہیں اور نہ ہمارے نبی کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لاتے ہیں۔ برادران اسلام! آپنے دیکھ لیا اور دیکھ رہے ہیں کہ ہمارا
اعتقاد مسیح علیہ السلام اور انکی تعلیم کیمتعلق کیسا راسخ ہے۔ اسکے برعکس مسیحیوں کا سلوک ہمارے

نبی کریم ہماری کتاب اور ہمارے مذہب کے برخلاف کیسا قابل افسوس ہے۔ ہم نے سوچا تھا کہ
جب مسیح کی خاطر ہم یہودیوں کے نزدیک قابل ملامت ٹھہرائے گئے۔ تو شاید مسیح کو ماننے والے
ہی ہمارے ساتھ مل بیٹھینگے مگر مسیحیوں کی طرف سے ہمیں ویسا ہی کورا جواب ملا کہ یہودیوں کی طرف سے
ملا تھا۔ ایسی صورت میں ایک مومن مسلم کا دل نہایت بے چین ہو جاتا ہے اور وہ بیقرار ہو کر
خدا کی درگاہ میں دعا کرتا ہے کہ خداوندا! میں نے یہودیوں اور مسیحیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھایا
مگر انھوں نے نفرت اور حقارت سے میرے ہاتھ کو جھٹکا دیدیا اے میرے مولا! اب میں کس کی
طرف جاؤں! اور کس کو تیرا پیغام سناؤں۔ یہ دعا کر کے خدا کا مومن مسلم بندہ اپنے ہندو بھائیوں کی
طرف آتا ہے اور خیال کرتا ہے کہ شاید یہی قوم میرے پیغام کو سن لے چنانچہ وہ اس قوم کے سامنے
اپنی داستان سناتا ہے اور کہتا ہے کہ اے ہندو! آؤ ہم اور تم دونوں ملجائیں اور آپس کے تمام
جھگڑے دور کر دیں۔ ہمارے دوست اس سوال کا کیا جواب دینگے یہ تو ہمکو آگے چلکر معلوم ہوگا

برادران اسلام! میرے (۳) لیکچر کا یہ حصہ آپ کیلئے کسی قدر غیر مانوس ہوگا ممکن ہے کہ آپ
میرے خیالات کیساتھ اتفاق کریں یا آپکے دل میں یہ خیال پیدا ہو کہ میں ہندوؤں کی طرفداری
کرنے لگا ہوں۔ مگر تم ذرا غور سے اس بات کو سن لو۔ اس لئے کہ جو اصول ہم نے یہودیوں اور
عیسائیوں کیسامنے پیش کیا تھا۔ وہی اصول ہم اپنے ہندو دوستوں کیسامنے بھی پیش کریں گے
وہ اصول کیا ہے یہی قرآن پاک نے فیصلہ کر دیا ہے کہ وَ اِنْ مِّنْ اُمَّةٍ اِلَّا خَلَا فِيْهَا نَذِيْرٌ ؕ
یعنی دنیا میں کوئی ایسی قوم نہیں ہے جسکی طرف خداوند کریم کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول
یا بشیر و نذیر نہیں آئے کیا ممکن تھا کہ عرب میں انبیاء مبعوث ہوں۔ کنعان اور شام میں انبیاء
آئیں فارس و عجم میں نبی پیدا ہوں مگر اس ملک میں جسکو ہندوستان کے نام سے پکارا جاتا ہے
اور جہاں ۳۰ کروڑ سے زیادہ کی آبادی ہے یہاں کوئی نبی نہ آیا ہو اس بات کو نہ تو عقل تسلیم
کرتی ہے نہ ہی اسلام پاک اس کو مان سکتا ہے اسلئے ہمیں یہی کہنا پڑیگا کہ یقیناً اس ملک میں بھی
خدا کے بھیجے ہوئے نبی اور رسول آئے ہونگے اور انھوں نے خداوند کریم سے الہام پاکر۔

اس ملک کے باشندوں کو رشد و ہدایت کی طرف بلایا ہوگا ہمیں اس ملک کے ایسے نبیوں اور رسولوں
کا پتہ لگانیکی ضرورت ہے تاکہ قرآن پاک کی اس صداقت پر خداوند کریم نے ہر ایک قوم کی طرف
اپنے بشیر و نذیر بھیجے۔ مہر لگجاوے۔ مگر اس ملک میں انبیاء اور رسل کی تلاش کرنے کیلئے ہمیں
بہت سی دقتوں کے اندر سے گذرنا پڑتا ہے۔ سب سے بڑی دقت زبان کی ہے مسلمانوں کیسامنے
اگر عربی فارسی پڑھی جاوے تو ان کو اچھی معلوم ہوتی ہے۔ لیکن اگر ان کیسامنے سنسکرت
کی زبانمیں کوئی منتر پڑھا جاوے تو چونکہ ان کے کان اس زبان سے مانوس نہیں ہیں اس لئے
فطرتاً ان کو گھبراہٹ ہوتی ہے کہ یہ کیسی زبان ہے کیا ایسی زبانمیں بھی خدا الہام دے سکتا ہے
مگر قرآن پاک نے فیصلہ کر دیا ہے وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا بِلِسَانِ قَوْمِهٖ یعنی ہم نے۔
جس ملک اور جس قوم میں اپنا کوئی نبی یا رسول بھیجا ہے ہم نے اس کو اسی زبانمیں الہام دیا ہے
جو کہ اس قوم کی زبان تھی جسکی طرف کہ اس کو بھیجا گیا۔ قرآن پاک نے نہایت وضاحت کیساتھ زبان
کے جھگڑے کو مٹا دیا ہے۔ اب ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ چونکہ فلاں کلام عربی زبانمیں ہے اس لئے وہ الہامی ہے
اور فلاں کلام سنسکرت زبان میں ہے اسی لئے وہ الہامی نہیں ہو سکتا۔ نہیں بلکہ قرآن کریم نے عربی و
سنسکرت کا جھگڑا چکا دیا ہے بس زبان کی دقت تو حل ہو گئی۔ اب ہمارے لئے میدان صاف ہو گیا۔
اور ہمیں اس بات کا موقع ملگیا کہ ہم ہندوؤں کے صحف اولیٰ یا پراچین دھرم شاستروں کی ورق
گردانی کریں اور دیکھیں کہ ان میں سے کون کون سے صحیفے الہامی ہو سکتے اور وہ کس کس رشی یا منی
کو خدا کی طرف سے عطا ہوئے تھے مگر مشکل یہ ہے کہ ہندوؤں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ ویدوں وغیرہ کے
پڑھنے کا حق سوائے برہمن کے کسی دوسرے کو نہیں ہے مسلمانوں کو تو وہ وید کیوں سنانے یا
پڑھانے لگے۔ ایسی صورت میں ہمیں انکے صحف اولیٰ میں الہامی صحیفوں کا پتہ لگے تو کیونکر۔
آخرکار ہمیں یہی طریقہ اختیار کرنا پڑیگا کہ ہم ہندوؤں کی شاگردی اختیار کریں۔ اور ویدوں کا
مطالعہ کریں اس کے بعد قرآن پاک کے اس اصول کا کہ ہر ایک قوم میں خدا کا نبی آیا تھا پتہ لگائیں
کہ اس قوم میں کون کون سے خدا کے نبی ہو گذرے ہیں جہانتک میری ذات کا تعلق ہے میں تو

شاگردی کے اس فرض کو پورا کر چکا ہوں اور مجھے جو کچھ بھی غوطہ لگا کر ہاتھ لگا ہے وہ میں تمہارے سامنے پیش کر دونگا۔ اور کر رہا ہوں۔ اگر مسلمانوں کا یہ خیال ہو کہ اس ملک میں نہ تو کبھی کوئی خدا کا نبی یا رسول آیا۔ نہ ہی اس ملک میں کوئی صحیفہ خدا کی طرف سے نازل ہوا تو میرے خیال میں مسلمانوں کا خیال صرف یہی نہیں کہ ہندوؤں کے ساتھ بے انصافی پر مبنی ہوگا۔ بلکہ ایسا خیال کرنے سے قرآن پاک کا یہ قول کہ ہر ایک کی طرف خدا کا نبی یا رسول آیا۔ کمزور ہو جائیگا اور اسلام کی صداقت معرض خطر میں پڑ جائیگی۔ پس ہمیں ہندوؤں کے خوش کرنے کیلئے نہیں بلکہ قرآن پاک کے بیان کردہ اصول کی صداقت پر مہر لگانے کے لئے اس بات کے جاننے کی سخت ضرورت ہے کہ اس ملک میں کوئی الہامی صحیفہ تھا یا نہیں۔ کوئی خدا کا نبی آیا یا نہیں۔ برادران اسلام! آؤ اب ہم تمام تعصبات کو ایک طرف رکھکر اس بات کا پتہ لگائیں۔ کہ سچائی کیا ہے۔ سچائی کی تلاش کے متعلق ویدوں نے کیا کہا ہے کہ:- ہرن۔ پازین۔ سینہ۔ اسبہ۔ اپ ہتم مکھم۔ تتوام۔ پوشنے آپاورتو۔ ست۔ دہرماے۔ اور شٹائے یعنی دنیا داری کے خیالات یا تعصبات کے پردوں سے سچائی کا چہرہ چھپ جایا کرتا ہے اسی طرح جس طرح کہ چراغ کو روشن کر کے اس پر سونے چاندی کا برتن اوندھا کر دیا جاوے تو چراغ کی روشنی چھپ جاتی ہے۔ مسیح نے شاگردوں سے کہا تھا کہ چراغ اس لئے روشن نہیں کیا جاتا کہ اس کو مٹی کے برتن کے نیچے پوشیدہ کر دیا جاوے بلکہ چراغ اس لئے جلایا جاتا ہے تا کہ اس کو چراغ دان پر رکھا جاوے جس سے تمام گھر منور ہو جائے۔ وید کہتا ہے کہ سچائی کے منہ سے اس قسم کے تعصبات کے پردوں کو دور کرنے کیلئے اے انسانوں تم خدا سے ہر روز یہ دعا مانگا کرو۔ کہ اے نور مطلق۔ تو ہمارے دلوں پر سے ان حجابات کو دور کر دے اور جو سچا دھرم یا حقیقت ہے اسکو تو ہم پر کھولدے یہ کیسی اعلیٰ درجہ کی دعا ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ بعض شاستروں میں تو یہانتک لکھا ہوا ہے کہ ستیم بلم۔ مہابلم یعنی صداقت ہی طاقت ہے۔ اور صداقت سے بڑی طاقت دنیا میں کوئی نہیں ہے۔ یہ بھی لکھا ہے کہ ستیہ مہو جیتے۔ نہ ترتم ستین پنتھا۔ وت تو دیویانا ہ یعنی ہمیشہ صداقت

کی فتح ہوتی ہے جھوٹ کی فتح نہیں ہو سکتی۔ صداقت کی ذریعہ ہی عالموں فاضلوں نے صراط مستقیم پر قدم مارا ہے وہ کبھی بھی صداقت سے ادھر ادھر نہیں ہوتے۔ ایک نیتی کار نے تو یہانتک لکھا ہے کہ دنند نتو نیتی نپناہ ہدی۔ واستونتو۔ اویو۔ مرتم۔ استو۔ پوگیسا۔ نترایوا لکشمی۔ سماوچھنتو۔ گچھتو۔ وا ییھشتم طنیابات۔ نیتھا۔ پر ویحنتی۔ پدم۔ نہ دہیرا یعنی دنیا دار لوگ خواہ تمہاری تعریف کریں۔ یا برا بھلا کہیں۔ خواہ تمہیں آج ہی موت آجائے خواہ ہزار سال کے بعد مرنا ہو۔ خواہ تمہیں بیشمار دولت ملجائے خواہ تم کنگال ہو جاؤ مگر کسی صورت میں بھی صراط مستقیم سے اپنے قدموں کو ڈگمگانے مت دو خدا کا دوسرا بندہ یہ کہتا ہے کہ نہی ستیات پرو دہرما۔ نہ ترمات۔ پاتکم۔ پرم یعنی صداقت سے بڑھکر دنیا میں کوئی مذہب اور جھوٹ سے بدتر دنیا میں کوئی گناہ نہیں ہے۔ جس صورت میں کہ ہمیں اس ملک کے پرانے شاستروں میں صداقت کی اس قدر زبردست تعلیم ملتی ہو کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند کریم نے اس ملک کو بغیر انبیاء و رسل کے ہی رہنے دیا ہو ہر گز نہیں۔ آؤ ذرا اس پردہ کو اٹھا کر دیکھیں تو سہی کہ معاملہ کیا ہے جب ہم اس پردہ کو اٹھاتے ہیں تو ہمیں پتہ لگتا ہے کہ جس مقدس ہستی کو ہم رسول کے نام سے پکارتے ہیں اس کو اس ملک کے دھرم شاستروں میں رشی کے نام سے پکارا گیا ہے اور اسکی یہ تعریف کیگئی ہے کہ رشی وہ ہوتا ہے جو کلام ربانی کو سنتا یا حاصل کرتا ہے کیا یہی معنی رسول کا نہیں ہے؟ جب ہم نبی کہتے ہیں تو ہم اس کا مفہوم یہ لیتے ہیں کہ جو غیب کی باتیں ہم کو بتلائے۔ مگر جب ہم نبی کہتے ہیں تو اس کا مفہوم بھی یہی ہوتا ہے کہ ایسا بزرگ جو محسوسات ظاہری سے آنکھ بند کر کے روحانی دنیا میں غوطہ زن ہو۔ اور ہمیں روحانی دنیا کی باتیں بتانا ہو۔ پس ہمیں ویدوں شاستروں میں سے رسول کا ہم معنی رشی اور نبی کا مترادف منی دونوں لفظ مل گئے اب ہم اس بات پر غور کریں کہ کیا اس ملک کے رشیوں اور منیوں سے خداوند کریم نے کبھی کلام کیا اگر کلام کیا تو اس کا ثبوت کیا ہے اور وہ کلام کونسا ہے؟ جب ہم اس بات کا پتہ لگانا چاہتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ ویدوں نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگیم سدو پیرا۔ بہودادونتی

اگنم یسیم۔ مانرشان۔ ماہو) وہ ذات پاک وحدہٗ لاشریک ہے ہاں سدو ہر یعنی عارفان الٰہی نے
اس کو مختلف ناموں سے پکارا ہے۔ کہیں اسکو اگنی یعنی نور السمٰوات والارض کے نام سے پکارا ہے
کہیں اس کا مانرشان یعنی سمیع وبصیر کے نام سے پکارا ہے کیا یہی وہ بات نہیں ہے جسکو قرآن پاک
نے بدیں الفاظ ادا کیا ہے قل ادعو اللّٰہ او ادعو الرحمٰن ایاً ما تدعوا فلہ الاسماء
الحسنیٰ۔ یعنی تم اس ذات پاک کو خواہ اللّٰہ کے نام سے پکارو۔ خواہ رحمٰن کے نام سے خواہ کسی
دوسرے نام سے یہ نام اچھے اچھے نام وحدہٗ لاشریک کے ہیں۔ اسی طرح وید تعلیم دیتا ہے کہ۔
یا آتما۔ بلدا۔ لیسیہ۔ دشیبہ۔ اپاستے۔ پرشٹی شم یسیہ دیوا یسیہ چھایا امرتم یسیہ۔ مرتیو اکسمیّ۔ دیوا
یا ہوشہ ودھیم" ذات باری تعالیٰ ہی ایک ایسا منبع ہے جس سے انسان کی روح کو حقیقی طاقت
مل سکتی ہے۔ تمام کائنات اسی کی پرستش کر رہی ہے۔ اجرام فلکی و ارضی اسی کے مطیع و منقاد ہیں
اسی کی پرستش سے نجات مل سکتی ہے۔ اگر ہم اس کی عبادت نہیں کرینگے تو ہم ہلاک ہو جائیں گے"
کیا قرآن پاک نے یہی تعلیم نہیں دی کہ خداوند کریم ہی مقلب القلوب ہے وہی انسانوں کو
اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے آتا ہے۔ جو کچھ آسمان و زمین میں ہے۔ اسی کے
گیت گاتے ہیں اسی کی عبادت کرنے سے نجات یا بہشت مل سکتا ہے۔ اگر اس کی عبادت
نہیں کی جاویگی تو انسان کیلئے ابدی جہنم ہے۔ یہ بہشت یا سورگ کیا چیز ہے۔ آپ نشد
بتاتے ہیں کہ (سورگے دکے تتر کنچن بھیم ناستی نہ تتر سوام۔ نہ جرام یا بھویتی) بہشت ایک
ایسی جگہ ہے کہ جسمیں کسی قسم کا حزن و ملال نہیں ہے نہ اس میں بڑھاپا ہے نہ بیماری بلکہ ابدی
راحت اور دائمی سرور ہے۔ کیا قرآن پاک میں نہیں آیا ہے اہل جنت کے لئے کسی قسم کا خوف و
ملال نہیں ہوگا۔ ان کے لئے نہ بڑھاپا ہے نہ بیماری نہ دکھ ہے نہ رنج بلکہ وہ ابدی سرور اور
دائمی راحت میں دن بسر کرینگے اور پھر دوزخ کا قرآن پاک نے ذکر کیا ہے۔ وید اس کا نقشہ
بدیں الفاظ کھینچتا ہے۔ (اسریہ نام تے۔ لوکا۔ اندھین۔ ملستہ۔ آدرتا۔ تام۔ ستھے پریتیہ
اپی۔ گچھنتی یے کے چا آتم۔ ہنو جنا" یعنی وہ لوگ جو خدا کی پرستش نہیں کرتے وہ مرنے کے بعد

ایسے جہنم میں ڈالے جائیں گے جہاں تاریکی مطلق ہے اور کسی طرح کی راحت نہیں ہے۔ وید میں
میں جا بجا ہمیں ایسے منتر ملتے ہیں کہ جن میں خدائے وحدہٗ لاشریک کی تعلیم دی گئی ہے اور بت پرستی
سے منع کیا گیا ہے چنانچہ وید فرماتا ہے کہ :۔ نہ تسیہ پرتما۔ آستی۔ لیسیہ نام مہدی یشا" یعنی خداوند
کریم کی مورت نہیں بن سکتی۔ مورت کے ذریعہ اس کا دھیان کرنیکا ڈھکوسلا محض فضول ہے
اس کی عبادت تو یہی ہے کہ اس کے نام کا ورد کیا جاوے۔
دوسری جگہ آپ نشد نے فیصلہ کر دیا ہے کہ نہ تتر چکشور گچھتی۔ نہ واک گچھتی نو منو۔ نہ ودمو۔ نہ وجانمو"
یعنی خداوند کریم کو نہ آنکھ دیکھ سکتی ہے نہ کان سن سکتے ہیں۔ نہ من نہ عقل۔ نہ علم کے سے اس کو
حاصل کیا جا سکتا ہے وہ ذات پاک کیا ہے آپ نشد فرماتے ہیں تیج چکشو مشا۔ نہ پشنتی یمین چکشو
نشیم پشیتی۔ تد یو برہم۔ توم۔ ودہی۔ منیدم۔ یدی ادم۔ رپاستے۔ یعنی اے انسان تو ان پتھروں
وغیرہ کی پوجا مت کر بلکہ اس وحدہٗ لاشریک کی پرستش کر کہ جسکو آنکھ سے نہیں دیکھا جا سکتا
ہاں آنکھ کو دیکھنے والا موجود ہے کیا قرآن پاک نے بھی نہیں کہا ہے لا تدرکہ الابصار وھو یدرک
الابصار۔ یعنی آنکھ اس کو نہیں دیکھ سکتی ہاں وہ آنکھ کو دیکھ
رہا ہے اسی طرح آپ نشد نے یہ تعلیم دی ہے :۔
یچ شروترین۔ نہ شرنوتی۔ ییں شرو تریم۔ ادم۔ شرتم۔ تدیو۔ برہم۔ توم۔ ودہی۔ منیدم۔ یدی دم۔
اپاستے۔ یعنی اے انسان تو پتھروں وغیرہ کی پرستش مت کر بلکہ اس ذات پاک کی عبادت کر جسکو
کان نہیں سن سکتے ہاں کان کو سننے کی طاقت دینے والا وہی ہے۔ اپ نشد نے یہ بھی تو کہا ہے کہ وہ ذات
پاک کیسی ہے۔ سا۔ پریہ گات۔ شکرم۔ اکایم اور تم استادرم شدہیم۔ اپاپ ادبدہم۔ کوئی منی بھی سوئم
بھو پری بھو" یعنی وہ ذات پاک سبوح ہے۔ قدوس ہے لطیف ہے حیّ و قیوم ہے۔ تمام عیوب سے
منزہ ہے سمیع و خبیر ہے محیط کل ہے۔ شاہ رگ سے بھی زیادہ نزدیک ہے۔ کیا یہ تعلیم نہیں دی ہے
جو قرآن کریم پیش کرتا ہے۔ ایسی جس صورت میں کہ ویدوں اور نشدوں میں سے سینکڑوں ہی منتر
اس قسم کے ملتے ہوں۔ تو اس صورت میں ہمارے لئے اس بات کا فیصلہ کر لینا آسان ہو جاتا ہے کہ جتنا

اس ملک میں بھی کسی زمانہ میں کلام ربانی نازل ہوا تھا اور اسکی شہادت ہمیں اب تک مل رہی ہے
اب سوال یہ رہجاتا ہی کہ آیا نبی یا رسول بھی اس ملک میں آئے تھے یا نہیں۔ اس سوال کا بہترین
جواب ہمیں ہندوؤں۔ یا آریوں کی سب سے پرانی کتاب رگوید میں سے ملتا ہی جسکے کچھ حصہ کا ترجمہ سوامی
دیانند نے بھی کیا ہی۔ رگوید کا سب سے پہلا منتر اگنی میڑے پروہتم سے شروع ہوتا ہی یعنی خدا وحدہٗ
لاشریک کی تعریف کرو۔ اسکی مدح و ثنا کے گیت گاؤ۔ رگوید کا دوسرا منتر یہ ہی کہ:۔ اگنی پوروے
بھی۔ رشی بھی۔ ری۔ ڈیو۔ نوتن۔ تیروت یعنی اے انسانو! تم اس ذات مقدس کی تعریف
کرو جو نور کل ہی۔ تم ان رشیوں یا رسولوں کی حمد و ثنا کے گیت گاؤ جو تم سے پہلے ہوچکے ہیں نیز تم نئے
رشیوں یا رسولوں کی بھی تعریف کرو۔ کیا رگوید کا یہ منتر اس اصول کو واضح نہیں کر رہا ہی جو
قرآن پاک نے یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک میں واضح کردیا ہی یعنی ان تمام انبیاء و
رسل اور کتب الٰہی پر ایمان لانا چاہئیے جو پہلے گذر چکے ہیں اور وہ کتاب جو اے محمد تجھ پر نازل کیگئی
ہے اس پر بھی ایمان لانیکی ضرورت ہی۔ رگوید نے توحید و رسالت کو اصولاً تسلیم کرلیا ہی اور لوگوں
کو ہدایت کردی ہی کہ وہ نئے اور پرانے تمام انبیاء و رسل یا رشیوں پر ایمان لائیں اسقدر تمہید کے
بعد اب ہم اپنے ہندو دوستوں کو توحید و رسالت کی دعوت دینگے اسلئے کہ اب ہمارے لئے میدان
صاف ہوگیا ہی قرآن پاک نے تو ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ دنیا بھر کے انبیاء و رسل یا رشیوں منیوں پر
ہم ایمان لائیں ہمیں یہ بھی پتہ لگ گیا ہی کہ اس ملک کے اندر بھی کسی زمانہ میں کلام ربانی نازل ہوا تھا۔
اور اس ملک میں بھی خدا کے فرستادہ آئے تھے۔ اب ہم اپنے ہندو دوستوں سے پوچھتے ہیں کہ دیکھو!
یہودیوں اور عیسائیوں کیسامنے ہم نے دوستی کا ہاتھ پھیلایا ہم انکے انبیاء و رسل پر ایمان لائے
مگر انھوں نے ہمارے نبی اور رسول کو ماننے سے انکار کردیا اور ہمیں ٹھکرا دیا۔ اب ہم تمھارے پاس آتے
ہیں اور ہم تمھارے رشیوں منیوں پر جو خدا کیطرف سے توحید خالص کا پیغام لیکر اس ملک میں آئے
تھے۔ ایمان لانیکے لئے تیار ہیں کیا تم بھی ہمارے نبی پر ایمان لانے کے لئے تیار ہو۔ ہندو ہماری بات
کو سنتے ہیں اور وہ جسکے کیسا تخے جواب دیتے ہیں کہ میاں تم کون ہو جو اپنے پیغمبر کا نام ہم سے منوانا چاہتے

ہو۔ ہم تو اس فکر میں ہیں کہ تم کو اس ملک سے ہی نکالکر باہر کردیں۔ اس لئے کہ یہ ملک ہمارا ہی تم اپنے پیغمبر
کو ہمارے سامنے پیش کرتے ہو۔ تو تمہارے وجود سے ہی اس ملک کو پاک کردینا چاہتے ہیں۔ ایک مومن مسلم
ہندوؤں کی اس روش کو دیکھکر حیران رہ جاتا ہی کہ میں نے تو ان کیسامنے سوال ہی کچھ اور کیا تھا
مگر یہ ملک کی ملکیت کا جھگڑا لے بیٹھے۔ آخر وہ حیران ہو کر کہتا ہے کہ میرا سوال تو کچھ اور تھا۔ مگر تم نے
ملکیت کا جھگڑا چھیڑ دیا اچھا میں اسکا جواب بھی تمکو دیدینا چاہتا ہوں تم خوب جانتے ہو کہ یہ ملک نہ
ہمارا ہے نہ تمہارا بلکہ مالک خدا کا ہی۔ اسی نے اسکو پیدا کیا۔ اس نے اسمیں دریا چلائے اور پہاڑ کھڑے
کئے وہ جسکو چاہی یہ ملک سونپ دے اور جس سے چاہے چھین لے مگر تم جانتے ہو کہ اگر تمہارا ایک بیٹا تمہاری
عدول حکمی کرے اور تمہارا دوسرا بیٹا فرمانبردار اور نیک ہو تو تم یقیناً اپنی جائیداد کا مالک اپنے فرمان
بردار بیٹے کو نہیں بناؤ گے بلکہ فرمانبردار کو بناؤ گے جب تمہاری عقل ایسی فیصلہ کرسکتی ہی۔ کو کیا
تم اس بات پر غور نہیں کروگے کہ خداوند کریم اپنا ملک اسی قوم کو دیگا اور دیتا ہی جو اسکی پرستار اور
فرمانبردار ہو وہ اپنا ملک کسی قوم کو نہیں دیگا جو اسکی اطاعت و فرمانبرداری سے منہ موڑکر بتوں
کی پرستش کرتی ہو۔ جبتک تمہارے بزرگ خدا کے پرستار رہیں خدا نے اس ملک کی حکومت ان کے
ہاتھ میں رکھی مگر تاریخ شہادت دیتی ہی کہ جب اس ملک میں بت پرستی شروع ہوگئی تو خداوند
کریم نے ان سے حکومت چھین لی۔ اور ایک ایسی قوم کو دیدی جو خدا کی پرستار تھی۔ آج تم یہ شور
مچا رہے ہو کہ ملک ہمارا ہے اور یہ کہ مسلمان اجنبی ہیں۔ مگر ہم تم کو بتا دینا چاہتے ہیں کہ مسلمان اجنبی۔
نہیں ہیں۔ بلکہ تم اور تمہارا مذہب اجنبی ہیں اور یہ کہ اس ملک کے حقیقی مالک و وارث شروع سے لیکر سو فیصدی
تک دین حنیف کے ماننے والے چلے آئے ہیں۔ اور یہ کہ اس ملک پر کبھی بھی بت پرستوں کی حکومت نہیں ہوئی
اور نہ کبھی ہوگی۔ اگر تم ہم سے اس بات کا ثبوت مانگوگے کہ اس ملک میں اجنبی تم ہو یا مسلمان تو ہم تمہاری
ہی کتابوں سے اس کا ثبوت دینگے۔ دیکھو تمہارے سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش مطبوعہ
بنارس ۱۸۹۸ء کے صفحہ ۳۵۲ پر لکھا ہی کہ مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں عربی زبان بولی جاتی تھی چنانچہ
جس وقت کوروں نے پانڈوں کو تباہ کرنے کیلئے لاکھشا گرہ یعنی لال۔ لاکھ۔ گندھک وغیرہ کا مکان تیار

کیا تاکہ جب پانڈو اس میں داخل ہوں۔ تو وہ آگ لگا کر خاک سیاہ کردیں۔ یدھشٹر کو اس فریب سے آگاہ کرنے کیلئے ودر جی نے عربی زبان میں سمجھایا کہ وہاں نہ جانا چنانچہ یدھشٹر نے بھی عربی زبان میں ہی اس کا جواب دیا۔ اور وہ بچ گئے اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر ہندوستان میں عربی زبان مہاراجہ یدھشٹر کے دربار میں کیسے رائج ہو گئی۔ اسکا جواب یہی ہو سکتا ہے کہ آج سے ۵ ہزار سال پیشتر اس ملک میں دین حنیف کا دور دورہ تھا اور کہ یدھشٹر وغیرہ جس قدر بھی مہاراجہ تھے وہ بُت پرست نہیں تھے۔ بلکہ دین حنیف کے ماننے والے تھے یہ وہی زمانہ تھا جبکہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ نے عراق و عرب اور شام اور حجاز کے اندر دین حنیف کا ڈنکا بجا رکھا تھا۔ اور چونکہ ہندوستان اور عرب کے درمیان میں اس زمانہ میں تجارتی و مجلسی اور مذہبی تعلقات۔ موجود تھے۔ اس لئے ہندوستان کے راجوں مہاراجوں میں عرب کی زبان کا رواج تھا اور انہوں نے حضرت ابراہیم جنکو عربی زبان میں ابراہیم کہا جاتا ہے خدائے وحدہٗ لاشریک کی پرستش کی تعلیم حاصل کرکے اسکو اپنے ملک میں برہم ودیا کے نام سے جاری کیا چنانچہ اب تک ہندوں کو اب بھی برہم ودیا کے نام سے پکارا جاتا ہے اور برہم ودیا میں سوائے خدائے وحدہٗ لاشریک کی کسی دوسرے کی پرستش کی تعلیم نہیں ہے۔ خود سوامی دیانند نے اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں جا بجا اس بات پر زور دیا ہے کہ زمانہ قدیم میں اس ملک میں بُت پرستی نہیں تھی بلکہ بُت پرستی زمانہ مابعد کی ایجاد ہے مثال کے طور پر میں سوامی دیانند کی کتاب ستیارتھ پرکاش میں سے چند ایک اقتباسات آپکو سناتا ہوں جن سے آپ کو پتہ لگ جائیگا کہ خود سوامی دیانند کے نزدیک بُت پرست اور بت پرستی کی تعلیم دینے والی۔ کتابیں کیسی بُری چیزیں ہیں۔ سوامی دیانند مسلمان یا عیسائی نہیں تھا۔ بلکہ وہ آریہ سماج کا بانی تھا۔ ہندو تھا آوتہ ہاری تھا۔ سنیاسی۔ یوگی تھا۔ برہمن تھا۔ ویدوں کا پنڈت تھا چنانچہ یہی سوامی صاحب بُت پرستی سے لبریز کتابوں اور بت پرستوں اور بت پرستی کے متعلق مفصلہ ذیل ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱) اُن بھاگوت وغیرہ پورانوں کے بنانیوالے پیدا ہوتے ہی کیوں رحم ہی میں ضائع ہو گئے

تاکہ وہ ان گناہوں سے بچتے ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۴

(۲) ان پرلے درجہ کی جھوٹی باتوں کو دے اندھے پوپ اور باہر اندر کی پھوٹی آنکھوں والے ان کے چیلے سنتے اور مانتے ہیں تعجب کی بات ہے کہ یہ لوگ انسان ہیں یا کچھ اور صفحہ ۳۷۴

(۳) واہ ارے! واہ بھاگوت کے بنانے والے لال بجھکڑ! کیا کہنا تجھکو ایسی جھوٹی باتیں لکھتے ہیں ذرا بھی۔۔۔۔۔ حیا اور شرم نہ آئی محض اندھا ہی بن گیا صفحہ ۳۷۴

(۴) برہمنوں نے سوچا کہ اپنی روزی کا بندوبست کرنا چاہئیے۔ یہ صلاح کر کے وہ سب کو اپدیش کرنے لگے کہ ہم تمہارے معبود ہیں ہماری خدمت کرو گے تو مکتی ملیگی ورنہ جہنم میں جلو گے بھلا ایسے بے عقل نفس پرست۔ فریبی عیاش۔ ادھرمی و بیدین اور جاہلوں پر عالموں کے اوصاف کب گھٹ سکتے ہیں۔ صفحہ ۳۱۶

(۵) جب ان برہمنوں کو عقل کے اندھے اور گانٹھوں کے پورے (چیلے) مل گئے تو ان کے لئے عیش و عشرت کا باغ کھل گیا صفحہ ۳۱۶

(۶) برہمن کہنے لگے کہ ہماری خدمت کے بغیر بہشت کسی کو نہیں ملتا پوچھنا چاہئیے کہ تم کس لوک میں جاؤ گے تمہارے کام تو گھور نرک یعنی جہنم میں پڑنے کے ہیں تم کیڑے مکوڑے اور پتنگے وغیرہ بنو گے صفحہ ۳۱۶

(۷) تم برہمن نہیں ہو۔ بلکہ پوپ ہو۔۔۔۔۔ دغا فریب دوسرے کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالنے والے کو پوپ کہتے ہیں صفحہ ۳۱۶

(۸) پھر وہ پوپ لوگ (برہمن) اپنی اور اپنے پاس کی بڑائی کرنے اور کہنے لگے کہ اسی میں تمہاری بہتری ہے جب یہ لوگ (ہندو) انکے بس میں ہو گئے تب غفلت اور نفس پرستی میں غرق ہو کر گڈریئے کی مانند جھوٹے گورو بنکر چیلے پھنسانے لگے صفحہ ۳۱۸

(۹) دیکھئے ان گبر گنڈ پوپوں (برہمنوں) کی لیلا صفحہ ۳۱۹

(۱۰) جنہوں نے وید وغیرہ کی جتنی کتابیں پائیں ان کو تلف کر دیا ان کے اصولوں کو بھی برباد

کیا آریوں پر حکومت کا زور چلایا۔ اور ان کو تکلیف بھی صفحہ ۳۲۴
(۱۱) پتھر وغیرہ مورتی پوجا کی بنیاد جینیوں سے چلی صفحہ ۳۲۴
(۱۲) شنکر آچارج کے وقت میں جینی ہلاک ہوئے اب جتنے بت جینیوں کے ٹوٹے ہوئے نکلتے
ہیں وہ شنکر آچارج کے وقت میں ٹوٹے تھے اور جو بغیر ٹوٹے ہوئے نکلتے ہیں وہ جینیوں
نے زمین میں گاڑ دیئے تھے۔ کہ توڑے نہ جائیں صفحہ ۳۲۵
(۱۳) پھر ان وام مارگی اور شیوں نے صلاح کر کے بھگ لنگ کو قائم کیا جسکو جلدہری
اور لنگ کہتے ہیں اور اسکی پرستش کرنے لگے۔ ان بے شرموں کو ذرا شرم نہ آئی کہ یہ مکروہ
کام کیوں کرتے ہیں صفحہ ۳۴۰
(۱۴) اسی پتھر وغیرہ کی بت پرستی اور بھگ لنگ پرستش میں نجات ماننے لگے صفحہ ۳۳۸
(۱۵) برہمنوں نے صلاح کی کہ جینیوں کی مانند اپنے بھی اوتار۔ مندر۔ مورتی۔ اور کتھا کی کتابیں
بنادیں چنانچہ انھوں نے جینیوں کی ۲۴ تیرتھنکروں کی مانند ۲۴ اوتار مندر اور بت بنائے صفحہ ۳۴
(۱۶) ایک شخص شٹھ کوپ نامی کنجر قوم میں پیدا ہوا تھا۔ اس سے وشنو مت تھوڑا سا پھیلا۔
اس کے بعد منی واہن بھنگی خاندان میں پیدا ہوا صفحہ ۳۴۰
(۱۷) شیووں نے شیو پران شاکتوں نے دیوی بھاگوت۔ وشنووں نے وشنو پران۔
وغیرہ بنائے...... انکے باہمی جیسے جھگڑے ہیں ویسے ہی پورانوں میں بھی لکھے ہیں صفحہ ۳۴
(۱۸) دیوی بھاگوت میں شری نامی ایک عورت کی کتھا لکھی ہے اس نے سب دنیا کو بنایا
اور برہما مہادیو کو بھی اس نے پیدا کیا صفحہ ۳۴۰
(۱۹) جب اس دیوی کو خواہش ہوئی تو اس نے اپنا ہاتھ گھسا اس سے ہاتھ میں ایک آبلہ ہوا اس میں سے برہما
کی پیدائش ہوئی اس سے دیوی نے کہا کہ تو مجھ سے شادی کر برہما نے کہا تو میری ماں ہے میں تجھ
سے شادی نہیں کر سکتا۔ یہ سنکر ماں کو غصہ آیا اور لڑکے کو جلا کر خاک کر دیا صفحہ ۳۴۰
(۲۰) دیوی نے اسی طرح پھر ہاتھ کو گھسکر دوسرا لڑکا پیدا کیا اسکا نام وشنو رکھا اسکو بھی اپنے

ساتھ شادی کرنے کے لئے کہا میں اس نے بھی نہ مانا چنانچہ اس کو بھی راکھ کر دیا صفحہ ۳۴۰
(۲۱) پھر اس نے تیسرے لڑکے کو پیدا کیا اسکا نام مہادیو رکھا۔ اس نے بھی کہا کہ تو مجھ سے شادی کر مہادیو بولا
میں تجھ سے شادی نہیں کر سکتا تو دوسرا جسم بنالے تو شادی کرونگا چنانچہ ایسا ہی کیا صفحہ ۳۴۰
(۲۲) مہادیو بولا کہ یہ دو جگہ راکھ سی کیا پڑی ہے۔ دیوی نے کہا کہ یہ دونوں تیرے بھائی ہیں انھوں
نے میرا حکم نہیں مانا تھا۔ اسلئے راکھ کر دیئے گئے ہیں مہادیو نے کہا کہ اکیلا کیا کرونگا۔ انکو زندہ کر دے۔
اور عورتیں اور پیدا کر پھر تینوں کی شادی تینوں سے ہو گی۔ ایسا ہی دیوی نے کیا صفحہ ۳۴۰
(۲۳) پھر تینوں کی شادی تینوں کے ساتھ ہو گئی۔ واہ رے۔ ماں سے شادی نہ کی اور ہمشیرہ
سے کر لی۔ کیا اس کو جائز سمجھنا چاہیئے صفحہ ۳۴۰
(۲۴) پھر اندر وغیرہ کو پیدا کیا۔ برہما وشنو اور اندر کو پالکی اٹھانے والے کہار بنانا۔ اس قسم
کے گپوڑے لمبے چوڑے۔ طبنحر اور لکھے ہیں صفحہ ۳۴۰
(۲۵) جو رودراکھش اور راکھ لگانے سے مکتی مانتے ہو تو راکھ میں لوٹنے والا گدھا وغیرہ حیوان
اور گھنگرو پہننے والے بیل کنجر وغیرہ مکتی کیوں نہ پائیں۔ اور سوئر کتے گدھے وغیرہ حیوان راکھ
میں لوٹنے والوں کی مکتی کیوں نہیں ہوتی صفحہ ۳۴۱
(۲۶) وشنو مت والے شنکھ۔ چکر۔ گدا اور پدم کے نشانات کو آگ میں تپا کر بازو کی جڑ
میں داغ دیکر پھر دودھ سے بھرے ہوئے برتن میں بجھاتے ہیں اور کئی اس دودھ کو پی
بھی لیتے ہیں۔ انسان کے گوشت کا ذائقہ بھی اس میں آتا ہوگا صفحہ ۳۴۳
(۲۷) دھات کو تپا کر کھال کو جلانا تپ نہیں کہلاتا...... وشنو لوگ اپنے بدرواج اور بدفعلی
کی طرف توجہ نہیں دیتے صفحہ ۳۴۵
(۲۸) یہ بت پرستی محض پاکھنڈ مت ہے۔ اور جینیوں نے جاری کی ہے صفحہ ۳۴۶
(۲۹) جینیوں نے دھیان کی حالت والے ننگے بت بنائے ہیں صفحہ ۳۴۶
(۳۰) وشنو وغیرہ نے اچھی طرح سجی ہوئی عورت کیساتھ رنگ راگ عیش و عشرت کی صورت

والے کھڑے اور بیٹھے بت بنائے ہیں صفحہ ۳۴۶

(۳۱) وشنو وغیرہ پوپوں کے چیلے..... عجیب عجیب مکر کرنے لگے صفحہ ۳۴۶

(۳۲) تب پوپ جی بولے کہ بت فلاں پہاڑ یا جنگل میں ہے۔ چلو میرے ساتھ دکھلا دوں تب تو وہ اندھے اس دغاباز کے ساتھ چل کر گئے صفحہ ۳۴۷

(۳۳) جب ایک نے لیلا کی تو اس پوپ کو دیکھکر سب پوپوں (برہمنوں) نے اپنی گذران کے لئے مکر و فریب سے بت قائم کئے صفحہ ۳۴۷

(۳۴) جو تم کہتے ہو کہ بت کے دیکھنے سے پرمیشور کی یاد ہوتی ہے یہ کہنا بالکل جھوٹ ہے صفحہ ۳۴۷

(۳۵) جب بت سامنے نہ ہوگا تو پرمیشور کی یاد نہ رہنے سے انسان تنہا جگہ دیکھکر چوری زناکاری وغیرہ بدفعلی کرنے کی طرف راغب ہو جائیگا۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ یہاں پر مجھے کوئی نہیں دیکھتا۔ اس لئے وہ خرابی کئے بغیر نہیں چوکیگا۔ اسطرح کئی عیب پتھر وغیرہ بت پرستی کرنے سے پیدا ہوتے ہیں صفحہ ۳۴۷

(۳۶) گنیش سورج۔ اور دیوی رام کرشن وغیرہ اوتاروں کے بت بنانا بھی بالکل جھوٹی بات ہے صفحہ ۳۴۸

(۳۷) تم پتھر وغیرہ پر پھول پتے توڑ کر کیوں چڑھاتے ہو۔ صندل رگڑ کر کیوں لگاتے ہو دھوپ جلا کر کیوں دیتے ہو گھنٹہ۔ گھڑیال۔ جھانج پکھاوج کو لکڑی سے کوٹنا پیٹنا کیوں کرتے ہو صفحہ ۳۴۹

(۳۸) جو منتر کو پڑھکر بلانے سے دیوتا آجاتا ہے تو بت جاندار کیوں نہیں ہو جاتا اور رخصت کرنے سے چلا کیوں نہیں جاتا صفحہ ۳۵۰

(۳۹) سنو بھائی بھولے لوگو! یہ پوپ جی تم کو ٹھگ کر اپنا مطلب نکالتے ہیں صفحہ ۳۵۰

(۴۰) بت پرستی میں ثواب نہیں بلکہ گناہ ہی گناہ ہے صفحہ ۳۵۲

(۴۱) بت پرستی ایک بڑی خندق ہے جس میں گر کر انسان چکنا چور ہو جاتا ہے۔ پھر اس خندق سے نکل نہیں سکتا۔ بلکہ اسی میں مر جاتا ہے صفحہ ۳۵۳

(۴۲) بت پرستی کرنا ادھرم (بے دینی) ہے صفحہ ۳۵۴

(۴۳) لوگ کروڑوں روپیہ مندروں پر خرچ کر کے مفلس ہو جاتے ہیں صفحہ ۳۵۴

(۴۴) مندروں میں عورت مرد کا میل ہونے سے زناکاری لڑائی بکھیڑا اور بیماریاں وغیرہ پیدا ہوتی ہیں صفحہ ۳۵۴

(۴۵) بت پرستی کو نجات کا ذریعہ مان کر انسانی جامہ رائگاں کھوتے ہیں صفحہ ۳۵۴

(۴۶) مختلف قسم کے مخالف شکلوں اور ناموں اور حالات والے بتوں کے پوجاریوں کا ایک عقیدہ نہ رکھنے سے باہمی نفاق بڑھنا۔ اور ملک کی بربادی ہوتی ہے صفحہ ۳۵۴

(۴۷) بت کے بھروسہ پر ہی اپنی فتح اور دشمن کی شکست مان بیٹھے ہیں صفحہ ۳۵۴

(۴۸) بت پرست محتاج یا بغیر بھاڑے کے ٹٹو۔ اور کمہار کے گدھے کی مانند دشمنوں کے بس میں ہو کر کئی طرح کی تکلیف پاتے ہیں صفحہ ۳۵۴

(۴۹) جو پرمیشور کی عبادت کی جگہ دل اور نام پر پتھر وغیرہ بت دھرتے ہیں ان بے عقلوں کی تباہی پرمیشور کیوں نہ کرے صفحہ ۳۵۴

(۵۰) وہم میں پڑ کر مندر مندر اور ملک ملک پھرتے تکلیف پاتے دھرم دنیا اور عاقبت برباد کرتے اور چور و غیرہ ٹھگوں سے لٹتے رہتے ہیں صفحہ ۳۵۴

(۵۱) بت پرست لوگ بدچلن پوجاریوں کو دولت دیتے ہیں وہ اس دولت کو رنڈی بازی اور زناکاری شراب نوشی اور لڑائی بکھیڑے وغیرہ میں خرچ کرتے ہیں دینے والے کو آرام کی جڑ کٹ کر تکلیف ہوتی ہے صفحہ ۳۵۵

(۵۲) ماں باپ وغیرہ قابل تعظیم لوگوں کی بے عزتی کو پتھر وغیرہ بتوں کی عزت کر کے محسن کش رہتے ہیں صفحہ ۳۵۵

(۵۳) جب کوئی بتوں کو توڑ ڈالتا ہے یا چوری کر لیجاتا ہے تب ہائے ہائے کر کے روتے رہتے ہیں صفحہ ۳۵۵

(۵۴) پوجاری غیر عورتوں کی صحبت اور پوجارن غیر مردوں کی صحبت سے اکثر معیوب ہو کر خاوند اور بیوی کی راحت کو ہاتھ سے کھو بیٹھتے ہیں صفحہ ۳۵۵

(۵۵) بے جان کا دھیان کرنے والے کی روح بھی کند ہو جاتی ہے صفحہ ۳۵۵

(۵۶) پوجاری پھول وغیرہ اشیاء کو پتھر پر چڑھاتے ہیں۔ کیا پرمیشور نے پتھر پر چڑھانے کے لئے پھول اور خوشبودار اشیاء پیدا کی ہیں صفحہ ۳۵۵

(۵۷) پتھر پر چڑھے ہوئے پھول صندل اور چاول وغیرہ سب پانی اور مٹی کے ساتھ ملنے سے موری یا حوض میں گر کر سڑ جاتے ہیں۔ اس سے اتنی بدبو پھیلتی ہے جتنی کہ انسان کے پاخانہ پیشاب کی صفحہ ۳۵۵

(۵۸) پتھر وغیرہ کی بت پرستی شریف لوگوں کیلئے قطعی ممنوع ہے صفحہ ۳۵۵

(۵۹) جنھوں نے پتھر کے بت کی پرستش کی ہے۔ کرتے ہیں۔ یا کریں گے۔ وہ مذکورہ بالا عیبوں سے نہ بچے۔ نہ بچتے ہیں۔ نہ بچیں گے صفحہ ۳۵۵

(۶۰) جو پتھر وغیرہ تو مثی پرستش کرتے ہیں وہ وید کے سخت مخالف ہیں صفحہ ۳۵۶

(۶۱) پتھر وغیرہ کی بت پرستی قطعاً قابل ترک ہے صفحہ ۳۵۶

(۶۲) لوگوں نے ماں باپ وغیرہ کو چھوڑ کر غیر دیوتا پتھر وغیرہ میں سر مارنا اسلئے قبول کیا ہے کہ اگر ماں باپ وغیرہ کیسامنے نذرانہ یا بھینٹ پوجا دھرینگے تو وے خود کھا لینگے ہمارے منہ یا ہاتھ کچھ نہیں پڑیگا صفحہ ۳۵۶

(۶۳) پتھر وغیرہ کیسامنے نذرانہ و گھنٹہ کی آواز ٹن ٹن پوں پوں سنکھ بجا شور مچا انکو انگوٹھا دکھانا لگا صفحہ ۳۵۶

(۶۴) جیسے کوئی کسی کو چڑاوے کہ تو گھنٹہ لے اور انگوٹھا دکھاوے اسکے آگے سے سب چیزیں لیکر آپ بھوگے ویسے ہی لیلا ان پوجاریوں یعنی پوجا کے دشمنوں کی ہے صفحہ ۳۵۷

(۶۵) یہ لوگ جیتک منگ جیتک جیتک بتوں کو بنا ٹھنا آپ ٹھگوں کی مانند بن ٹھن کے بیچارے عرب لوگوں کا مال مار کر موج کرتے ہیں صفحہ ۳۵۷

(۶۶) اگر کوئی دھارمک راجہ ہوتا تو ان پتھروں کے دلدادہ لوگوں کو پتھر گھڑنے گھر چھانے اور گھر بنانے وغیرہ کی کاموں میں لگا کر کھانے پینے کو دیکر گذران کرتا صفحہ ۳۵۷

(۶۷) بت پرستی وغیرہ برے کاموں ہی سے آریہ ورت میں بیکا پوجاری بھکھیاری سست کم ہمت۔ کروڑوں آدمی ہو گئے ہیں صفحہ ۳۵۷

(۶۸) سارے جہاں میں جہالت ان ہی بت پرستوں نے پھیلائی ہے۔ جھوٹ فریب بھی بہت پھیلایا ہے صفحہ ۳۵۷

(۶۹) جگن ناتھ میں وام مارگیوں نے بھیروی چکر بنایا ہے۔ کیونکہ سو بھدرا سری کرشن اور بلدیو کی بہن لگتی ہے اسی کو دونوں بھائیوں کے بیچ میں عورت اور ماں کی جگہ بٹھایا ہے۔ اگر بھیروی چکر

نہ ہوتا تو یہ بات کبھی نہ ہوتی صفحہ ۳۵۵

(۷۰) پنڈے پوجاری پکارتے ہیں۔ تم بھینٹ دھرو تمھارے گناہ چھوٹ جائیں گے وے بیچارے سادہ لوح آدمی دغابازوں کے ہاتھ لیٹ جاتے ہیں صفحہ ۳۶۰

(۷۱) یہ بات کہ سومناتھ جی زمین سے اوپر رہتے تھے بالکل جھوٹی ہے بلکہ اوپر نیچے سنگ مقناطیس لگا رکھا تھا۔ اس کی کشش سے وہ بت درمیان کھڑا تھا جب محمود غزنوی نے مندر توڑا۔ تب پوجاری بھگتوں کی ذلت و خواری ہوگئی صفحہ ۳۶۲

(۷۲) لاکھوں آدمیوں کی فوج دس ہزار کیسامنے سے بھاگ گئی پوجاری دعا کرتے تھے کہ مہادیو تو اس ملیچھ کو مار ڈال ...... پوجاریوں نے ان پتھروں کی اتنی عبادت کی لیکن بت ایک بھی ان دشمنوں کے سر پر اڑ کر نہ لگا صفحہ ۳۶۲

(۷۳) پجاریوں نے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ تین کروڑ روپیہ لے لو مندر اور بت مت توڑو مسلمانوں نے کہا کہ ہم بت پرست نہیں بلکہ بت شکن ہیں صفحہ ۳۶۲

(۷۴) جب پوجاری اور پوپوں پر کوڑے پڑے تب رونے لگے اور بائیس کروڑ کا جھٹ خزانہ بتلا دیا صفحہ ۳۶۲

(۷۵) تب سب خزانہ لوٹ پوپ اور انکے چیلوں کو غلام بیگاری بنا چکی۔ پسوائی گھاس کھدوائی بول براز وغیرہ اٹھوایا۔ اور چنے کھانیکو دیئے ہائے کیوں پتھر کی پرستش کر کے تباہ و برباد ہوئے صفحہ ۳۶۲

(۷۶) جب سمت ۱۹۱۴ کے سال میں توپوں کے مارے مندر اور بت انگریزوں نے اڑا دیئے تھے تب رنچھوڑ جی کا بت کہاں گیا تھا۔ وہ مکھی کی ایک ٹانگ بھی نہ توڑ سکا صفحہ ۳۶۳

(۷۷) بھلا یہ تو کہو کہ جس کا محافظ مار کھائے اسکی پناہ پکڑنیوالے کیوں نہ پیٹے جائیں صفحہ ۳۶۳

(۷۸) جو ۱۸ پورانوں کے مصنف ویاس جی ہوتے تو انمیں اتنے گپوڑے نہ ہوتے صفحہ ۳۷۰

(۷۹) سمپر دائی لوگوں نے بھاگوت وغیرہ جیسی فرضی کتابیں بنائی ہیں صفحہ ۳۷۰

(۸۰) دیوی بھاگوت میں دیوی کو پر میشوری اور شو وشنو وغیرہ کو اسکا غلام بنایا گنیش کھنڈ میں گنیش کو پرمیشور اور باقی سب کو غلام بنایا ہے بھلا یہ بات ان لوگوں کی نہیں تھیں اور کس کی ہے۔ صفحہ ۳۷۱

۸۲۔ شو پران میں شو نے خواہش کی کہ میں دنیا کو پیدا کروں۔ اس نے برہما کو پیدا کیا۔ برہما سے ایک آدمی پیدا ہوا۔ اس نے برہما سے کہا کہ میں تیرا بیٹا نہیں۔ بلکہ تو میرا بیٹا ہے دونوں میں جھگڑا برپا ہوا صفحہ ۳،۲

(۸۳) مہادیو نے سوچا کہ جن کو میں نے دنیا بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ وہ دونوں آپس میں جھگڑ رہے ہیں۔ تب ان دونوں کے بیچ میں سے ایک نورانی لنگ پیدا ہوا۔ اور فوراً آسمان میں چلا گیا۔ اس کو دیکھکر دونوں حیران رہ گئے صفحہ ۳،۲

(۸۴) دونوں سوچنے لگے کہ اس لنگ کا شروع اور آخر معلوم کرنا چاہئے جو پہلے آوے وہ باپ جو پیچھے آوے وہ بیٹا کہلاوے صفحہ ۳،۲

(۸۵) وشنو کچھوے کی شکل بنا کر لنگ کا پتہ لگانے کے لئے نیچے کو چلا اور برہما ہنس کا جسم بنا کر اوپر کو اڑا صفحہ ۳،۲

۸۶۔ دو ہزار برس تک دونوں من کی سی تیز رفتار سے چلتے رہے مگر لنگ کی حد نہ ملی صفحہ ۳،۲

۸۷۔ برہما نے سوچا کہ اگر وشنو تہہ تک آیا ہوگا تو مجھکو اس کا بیٹا بننا پڑیگا وہ ایسا سوچ ہی رہا کہ اسی وقت ایک گائے اور کیتکی کا درخت اوپر سے اتر آیا صفحہ ۳،۲

۸۸۔ برہما نے ان سے پوچھا کہ تم کہاں سے آئے ہو۔ انھوں نے جواب دیا کہ ہم ہزاروں برس سے اس لنگ کے سہارے چلے آتے ہیں صفحہ ۳،۲

۸۹۔ برہما نے پوچھا کہ اس لنگ کی کوئی حد ہے یا نہیں انھوں نے کہا کہ نہیں صفحہ ۳،۳

۹۰۔ برہما نے کہا کہ میرے ساتھ چلکر ایسی گواہی دو کہ گائے اس لنگ کے سر پر دودھ کی دھار بہاتی تھی اور درخت کہے کہ میں پھول برساتا تھا انھوں نے کہا کہ ہم جھوٹی گواہی نہیں دینگے تب برہما خفا ہو کر بولا۔ کہ اگر گواہی نہیں دوگے تو میں تمکو بھی خاکستر کر دونگا صفحہ ۳،۳

۹۱۔ تب دونوں نے کہا کہ جیسی تم کہتے ہو ویسی گواہی دینگے تب تینوں نیچے کی طرف چلے صفحہ ۳،۳

۹۲۔ برہما نے وشنو سے سوال کیا کہ تو نے اس لنگ کی حد معلوم کی یا نہیں اس نے جواب دیا کہ نہیں صفحہ ۳،۳

۹۳۔ برہما نے کہا۔ میں پتہ لے آیا ہوں وشنو نے کہا کوئی گواہی دو تب گائے اور درخت نے جھوٹی گواہی دی صفحہ ۳،۳

۹۴۔ تب لنگ نے کیتکی کو بد دعا دی کہ تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تیرا پھول مجھ پر یا کبھی دیوتا پر کبھی نہیں چڑھیگا۔ جو کوئی چڑھاوے گا۔ اس کا ستیا ناس ہوگا صفحہ ۳،۳

۹۵۔ گائے کو بد دعا دی کہ جس منہ سے تو نے جھوٹ بولا ہے۔ تو اسی منہ سے پاخانہ کھایا کریگی تیرے منہ کی پرستش کوئی نہیں کرے گا۔ لیکن دم کی کریں گے صفحہ ۳،۳

۹۶۔ برہما کو بد دعا دی کہ تو نے جھوٹ بولا ہے اسلئے تیری پرستش دنیا میں کبھی نہیں ہوگی صفحہ ۳،۳

۹۷۔ وشنو کو دعا دی کہ تو نے سچ بولا ہے اس لئے تیری پرستش سب جگہ ہوگی۔ پھر دونوں نے لنگ کی حمد و ثنا کی صفحہ ۳،۳

۹۸۔ اس حمد و ثنا کو سنکر لنگ میں سے ایک جٹا جوٹ صورت نکل آئی۔ اور کہنے لگی کہ میں نے تم کو خلقت پیدا کرنے کے لئے بھیجا تھا تم جھگڑے میں کیوں پڑ گئے صفحہ ۳،۳

۹۹۔ تب مہادیو نے بالوں میں سے ایک راکھ کا گولہ نکالکر دیا اور کہا کہ جا کر آگ سے خلقت پیدا کرو صفحہ ۳،۳

۱۰۰۔ بھلا کوئی پرانوں کے بنانیوالے پوچھے کہ جب ذرات بھی نہیں تھے۔ تب برہما۔ وشنو۔ مہادیو کے جسم پانی۔ کنول۔ لنگ۔ گائے اور کیتکی کا درخت اور راکھ کا گولہ کیا تمہارے باوا کے گھر میں سے نکل پڑے صفحہ ۳،۴

۱۰۱۔ کہو پوپ جی! تم بھاٹ اور خوشامدی گیت گانے والوں سے بھی بڑھکر گپی ہو نہیں .... تم کو سچائی اور دھرم سے کیا مطلب بلکہ تم کو اپنی غرض ہی سے کام ہے صفحہ ۳،۴

۱۰۲۔ پوپ جی! وہاں سے دھوکہ کھا کر بکے ہوں گے ...... بھانگ کے لوٹے چڑھا کر اپنی عمر قانون قدرت کے برخلاف باتیں بنانے میں رائگاں کھودی صفحہ ۳،۵

۱۰۳۔ دیکھو درگا پاٹھ بنانے والے ...... نے کیسا ناممکن گپھا کا گپوڑہ بھنگ کی لہریں اڑا دیا کہ جس کا کوئی حد حساب نہیں صفحہ ۳،۵

۱۰۴۔ وشنو نے سور کی شکل بنا زمین کو منہ میں رکھ لیا۔ وہ اُٹھا اور دونوں میں لڑائی ہوئی صفحہ ۳۷۶

۱۰۵۔ یہ پورانک لوگ علم جغرافیہ کے دشمن ہیں بھلا جب زمین کو سرہانے رکھ لیا تو آپ کس پر کھڑا ہوا صفحہ ۳۷۶

۱۰۶۔ زمین کو تو براہ جی (وشنو بشکل سور) نے منہ میں رکھ لیا پھر دونوں کس پر کھڑے ہو کر لڑے شاید بھاگوت وغیرہ پران بنانے والے پوپ جی کی چھاتی پر کھڑے ہو کر لڑے ہونگے صفحہ ۳۷۶

۱۰۷۔ لیکن پوپ جی کس پر سوئے ہوں گے یہ بات ایسی ہی ہے۔ کہ جیسے گپی کے گھر گپی آئے بولے گپی جی صفحہ ۳۷۷

۱۰۸۔ اس قسم کی جھوٹی باتوں کا گپوڑہ بھاگوت میں لکھا ہے کہ جسکا حد و حساب نہیں صفحہ ۳۷۸

۱۰۹۔ اس بھاگوت کے مصنف نے سری کرشن پر دودھ۔ دہی۔ مکھن وغیرہ کی چوری اور کبجا لونڈی سے بدفعلی اور غیر عورتوں کے راس منڈل میں کھیل کود کرنا وغیرہ جھوٹے عیب لگائے ہیں۔

۱۱۰۔ شوپران میں بارہ ۱۲ نورانی لنگوں کا ذکر ہے۔ جن میں روشنی کا شمہ بھی نہیں۔ رات کو بغیر جلائے لنگ بھی اندھیرے میں نظر نہیں آتے یہ سب لیلا پوپ جی کی ہے صفحہ ۳۷۹

۱۱۱۔ گرڑ پوران بھی جھوٹا ہے صفحہ ۳۷۳

۱۱۲۔ شرادھ۔ ترپن۔ پنڈ کا دنیا مرے ہوئے جیووں کو تو نہیں پہنچتا۔ البتہ مردوں کے قائم مقام پوپ جی کے گھر پیٹ اور ہاتھ میں پہنچتا ہے صفحہ ۳۷۳

۱۱۳۔ جو ویترنی کیلئے گائے کا دان لیتے ہیں وہ پوپ جی کے گھر یا قصائی کے گھر پہنچتا ہے صفحہ ۳۸۲

۱۱۴۔ ویترنی پر گائے نہیں جاتی۔ پھر کس کی دم پکڑ کر عبور کرو گے؟ صفحہ ۳۸۳

۱۱۵۔ ہاتھ تو یہاں ہی جلایا گاڑ دیا گیا۔ پھر دم کو کیسے پکڑے گا صفحہ ۳۸۳

۱۱۶۔ پوپ جی کہتے ہیں کہ ایکادشی کے روز سب گناہ اناج میں رہتے ہیں۔ اس پوپ جی سے پوچھنا چاہئے کہ کس کے گناہ اس میں رہتے ہیں تیرے باپ وغیرہ کے صفحہ ۳۸۷

۱۱۷۔ بت پرستی سے سری رامچندر۔ شری کرشن۔ نارائن اور شو وغیرہ کی بڑی مذمت اور ہنسی ہوتی ہے صفحہ ۳۹۰

۱۱۸۔ پوجاری لوگ ستیا۔ رکمنی۔ لکشمی اور پاربتی وغیرہ کے بت بنا کر مندروں میں رکھ ان کے نام سے بھیک مانگتے ہیں صفحہ ۳۹۰

۱۱۹۔ آئیے مہاراج! دیکھئے تو سیتارام۔ کرشن۔ رکمنی یا رادھا۔ کرشن۔ لکشمی نارائن۔ مہادیو۔ پاربتی کو تین روز سے بال بھوگ یا دانہ پانی نہیں ملا۔ کچھ بھینٹ چڑھائیے صفحہ ۳۹۰

۱۲۰۔ سیتا کی نتھنی بنوا دیجئے۔ اناج وغیرہ بھیجو تو رام کرشن کو بھوگ لگوا دیں صفحہ ۳۹۰

۱۲۱۔ دیکھئے ایک دن چوہوں نے ایسا غضب کیا کہ (سیتارام وغیرہ) کی آنکھ بھی نکال کر بھاگ گئے۔ اب ہم چاندی کی آنکھ نہ بنا سکے۔ اس لئے کوڑی کی لگا دی صفحہ ۳۹۰

۱۲۲۔ رام لیلا اور راس منڈل بھی کراتے ہیں۔ سیتارام رادھا کرشن۔ تو ناچ رہے ہیں مہنت وغیرہ اور ان کے چیلے مزے سے بیٹھے ناچ دیکھ رہے ہیں صفحہ ۳۹۱

۱۲۳۔ مندر میں سیتارام وغیرہ تو کھڑے ہیں اور پوجاری یا مہنت جی گدی پر تکیہ لگائے بیٹھے ہیں صفحہ ۳۹۱

۱۲۴۔ موسم گرما میں بھی (سیتارام وغیرہ کو) قفل لگا اندر بند کر دیتے ہیں۔ اور آپ ٹھنڈی ہوا میں پلنگ بچھا کر سو رہتے ہیں صفحہ ۳۹۱

۱۲۵۔ بہت سے پوجاری اپنے نارائن کو ڈبیا میں بند کرکے اوپر سے کپڑے وغیرہ باندھ گلے میں لٹکا دیتے ہیں جس طرح بندریا اپنے بچے کو گلے میں لٹکا لیتی ہے ویسے ہی پوجاریوں کے گلے میں بھی نارائن جی لٹکتے ہیں صفحہ ۳۹۱

۱۲۶۔ جب کوئی بت کو توڑ ڈالتا ہے تب ہائے ہائے کرکے چھاتی پیٹ لیتے ہیں۔ کہ سیتارام جی۔ رادھا کرشن جی اور شو پاربتی جی کو بدمعاشوں نے توڑ ڈالا ہے صفحہ ۳۹۱

۱۲۷۔ نارائن جی کو گھی بھوگ ہی نہیں لگتا۔ بہت نہیں تو تھوڑا سا گھی بھیج دینا صفحہ ۳۹۱

۱۲۸۔ راس منڈل اور رام لیلا کے آخر میں سیتارام اور رادھا کرشن سے بھیک منگواتے ہیں صفحہ ۳۹۱

۱۲۹۔ اس میں کیا شک ہے کہ آریہ ومت کا تنزل اور پتھر وغیرہ بتوں کی پرستش کرنے والوں

کی شکست ان ہی کاموں کے باعث ہے صفحہ ۳۹۱

۱۳۰- بُت پرست جب تک بُت پرستی کے فعل بد کو نہیں چھوڑیں گے تب تک اُن کو بتوں کے مخالفوں کی طرف سے خوب انعام ملتا رہے گا صفحہ ۳۹۱

۱۳۱- ان ہی پتھر وغیرہ بتوں کے بھروسے سے بہت سا نقصان ہوگیا۔ جو نہ چھوڑیں گے تو روزمرہ زیادہ سے زیادہ نقصان ہوگا صفحہ ۳۹۱

برادرانِ اسلام! آپ نے سن لیا۔ کہ سوامی دیانند کے نزدیک بُت پرستی کیسی خطرناک چیز ہے۔ آپ نے یہ بھی سن لیا کہ جب سے اس ملک میں بُت پرستی شروع ہوئی تب سے ہی یہ ملک بقول سوامی دیانند ہندوؤں کے قبضہ سے نکلکر خدا پرستوں کے قبضہ میں چلا آتا ہے جب سے اس ملک نے ملت ابراہیم یعنی دینِ حنیف کی خلاف ورزی شروع کی ہے تب سے ہی خداوند کریم نے اس ملک کی حکومت ہندوؤں کے ہاتھ سے چھین کر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے خاندان میں منتقل کر دی ہے۔ غور تو کرو کہ مسلمان حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے تعلق رکھتے ہیں اور مسیحی حضرت اسحاق علیہ السلام کے ذریعہ حضرت ابراہیم علیہ السلام سے جا ملتے ہیں جس صورت میں کہ حضرت اسماعیل و حضرت اسحاق دونوں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ہی فرزند تھے تو سمجھنا چاہیئے کہ مسلمان اور مسیحی دونوں آپس میں چچازاد بھائی ہیں۔ جب ہماری حکومت ہندوستان پر تھی تب بھی سمجھو یہاں دینِ حنیف یا ملت ابراہیم کا قبضہ تھا اب جب ہمارے چچازاد بھائیوں یعنی مسیحیوں کی یہاں حکومت ہے تب بھی اس ملک پر خاندان ابراہیم کا ہی قبضہ ہے ہندو خواہ ہزار شور مچائیں کہ یہ ملک ان کا ہے۔ اور کہ اس ملک میں انکو ہی رہنے کا حق حاصل ہے یا اس ملک پر انکی ہی حکومت ہوگی۔ مگر ان کا یہ خیال محض غلط ہے۔ اس لئے کہ ملک ان کا نہیں ہے۔ بلکہ خداوند کریم کا ہے۔ اور خداوند کریم اپنا ملک بُت پرستوں کو کبھی نہیں دیگا۔ اور نہ ہی اس ملک پر بُت پرستوں کی کبھی حکومت ہوئی اور نہ ہوگی یہ ملک حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی میراث ہے جبتک اس ملک کے باشندے ملت ابراہیم کے پابند رہے۔ خداوند کریم نے انکو اس ملک کی حکومت دے رکھی مگر جب وہ ملت ابراہیم سے منحرف ہو کر بُت پرست ہو گئے خداوند کریم نے حکومت ان سے چھین لی۔ اور حضرت ابراہیم کے گھرانے میں

منتقل کر دی۔ چنانچہ اب بھی اس ملک کی حکومت حضرت ابراہیم خلیل اللہ کے ہی نام لیواؤں کے ہاتھ میں ہے اور یہ خدا کا وعدہ ہی ہے کہ وہ خدا پرستوں کو ہی حکومت دیا کرتا ہے اور اگر خدا کو منظور ہے تو قیامت تک اس ملک پر خاندان ابراہیم علیہ السلام کا ہی قبضہ رہے گا یہ دوسری بات ہے کہ وہ خواہ حضرت اسحاق کے خاندان سے ہوں خواہ اسماعیل علیہ السلام کے خاندان سے یعنی خواہ وہ مسیحی ہوں خواہ مسلمان مگر خدا پرستوں کے ہاتھ میں اس ملک کی حکومت نہیں دیگا اگر ہمارے ہندو بھائی چاہتے ہیں کہ ان کو سوراجیہ ملجائے تو انکا پہلا فرض یہ ہے کہ وہ بت پرستی سے توبہ کر کے از سر نو ملت ابراہیم کے حلقہ بگوش نہیں وہ صحف ابراہیم پر اور ابراہیمی نسل کے تمام انبیاء و رسل پر ایمان لائیں اگر وہ ایسا نہیں کرینگے تو وہ خواہ ہزار سال تک سوراجیہ پکارتے رہیں خداوند کریم یہ ابراہیمی میراث یعنی ملک ہندوستان کبھی بھی انکے زیر نگیں نہیں کریگا مگر ہمارے ہندو دوست صراط مستقیم اختیار کرنے کی بجائے ابتک بھی ٹیڑھے ترچھے طریقوں پر ہی عمل کر رہے ہیں ان کا خیال یہ ہے کہ اگر ان کی تعداد میں اضافہ ہوجائے تو وہ ان تعداد کے بل پوتے پر ابراہیمی خاندان سے حکومت چھین لیں گے مگر میں کہتا ہوں کہ جب اس ملک میں ایک بھی مسلمان یا مسیحی نہیں تھا تب بھی وہ اپنی حکومت کو کیوں قائم نہ رکھ سکے کیا اس وقت انکی تعداد کم تھی تعداد تو اس وقت بھی انکی بہت تھی اور اب بھی بہت ہے مگر اس بات کا کیا علاج کہ خداوند کریم بُت پرستی سے بیزار ہے اور وہ اس ملک یا زمین کی حکومت بُت پرستوں کو دینا نہیں چاہتا مگر سوال یہ ہے کہ جس دینِ حنیف کو ہزاروں سال پہلے اس ملک کے باشندے مانتے تھے اب وہ اس کو ماننے سے کیوں گریز کرتے ہیں کیوں نہیں وہ ابراہیمی انبیاء و رسل کی نبوت و رسالت پر ایمان لاتے وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نام سے کیوں گھبراتے ہیں وہ مسیح علیہ السلام کی نبوت سے کیوں کتراتے ہیں وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت پر ایمان لانے سے کیوں ڈرتے ہیں کیوں وہ بُت پرستی میں غرق رہنا چاہتے ہیں وہ اس گڑھے سے نکلنے کے لیے کیوں تیار نہیں اگر وہ ابراہیمی میراث کے مالک بننا چاہتے ہیں یعنی اس ملک کی حکومت کی خواہشمند ہیں تو وہ کیوں ملت ابراہیم کو قبول نہیں کرتے وہ ذرا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے کے نیچے آ کر دیکھیں تو

ہو جائیں پھر دیکھو آن واحد میں ان کو سوراجیہ ملتا ہے یا نہیں وہ میراث خلیل اللہ کے مالک بنتے ہیں یا نہیں
اگر ان کو محمد رسول اللہ کے نام سے چڑ ہے تو وہ مسیح علیہ السلام کے جھنڈے تلے ہی چلے جائیں اس
صورت میں بھی وہ میراث ابراہیمی کے مستحق ہو جائینگے مگر نہیں تو وہ بُت پرست اور مالک بننا
چاہیں ابراہیم خلیل اللہ کے موروثی ملک ہندوستان کے یہ ناممکن ہے خدا ایسا کبھی بھی نہیں کریگا
برادران اسلام! میرے مضمون کا سوراجیہ وغیرہ سے کوئی تعلق نہیں ہے یہ کلمات جو میں نے آپکے
سامنے ادا کئے ہیں یہ محض اس لئے ہیں کہ بعض ہندو اور آریہ اخبارات کے ایسے مضامین کا جواب
دوں جن میں کہ وہ اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ اس ملک کے حقیقی مالک وہی ہیں
اور کہ ہم مسلمان یا مسیحی باہر سے آئے ہوئے ہیں یا اجنبی ہیں برادران اسلام کیا آپ نے ہندو سنگھٹن
کے معنی سمجھ لئے ہیں کیا آپ نے شدھی کی تحریک کی اصلیت پر غور کیا ہے کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ہندو
سنگھٹن کا اتنا ہی مطلب ہے کہ ہندو ڈنڈ پیل کر کے تگڑے ہو جائیں اور اگر کبھی موقعہ پڑے
تو وہ مسلمانوں پر اینٹوں کا مینہ برسا دیں نہیں نہیں ہندو سنگھٹن کے یہ معنی نہیں ہیں بلکہ اس
کی حقیقت کچھ اور ہے اگر ہندوؤں کو صرف اپنی ہی اصلاح کی فکر ہوتی تو مضائقہ نہیں تھا وہ ایک
دفعہ نہیں ہزار دفعہ ڈنڈ پیل کر موٹے تازے کیکر سنگھ پہلوان بنجاتے اگر غلامان محمد کو انکی حال پر پرواہ
نہ ہوتی لیکن جب وہ اس سنگھٹن کے اندر سکھوں کو جو ہندو نہیں ہیں جینیوں کو جو ہندو نہیں ہیں بدھوں کو
جو ہندو نہیں ہیں شامل کر رہے ہیں اور وہ ہندوستان کے ہندوؤں پنجاب کے سکھوں جینیوں اور چین
جاپان تبت برہما سیام لنکا وغیرہ کے بدھوں کو شامل کر کے ایک خطرناک ہندو سنگھٹن کی شکل دے رہے
ہیں تو اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ بُت پرستوں کی ٹڈی دل افواج کیساتھ ملت ابراہیم یا دین
حنیف کو صفحہ ہستی سے نیست و نابود کرنیکا خواب دیکھ رہے ہیں ممکن ہے آج ہمارے مسیحی بھائی اور لیڈر
اور ہندو انکی طرف سے شدھی کی تحریک کو مسلمانوں کے برخلاف سمجھکر اپنے آپکو محفوظ سمجھے بیٹھے ہوں
مگر ان کا یہ خیال کرنا غلط ہے کیونکہ اگر آج ہندو سنگھٹن کا اژدہا مسلمانوں کو نگلنے کیلئے منہ کھول رہا ہے تو
کل وہ مسیحیوں کو بھی نہیں چھوڑیگا اس لئے کہ اگر مسلمان گائے کے پجاری نہیں ہیں تو مسیحی بھی

دستر خوان بھی اس مقدس حیوان کے گوشت سے خالی نہیں ہیں پس مسیحیوں کو سمجھ لینا چاہیئے کہ
خاندان خلیل اللہ کی دونوں شاخیں یعنی مسیحی اور مسلمان یکساں طور پر ہندو سنگھٹن کا نشانہ بنائے
جا چکے ہیں جس صورت میں کہ ہندو جینی سکھ اور بدھ ایک دوسرے سے قطعاً متضاد مذاہب و عقائد رکھتے
ہوئے ہندو سنگھٹن میں شامل ہو کر ایک ہو رہے ہوں اس صورت میں مسیحیوں اور مسلمانوں کو یقیناً اس بات
پر غور کرنا پڑیگا کہ اس ہندو اژدھے کے منہ سے بچنے کیلئے خاندان ابراہیم کے ان دونوں بچھڑے بھائیوں
کو جنکے عقائد میں اتنے بڑے اختلافات نہیں ہیں جتنے ہندوؤں میں جینیوں اور بدھوں کے عقائد
میں ہیں ملجانا چاہیئے یا نہیں ایسا نہ ہو کہ ہندو سنگھٹن کا اژدہا پہلے اسمعیل کی نسل کو نگلجائے اس
کے بعد اسحاق کی نسل کا خاتمہ کر کے خاندان ابراہیم کا قبضہ ہمیشہ کیلئے ہندوستان سے اٹھا دے
برادران اسلام! اس خطرہ سے محفوظ رہنے کا ہمارے پاس ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ ہم تبلیغ و
اشاعت پر زور دے ڈالیں اور جس قدر بھی ہندوؤں کو دین حنیف میں لا سکتے ہوں لے آئیں اسلام
یا دین حنیف یا ملت ابراہیم ایک ہی مقدس چیز کے مختلف نام ہیں میں نے آپکو بتلا دیا ہے کہ اسلام
دنیا میں کیوں آیا جس کی غرض و منشا اس کے سوا کچھ نہیں کہ ہندوستان کے باشندے ملت ابراہیم
یا دین حنیف کو قبول کر لیں یعنی وہ ابراہیمی نسل کے انبیاء و رسل اور ان کی کتب مقدسہ پر ایمان
لائیں یا ایک لفظ میں وہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے آجائیں اگر وہ کھلم کھلا مسلمان
ہونے کیلئے تیار نہ ہوں تو وہ کم از کم اتنا تو کریں کہ جسطرح ہم انکے رشیوں منیوں کو برا نہیں کہتے
بلکہ اگر ہمیں پتہ لگ جائے کہ کون کونسے رشی منی خداوند کریم کا پیغام لیکر ہندوستان آئے تھے تو ہم
ان پر ایمان لانے کیلئے تیار ہیں اسیطرح ہمارے ہندو دوستوں کو بھی چاہیئے کہ وہ ہمارے نبی اور ہماری
کتاب پر ایمان لائیں اور ان کی تکذیب نہ کریں۔ برادران اسلام! میں خوب سمجھتا ہوں کہ آپکے دلیں
میرے ان کلمات سے کہ ہم ہندوؤں کے رشیوں منیوں پر ایمان لانے کے لیے تیار ہیں یقیناً خلفشار
پیدا ہو رہا ہوگا مگر میں آپکے اس خلفشار کی پرواہ نہیں کرونگا اس لیئے کہ جب قرآن پاک نے فیصلہ
کر دیا ہے کہ ہم نے ہر ایک قوم کی طرف اپنے بشیر اور نذیر بھیجے تو یقیناً اس قوم کی طرف بھی بشیر و نذیر ضرور

بھیجے ہوں گے یہ دوسری بات ہے کہ ہمیں ان کا علم نہ ہو مگر قرآن پاک نے اس بات کا بھی دو ٹوک فیصلہ کر دیا ہے کہ خدا نے دنیا میں جسقدر انبیاء و رسل مبعوث کیے انہیں سے بعض کے نام ہمکو بتا دئے گئے ہیں اور بعض ایسے ہیں جنکے نام ہمیں نہیں بتائے گئے اور یہ بات بھی ٹھیک ہے اس لیے کہ قرآن پاک میں دنیا بھر کے انبیاء و رسل کی فہرست دیجاتی تو وہ اتنی بڑی کتاب ہو جاتی کہ اس کے رکھنے کیلئے بڑے بڑے مکان کی ضرورت پڑتی اور وہ اتنا وزنی ہوتا کہ شاید اس کے اٹھانے کیلئے بڑی مشینیں استعمال کرنی پڑتیں اس وقت سے انسانوں کو محفوظ رکھنے کیلئے قرآن پاک نے ایک سنہری یا بنیادی اصول بیان کر دیا کہ تم انبیاء و رسل پر خواہ وہ کسی قوم کے ہوں ایمان لاؤ اور کسی کی تفریق یا تفریق نہ کرو اس اصول کو واضح کرنیکے لئے قرآن پاک نے مثال کے طور پر چند انبیاء و رسل کے نام اور ان پر خداوند کریم نے جو کلام نازل کیا تھا اس کا نمونہ بھی قرآن پاک میں درج کر کے بتلا دیا کہ میرے بھیجے ہوئے انبیاء و رسل کا اسوۂ حسنہ ایسا ہوتا ہے اور ان پر جو میرا کلام نازل ہوتا رہا ہے وہ اس نمونہ کا تھا بس تم اس نشان کو لیکر دنیا بھر میں ہر ایک نبی اور رسول کا پتہ لگا سکتے ہیں۔ برادران اسلام! اگر ہم قرآن پاک کی انبیاء و رسل کے متعلق مقرر کردہ کسوٹی کو لیکر ہندوستان کے رشیوں منیوں کا پتہ لگانا چاہیں تو کیا ہمیں اس کا پتہ نہیں لگ سکیگا یقیناً لگ سکے گا مگر کیا ہی اچھا ہو اگر اس کام میں ہمارے ہندو بھائی ہمارا ہاتھ بٹائیں اور وہ اپنے رشیوں منیوں کی سوانحعمری اور ان کے درس تدریس یا تعلیم و تعلم کا نمونہ ہمارے سامنے پیش کر دیں تاکہ ہم یہ فیصلہ کر سکیں کہ ان میں سے کونسا رشی منی قرآن پاک کی کسوٹی پر ٹھیک اترتا ہے اور کونسا ٹھیک نہیں اترتا پس جو ٹھیک اترے گا اس کے منجانب اللہ ہونے پر ہم ایمان لائینگے اور ہمیں ایسا کرنے میں ہرگز کوئی عذر نہیں ہوگا ہمارے ہندو دوستوں کو اس کے متعلق زیادہ کاوش کی ضرورت نہیں ہے بلکہ انکو صرف اتنا ہی دکھلانا پڑے گا کہ وہ رشی منی جن پر خدا کا کلام نازل ہوا وہ بت پرست نہیں تھے بلکہ خدا کے سچے پرستار تھے وہ زہد و اتقاق کا نمونہ تھے وہ فسق و فجور سے پاک تھے وہ خدا ترس تھے ان کی زندگی دیگر انسانوں کے لیے اسوۂ حسنہ تھی

ان باتوں کا پتہ لگنے کے ساتھ ہی ہم یقیناً ایسے رشیوں منیوں کے منجانب اللہ ہونے پر ایمان لے آئیں گے اس طرح جب ہمارے اور ہندوؤں کی رشی منی مشترکہ ہو جائیں گے تو ہمارا اتفاق و اتحاد دینی کامل ہو جائے گا اس سورت میں نہ ہم ان کے رشیوں منیوں کو برا بھلا کہیں گے نہ وہ ہمارے انبیاء و رسل کو برا سمجھیں گے بلکہ جس طرح ہم ان کے رشیوں منیوں کا کلمہ پڑھینگے اسی طرح ہمارے ہندو دوست ہمارے انبیاء و رسل کا کلمہ پڑھکر لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے جھنڈے تلے کھڑے ہو جائیں گے وہ نظارہ کیسا شاندار ہوگا جبکہ ہمارے و ہندوؤں کے آپس کے تفرقات مٹ جائیں گے مگر سوال یہ ہے کہ ہمارے ہندو دوست اس بات کیلئے تیار ہیں کہ وہ ہمارے کلمہ میں شریک ہو جائیں اور ہم ان کے کلمہ میں جو توحید و رسالت کی بنا پر ہو شریک کریں؟ اگر وہ تیار ہوں تو اس بات کا جلدی ہی فیصلہ ہو سکتا ہے مگر میرا دل گواہی دیتا ہے کہ وہ غالباً اس بات کے لیے تیار نہیں ہونگے اس لیے کہ جسطرح یہودیوں نے انبیاء و رسل کے چال چلن پر مختلف الزامات لگا کر انکو بدنام کر دیا تھا اسی طرح ہندوؤں نے بھی اس ملک کے برگزیدہ رشیوں کے چال چلن پر اس قدر الزامات تھوپ رکھے ہیں کہ انکی موجودگی میں ہمارے لیے اس بات کی تمیز کرنی مشکل ہو جاتی ہے کہ ان میں سے کون خدا کا فرستادہ تھا اور کون خدا کا فرستادہ نہیں تھا میرا اپنا خیال تو یہی ہے کہ جس زمانہ میں اس ملک میں دین حنیف کا دور دورہ تھا چونکہ اس زمانہ میں بت پرستی نہیں تھی اس لیے اس ملک میں جسقدر بھی خدا کے برگزیدہ بندے خدا کا کلام لے کر مبعوث ہوئے تھے انکی زندگی یقیناً زہد و اتقا کا نمونہ تھی مگر جب دین حنیف عرب کے زمانہ جاہلیت کی طرح یہاں پر وام مارگ کی لپیٹ میں آگیا وہ ملک میں تاریکی چھا گئی اور بت پرستی کا دور دورہ اور فجور کی گھٹائیں منڈلانے لگیں تو اس زمانہ میں بت پرستوں نے دین حنیف کے پرستار رشیوں منیوں کے چال چلن پر بدترین قسم کے دھبے لگا دئے اور انکے چہرہ پر اس قدر گاڑھے تارکول کی کوچی پھیر دی کہ جسکو دیکھکر ہمارے لیے اس بات کا فیصلہ کرنا مشکل ہو گیا کہ ان میں سے کونسا رشی خدا کا فرستادہ تھا اور کونسا خدا کا فرستادہ

نہیں تھا۔ میں نے اپنے لیکچر کے اس حصہ کو واضح کرنے کے لئے کہ بُت پرستوں کے اس ملک کے برگزیدہ انسانوں کو کسی قدر کمینگی کے ساتھ بدنام کرنے کی کوشش کی آپکے سامنے کلیات آریہ مسافر میں سے کچھ عبارت پڑھکر سناتا ہوں کلیات آریہ مسافر میری تصنیف نہیں ہے بلکہ یہ کتاب آریہ سماج کے پنڈت لیکھرام آریہ مسافر کی تصانیف کا مجموعہ ہے اور اس کو سوامی شردھانند نے آریہ پرتی ندھی سبھا پنجاب کے حکم مجریہ یکم اکتوبر سنہ ۱۹۰۳ء کے مطابق دس ہزار کی تعداد میں اردو میں شائع کیا تھا اس کتاب کے شروع میں سوامی شردھانند یعنی لالہ منشی رام کے قلم سے لکھا ہوا ایک طویل دیباچہ بھی ہے بُت پرستوں نے اپنی کتابوں میں اس ملک کے رشیوں منیوں کے چال چلن پر جس قسم کے الزامات لگائے گئے ہیں ان کا تذکرہ کلیات آریہ مسافر میں ان لوگوں کی ہی اصلی کتابوں کے حوالہ جات کی بنا پر بدیں الفاظ کیا گیا ہے۔

ہمارے ہندو بھائی پرانوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور انکی کتھاؤں کو پریم سے سنا کرتے ہیں علاوہ ازیں بہت کچھ تن من دھن بھی انکے ارپن کرنے سے دریغ نہیں کرتے لیکن عموماً دیکھا جاتا ہے کہ وہ اصلیت کی طرف زیادہ متوجہ نہیں ہوتے اس واسطے اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ان کی خدمت میں کچھ عرض کریں ...... واضح ہو کہ برہما شن اندر برہسپتی چندرمان بدھ شکر بزرگان دہرم زمانہ سابقہ میں بڑے نامی گرامی ودوان راجہ مہاراجہ گذرے ہیں سب شاستروں میں ان کی نہایت عزت کی گئی رشی منی دیوتا خطابوں سے مخاطب ہیں مگر الزام انہیں پر لگاتے ہیں چنانچہ لکھا ہے برہسپتی چندر دیوتا کے گرو تھے برہسپتی جی کی بیوی تارا ان کے گھر گئی اور فریقین ایک دوسرے کی محبت میں مبتلا ہو کر برسوں تک بدفعلی کرتے رہے برہسپتی مانگنے کے لئے آئے مگر چندرمان نے انکار کیا۔ برہسپتی نے کہا کہ تو پاپی ہے اس نے کہا کہ تو کونسا دھرماتما ہے تو نے اپنے چھوٹے بھائی کی بیوی گھر میں ڈالی ہوئی ہے جب ایسی خوبصورت ہوں ویسے ہی تیری عورت خوبصورت ہے مگر یہ میرے لائق ہے تیرے جیسے بدشکل سے اس کا کیا تعلق اس پر اس نے اندر سے شکایت کی اندر نے وکیل بھیجا چندرمان نے جواب دیا کہ اندر دیوتاؤں کو بھی

تو سمجھاتے ہیں مگر اپنے اعمال پر توجہ نہیں فرماتے انھوں نے گوتم کی بیوی اہلیا سے کیوں زنا کیا تھا اور کیوں ہزاروں برس تک سہسر بھگ (ہزار فرج) ہو کر مانسرور کی جھیل میں کنول پھول تال کے اندر شرمندگی چھپے رہے جب یہ جواب پہنچا تو اندر غصہ ہو کر لڑنے کو آیا اس کی مدد کو برہماجی آئے اور ادہر چندرمان کے مددگار شکر دیوجی آئے اور مہادیو بھی آئے اور چندرمان کو سمجھایا کہ خبردار برہسپتی کی عورت نہ دینا برہمانے چندرمان کو سمجھایا کہ اس عورت کو دیدے یہ بڑا پاپ ہے چندرمان نے جواب دیا کہ اس نے خود ہی اپنی برہسپتی سمرتی میں لکھا ہے کہ عورت کو زنا کرنے سے جو پاپ ہوتا ہے وہ [illegible] ایام ماہواری ہونے پر دور ہو جاتا ہے جیسے برہمن کا پاپ وید پڑھنے سے غرضیکہ کئی سال تک جنگ ہوا کی آخر کار شنکر کے کہنے سے چندرمان نے وہ عورت برہسپتی کو دے دی جسکو وہ مہاراج خوشی خوشی گھر لے گئے مگر وہ حاملہ ہو چکی تھی برہسپتی کے گھر جا کر بیٹا پیدا ہوا جسکا نام بدھ دیوتا رکھا گیا اب چندرمان نے تکرار کیا کہ بیٹا میرا ہے برہسپتی نے دینے سے انکار کیا جس پر جنگ کی نوبت آئی آخر کار برہما نے دیوی تارا سے پوچھا کہ یہ کسکا حمل ہے اس نے جواب دیا کہ چندرمان کا برہما نے بدھ کو چندرمان کے حوالہ کیا پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ ایک دفعہ برہماجی دیتوں اور دانوؤں سے جنگ تیار کرتے ہوئے دس ہزار سال کے گذر جانے پر تھک ایک جگہ جا کر کمان کے سرے کو سر کے نیچے رکھکر سو رہے دیوتوں نے بیکنٹھ میں تلاشی کی جب وہاں نہ ملے تو تلاش کرتے ہوئے اس جنگل میں آئے اب سوتے کو جگانا گناہ سمجھ کر لال بوجھکڑ کی طرح عقل دوڑانے لگے آخر یہ قرار پایا کہ دمری یعنی بھوری جانور پیدا کر کے اس سے یہ خدمت لی جاوے چنانچہ ایسا ہی ہوا مگر اس نے انکار کر دیا کہ مجھے اس پاپ سے کیا حاصل ہوگا دیوتوں نے کہا کہ ہم تمہیں یگیہ میں حصہ دیا کریں گے جس پر وہ راضی ہو گیا اس نے اس کمان کی رسی کو کاٹا اگر کاٹتے ہی بڑا شور ہوا اس کمان کی ضرب سے شنو کا سر کٹ کر سمندر میں جا گرا اب سب دیوتا حیران ہوئے پھر برہماجی بولے کہ بھائیو کرنی کا پھل بھگتنا پڑتا ہے چنانچہ سب سے پہلے

خود مجھے پھل بھگتنا پڑا یعنی میرا سر شیو نے کاٹ ڈالا اور خود شیو جی بھی محروم نہ رہے ایسے ہی کاموں سے اس کا لنگ بدن سے کاٹا گیا اور اندر دیوتا اہلیا کیسا تھ زنا کرنے سے ہسہر بھگ ہو کر سرور کے تالاب میں سر مسار رہے آخر سب نے دیوی کی تعریف کی جس پر وہ راضی ہوئی اور حکم دیا کہ گھوڑے کا سر کاٹ کر لگا دو چنانچہ لگایا گیا جس پر اس روز سے ڈبیے گر یو اوتار ہوا ہے بدن آدمی کا سر گھوڑے کا اس ادھیا رکے سننے کا بہت ثواب ہے پھر اسی بھاگوت میں لکھا ہے کہ راجا اپری جو جنگل میں شکار کھیلنے کے لئے گیا وہاں پر اپنی بیوی کی یاد میں اسے احتلام ہوا اس نے نطفہ کو کسی درخت کے پتہ میں بند کر کے بطور پارسل کے شاہین یا جرہ شکاری پرندے کے ذریعہ گھر کو روانہ کیا راستہ میں ہوا میں ایک اور جرہ ملگیا جنگ شروع ہوا وہ جگہ دریائے جمنا کے اوپر تھی وہ پارسل گر پڑا نیچے ایک اپسرا جو کسی رشی کی بدعا سے مچھلی بنی ہوئی تھی وہ دریا میں تیر رہی تھی گرتے ہی اس نے نطفہ منہ میں لے لیا وہ حاملہ ہو گئی جب مدت حمل پوری ہو گئی تو وہ ایک نشاد یعنی ماہی گیر نے گرفتار کیں اس کا شکم چیرنے پر اس میں سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی نکل آئی وہ دونو بچے راجہ دشٹو کے پاس لیگیا اور لڑکی اسے واپس دے دی اس نے اسے پالا اور اس کا نام مچھودری یا ستوودری کالی کا نکا تیس گندھا رکھا ڑی ہو کر وہ دریائے جمنا کے کنارے باپ کے ساتھ کشتی بانی کرتی تھی ایک دن قضا را پار اشر رشی جی وید کے جاننے والے وہاں آگئے اور دریا کے عبور کرنے کا ارادہ کیا ملاح روٹی کھا رہا تھا اس نے لڑکی کالی کو اجازت دی کہ تو کشتی میں بٹھا کر انھیں پار کر دے چنانچہ ایسا ہی ہوا جب دریا کے بیچ میں پہنچے تو مہاتما جی بدگمان ہو گئے غلبہ شہوت نے مجبور کیا اور اس کا داہنا ہاتھ اپنے ہاتھ سے پکڑ لیا کالی نے انکار کیا اور مہاتما جی کو بہت نصیحت کی مہاتما نے نہ مانا آخر لڑکی نے اقرار کیا کہ دریا کے پار جا کر کام کرینگے جب کنارے پر پہنچے تب مہاتما جی نے لڑکی کا ہاتھ پکڑا اس نے پھر نصیحت کی مگر وہ نہ مانا تب کالی نے کہا کہ میرے بدن میں مچھلی کی بڑی بدبو آتی ہے رشی نے دعا کی جس سے وہ جوجن گندھا ہو گئی یعنی اس کے بدن سے چار کوس تک

مشک کی خوشبو آنے لگی اس نے کہا کہ میرا باپ کنارے پر دیکھتا ہے روز روشن ہے رشی نے دعا کر کے کہر پیدا کر لی پردہ ہو گیا پھر اس نے کہا کہ آپ کام جیسٹھا ر بدفعلی اگر کے چلے جاوینگے میرا پھر کیا حال ہو گا مجھے بکارت زائل ہو جانیکے سبب کون قبول کرے گا میرا گزارہ کسطرح چلے گا میرا باپ کیا کہے گا لوگ کیا کہیں گے رشی نے دعا کی کہ تیری بکارت بدستور ہو جاویگی آخر کار ان سب شرائط کے طے ہو جانے پر اس نے بر مانگا کہ میرا لڑکا تیرے جیسا ہو میری خوبصورتی روز افزوں اور خوشبو ہمیشہ رہے ان سب شرائط کے طے ہو جانے کے بعد اس کے ساتھ بدفعلی کی گئی اور صحبت کے بعد لڑکا پیدا ہوا اسی جگہ پر اس کا نام بیاس یا کرشن دوپائن رکھا گیا پار اشر مہاتما جی بھی چلے گئے اور دیاس جی اپنی ماما سے اجازت لے کر جنگل کو چلے گئے پھر اسی کالی یا مچھودری پر بھیشم پتامہ کے والد راجہ شانتنو عاشق ہو گئے اور اس سے شادی کی اس کے شکم سے چترانگد اور چتر ویرج دو راجہ پیدا ہو گئے اور جب یہ دونوں مر گئے تو انکی عورتیں بیوہ ہو گئیں تو ان کا نام امبا امبکا انبالکا تھا ان تینوں عورتوں کے ساتھ اپنی ماں کے کہنے پر دیاس جی نے نیوگ کیا اس نیوگ سے ایک تو دہرت راشٹر پیدا ہوا راجہ اندھا تھا دوسرے پانڈو تیسرے بدر تھاپیدا ہوئے جو ہندوستان کے نامی گرامی راجہ ہوئے جو کورو پانڈو مشہور ہیں۔ مفصل دیکھو کلیات آریہ مسافر صفحہ ۱۸۸ - ۱۸۹ المطبوعہ لالہ منشی رام حال سوامی شردھانند

برادران اسلام! آپ نے سن لیا کہ بت پرستوں نے اس ملک کے رشیوں منیوں پر کس قسم کے الزامات لگائے ہیں اب اس کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ یا تو ہم یہ تسلیم کریں کہ ان بت پرستوں کی کتابوں میں یہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ درست ہے اور کہ اس ملک کے رشی منی در حقیقت ایسے ہی بدچلن ہوتے تھے یا تسلیم کریں کہ یہ جو کچھ لکھا گیا ہے وہ سراسر جھوٹ ہے اور بے بنیاد ہے اور کہ اس ملک کے رشی منی بدچلن نہیں بلکہ بڑے خدا ترس متقی پرہیزگار ہوتے تھے اگر ہم پہلی بات کو مانتے ہیں تو ہماری پوزیشن بطور مسلم کے نہایت نازک ہو جاتی ہے

اس لئے کہ اس صورت میں قرآن پاک کا یہ دعویٰ کہ ہر ایک قوم میں خداوند کریم نے نبی بھیجے
نعوذ باللہ من ذالک غلط ہو جاتا ہے کیونکہ ہندوستان کا ملک نبیوں یا رسولوں سے خالی
نظر آئے گا اس لئے کہ کوئی بھی شخص ایسے رشیوں منیوں کو خدا کا فرستادہ نہیں کہہ سکتا جنکا
نقشہ کہ بت پرستوں کی کتابوں میں دکھایا گیا ہے اور جو کلیات آریہ مسافر کے حوالہ سے میں
نے آپ کے سامنے پیش کیا ہے پس آریوں کو خوش کرنے کے لئے نہیں بلکہ قرآن پاک کی
صداقت پر مہر لگانے کے لئے لاریب ہمیں بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ اس ملک کے رشیوں
منیوں کے چال چلن پر بت پرستوں نے جو بدنما دھبے لگا رہے ہیں اور انکی کتابوں میں جو بھی
ایسی مکروہ اور ناپاک تصویر کھینچ کر دکھائی گئی ہے انکی ایسی کتابیں از سرتا غلط اور قابل
ترک ہیں یہی وہ نتیجہ ہے جس پر لکھونئے گور دیپچے تھے یہی وہ نتیجہ ہے جس پر برہمنوں سماج
کے باقی راجہ رام موہن رائے اور کیشب چندر سین جیسے اولو العزم انسان پہنچے تھے
یہی وہ راستہ ہے جس کو اختیار کر کے ہم قرآن پاک کے اس اصول کو کہ ہر ایک قوم میں
خدا کے فرستادہ آئے ۔ ہندوستان میں قائم رکھ سکتے ہیں جانتے ہیں کہ یہ نتیجہ بت پرست
ہندوؤں کے لئے دل خوش کن نہیں ہے اس لئے کہ وہ نہیں چاہتے کہ انکی جن کتابوں میں
ملک کے مقابلی انسانوں پر زناکاری بدچلنی اور فسق و فجور کے شرمناک الزامات لگائے گئے
ہیں ان کی ایسی کتابوں کو غلط ٹھہرایا جاوے یا ان کے ایسے الزامات کو جھوٹا بنایا جاوے مگر ہم
کیا کریں ہم مجبور ہیں کیا ان کی ایسی کتابوں کے برخلاف صدائے احتجاج بلند کریں اور انکی
ایسی تعلیم کو غلط ٹھہرائیں اس لئے کہ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو ہمارے اسلام پاک کا یہ اصول
کہ ہر ایک اقوام میں خدا کے فرستادہ آئے ہندوستان کی حالت میں صحیح نہیں رہ سکتا پس
اسلام کے اس سنہری اور بنیادی اصول کے تحفظ کے لئے ہمیں مجبوراً یہی کہنا پڑے گا کہ ہندوؤں
کی ایسی تمام کتابیں جن میں بت پرستی کی تعلیم دی گئی ہے یا جن میں خدا کے برگزیدہ بندوں کی
ذات پر گندے اور ناپاک الزامات لگائے گئے ہیں سراسر غلط اور قابل ترک ہیں یہ کتابیں الہامی

نہیں ہو سکتیں اس لئے کہ خداوند کریم دنیا کی کسی قوم کو بت پرستی کی تعلیم نہیں دے سکتا نہ ہی
فسق و فجور کی تعلیم دے سکتا ہے بلکہ ہمیں ماننا پڑے گا کہ یہ تمام کتابیں زمانہ مابعد کی تصنیف
ہیں اور کہ جس زمانہ میں اس ملک میں دین حنیف کا دور دورہ تھا اس زمانہ میں ان کتابوں کا
یہاں پر نام و نشان بھی نہیں تھا جبکہ یہ کتابیں بت پرستوں نے دین حنیف کو مٹانے کیلئے
اس زمانہ میں تصنیف کیں جبکہ عرب کے اندر جو برہم دویا یا دین حنیف کا گہوارہ تھا اور جہاں
سے دین حنیف کی لہر ہندوستان میں پہنچی تھی تاریکی چھا گئی یا جاہلیت کا زمانہ آگیا کلیات
آریہ مسافر کے مصنف نے بھی اپنی کتاب میں بھی نتیجہ نکالا ہے جہاں پر کہ اس نے ہندوؤں کو
پورانوں پر بحث کی ہے اس میں اس نے دکھایا ہے کہ پوران ہندوؤں کے نزدیک مقدس
کتابیں ہیں یہ زمانہ مابعد کی تصانیف ہیں سوامی دیانند نے بھی ستیارتھ پرکاش میں بھی
لکھا ہے کہ پوران وید ویاس کے بنائے ہوئے نہیں ہیں بلکہ بت پرستوں برہمنوں کی من
گھڑت باتیں ہیں سوامی دیانند کی شہادت میں آپکو مفصل سنا چکا ہوں پس ان دلائل
اور شواہد کی موجودگی میں ہمارے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم ہندوؤں کی
ان کتابوں کو غیر مستند تسلیم کرتے ہوئے ان کو پرے پھینک دیں اور ہم یہ اعلان کریں کہ
ان کتابوں میں ہندوستان کے رشیوں منیوں کی ذات پر جو الزامات لگائے گئے ہیں وہ
سراسر جھوٹ ہے ہمارے اس اعلان کو اگر ہندو برا مانتے ہیں تو ہمیں ان کی پرواہ نہیں
ہے اس لئے کہ اگر ہم ایسا نہیں کرتے تو اسلام قرآن پاک کا یہ اصول کہ ہر ایک ملک و قوم میں
خدا کے بشیر و نذیر آئے ۔ ہندوستان میں غلط ٹھہرتا ہے پس تحفظ اسلام اور صداقت قرآن
کی خاطر ہمیں دین حنیف کے مخالفوں کی ایسی کتابوں کو اور ان کی ایسی فحش تعلیم کو پرے زور
شور سے طشت از بام کرنا چاہئے اور ہندوستان کے کروڑہا بندگان خدا کو بت پرستی کی خندق
سے نکالکر اسی دین حنیف کے جھنڈے تلے لانے کی کوشش کرنی چاہئے جو کہ پانچہزار سال پیشتر
اس ملک میں موجود تھا اور جس کی عالیشان عمارت کھنڈرات کے نشانات اب تک ہمیں

اس ملک کے پرانے صحیفوں میں ملتے ہیں جیسا کہ میں ذکر کر چکا ہوں کہ پانچ ہزار سال پیشتر اس
ملک کے راجوں مہاراجوں کے درباروں میں عربی زبان کا استعمال کیا جاتا ہے۔ یہ اس عربی
زبان کی برکت تھی کہ جس کے طفیل سے دہرم راج یدہشٹر ارجن بھیم نکل سہدیوں کی جانیں
بچ گئیں اگر یدہشٹر مہاراج عربی کے عالم نہ ہوتے یا ان کے بزرگ مہرشی بدر جی مہاراج عربی
کے فاضل نہ ہوتے تو وہ ان کو اس سازش سے آگاہ نہ کر سکتے جو کہ دریودہن اور اس کے
ساتھیوں نے یدہشٹر اور اس کے بھائیوں کو تباہ کرنے کے لئے کی تھی یہ اس مقدس زبان
کی برکت تھی کہ مہابھارت کے ان سورماؤں کی جانیں بچ گئیں اگر عربی زبان لطور صحیفہ زار کے
یہاں پر مروج نہ ہوتی تو اس میں کیا شک ہے کہ یدہشٹر مع اپنے بھائیوں کے تباہ ہو گیا ہوتا
ایسی صورت میں نہ اس ملک میں مہابھارت جیسی کتاب لکھی جا سکتی نہ کرشن مہاراج کو
کروکشیتر کے میدان کارزار میں گیتا کا اپدیش کرنے کا موقعہ ملتا اس لئے کہ جب ارجن ہی نہ ہوتا تو
کرشن کسکی رتھ بانی کرتا اور کسکو گیتا کا اپدیش سناتا پس مہابھارت اور گیتا جیسی ہندوؤں کی مقدس
کتابیں عربی زبان کی مرہون منت ہیں کہ جس کی بدولت ان دونوں کتابوں کے ہیروز کی جان
بچی جس صورت میں کہ آج سے پانچ ہزار سال پیشتر عربی زبان سے اتنا بھاری احسان ہندوؤں کے
بزرگوں پر کیا ہو اس صورت میں آج ان آریہ اور ہندو اخبارات کا اردو اور ہندی کے جھگڑے
پیدا کرنا اور اردو جیسی زبان کو جس میں کہ عربی کثرت سے الفاظ موجود ہیں بائیکاٹ کر دینے کی سکیم
پیش کرنا کسقدر احسان فراموشی ہے حالانکہ ان کو یہ چاہئے تھا کہ وہ دہرم راج یدہشٹر
اور مہرشی بدر کی مثالکی تقلید کرتے ہوئے اردو تو ایکطرف عربی جیسی مقدس اور ہندوؤں کے
بزرگوں پر احسان کرنیوالی زبان کو اپنے گھروں اپنے اسکولوں اپنے کالجوں اپنے راج درباروں
کی زینت بناتے اور اس احسان کی یاد میں کہ اس زبان کے ذریعہ دہرم راج یدہشٹر ارجن
بھیم نکل سہدیو کی جانیں بچ گئیں اس زبان کو متبرک و مقدس خیال کر کے طلوع آفتاب سے
پیشتر اس کا ورد کرتے مگر ہزاروں کی حرکات نرالی ہیں ہمارے آریہ اور ہندو دوست عربی

زبان کے تمام احسانوں اور دین حنیف کے تمام نشانوں کو فراموش کر کے اس وقت اس پر تلے
بیٹھے ہیں کہ جس طرح بھی ہو اسلام اور مسلمانوں کا نام و نشان اس ملک سے مٹاؤ انکی زبان کی
تہذیب انکے تمدن کو یک لخت بائیکاٹ کر دو تاکہ چاروں طرف ہمارا راج ہو جائے اور دنیا
کے کونے کونے میں ہندو دہرم کا ہی ڈنکا بجنے لگ جائے ہمارے دوست یہ بھی لکھ رہے ہیں
کہ کسی زمانہ میں روئے زمین پر ہندو دہرم مروج تھا مگر افسوس ہے کہ وہ ایسے مضحکہ خیز دعوے
سے اپنی ہنسی کروا رہے ہیں اور ہندو دہرم کی بوسیدگی کی دلیل وہ اپنے ہی قلم سے پیش کر رہے ہیں
اس لئے کہ اگر ہم دلیل کے طور پر اس بات کو تھوڑی دیر کیلئے تسلیم بھی کر لیں کہ کسی زمانہ میں
ہندو دہرم مروج تھا تو اس کا صاف نتیجہ یہی نکلتا ہے کہ یہ ایک ایسا بوسیدہ مذہب تھا کہ
زمین نے اس کو اگل دیا رد کر دیا اور اس کو اپنے چاروں کونوں سے دھکیلکر ہندوستان کے ایک گوشہ
میں لا پھینکا اور اگر کہیں آگے خلیج بنگالہ یا بحرۂ عرب کا سمندر نہ آجاتا تو خدا معلوم ہندو لوگ
ہندوستان سے بھی آگے کہیں دور لیجا کر پھینک دئے جاتے یہ انکی خوش قسمتی تھی کہ آگے سے
سمندر آگیا اور یہ بچ گئے ورنہ نہیں معلوم یہ کس جزیرہ یا ٹاپو میں رگید دے جاتے اس لئے بت
پرستی ایسی چیز نہیں ہے کہ جسکو دنیا زیادہ عرصہ تک قبول کر سکتی یہ جواب ہے ہمارے آریہ اور
ہندو اخبارات کے ان مضامین کا جن میں وہ یہ دعوے کر رہے ہیں کہ کسی زمانہ میں ہندو
دہرم روئے زمین پر پھیلا ہوا تھا اور کہ چاروں طرف ہندوؤں کا ہی راج تھا اس کے برعکس
ہم یہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ مان لو کہ کسی زمانہ میں ہندو دہرم روئے زمین پر پھیلا ہوا تھا اور
چاروں طرف ہندو ہی ہندو تھے خوب بت پرستی ہوتی تھی مگر جب خدا کے برگزیدہ بندہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرب میں دین حنیف کا جھنڈا بلند کیا اور اللہ اکبر کا دنیا میں
نعرہ مارا تو اس نعرہ کی تاب نہ لا کر بت پرست ہندو دنیا کے چاروں کونوں سے بیدخل
ہو کر بھاگے اور ہندوستان میں آکر چھپ گئے مگر ہندوستان میں بھی دین حنیف کے
فدائیوں نے ان بت پرستوں کا تعاقب کیا اور یہاں پر بھی ان میں سے کر دڑ کو مونڈ

ڈالا اور اگر یہی لیل و نہار ہیں تو ہندوؤں کو خبردار رہنا چاہئے کہ جہاں انکے ۷ کروڑ بھائیوں کو ملّت ابراہیم نے مونڈ ڈالا ہے وہاں اب دین حنیف ۲۴ کروڑ ہندوؤں کو مونڈنے کے بغیر نہیں چھوڑے گا اس لئے کہ پہلے تو ہندوستان میں حضرت ابراہیم کے فرزند اکبر حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کے خاندان نے ہی بت پرستوں کا قافیہ تنگ کیا تھا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے فرزند اصغر حضرت اسحٰق علیہ السلام کے اولاد خاموش بیٹھی تھی مگر اب تو وہ بھی ہندوستان میں آکر اپنے بڑے بھائی کی اولاد کا ہاتھ بٹانے کے لئے میدان میں آگئے ہیں۔ اجی حضرت خلیل اللہ کے ایک بیٹے کے خاندان نے ۷ کروڑ ہندوؤں کو مونڈ ڈالا تو کیا خلیل اللہ کے ایک بیٹے ۲۴ کروڑ کو مونڈنے میں کامیاب نہیں ہو جائیں گے؟ یقیناً کامیاب ہونگے پس جس صورت میں کہ ہندوستان حضرت ابراہیم علیہ السلام کی میراث ہے تو اس کا حق اس کے فرزندوں کو پہنچتا ہے نہ کہ بت پرستوں کو اس لئے کہ حضرت خلیل اللہ کے فرزند بت پرست نہیں ہیں۔ مگر بت پرست کسی صورت میں اس ملک کے دعویدار تسلیم نہیں کئے جا سکتے اس لئے کہ وہ دین حنیف کے دشمن ہیں خدا نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ ملک کا مالک وہی ہے اور وہ اس ملک کو اپنے خلیل کے مخالفوں کے ہاتھ سے چھین کر اپنے خلیل اللہ کی اولاد کو ورثہ میں دے چکا ہے اس پر ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد کی ہی حکومت ہوگی خواہ بڑے بیٹے کی اولاد حکومت کرے خواہ چھوٹے بیٹے کی خواہ دونوں مل کر اس پر حکومت کریں یعنی خواہ مسلمان اس پر حکومت کریں خواہ مسیحی اس پر حکومت کریں ہندوؤں کا جو کہ دین حنیف کو ترک کر چکے ہیں اور بت پرست ہو چکے ہیں اللہ کے اس ملک پر کوئی حق ..... نہیں رہا وہ اپنے حقوق کو زائل کر چکے ہیں ہاں اگر وہ دستر خوان ابراہیمی پر سے کوئی بچا کچا ٹکڑا کھانا چاہتے ہوں تو ان کو چاہئے کہ وہ بت پرستی سے تائب ہو کر ملّت ابراہیم کے جھنڈے تلے آجائیں وہ صدق دل سے لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا کلمہ پڑھیں اگر ان کو محمد کے نام سے چڑ ہے مسیح علیہ السلام کے جھنڈے تلے جائیں بہر کیف وہ بت پرستی سے توبہ کر دیں اور انبیاء و رسل پر ایمان لائیں جس طرح کے

ہم دوسری قوموں کے انبیاء و رسل پر ایمان لاتے ہیں وہ ہماری کتاب کو منجانب اللہ تسلیم کریں جس طرح کہ ہم دیگر انبیاء و رسل کی کتب مقدسہ کو منجانب اللہ تسلیم کرتے ہیں جتنک وہ ایسا نہیں کرینگے ہم برابر ہندوستان میں موجود رہیں گے وہ خواہ ہزار شدھی سبھائیں بنائیں سنگھٹن کا شور مچائیں مگر وہ اسلام اور مسلمانوں کا بال بیکا نہیں کر سکتے اس لئے کہ اسلام خدا کا نور ہے اور خدا کے نور کو بت پرستوں کی پھونک نہیں بجھا سکتی اس کے برعکس اسلام نے بت پرستوں کے بت خانوں کو اور انکے بتوں کو روئے زمین پر سے صاف کر ڈالا ہے اور صاف کرتا چلا جا رہا ہے صرف ہندوستان کا تھوڑا سا کونہ باقی رہ گیا ہے خدا نے چاہا تو ہندوستان کا یہ کونہ بھی بت پرستی سے پاک ہو جائے گا اس کے بعد اس ملک میں بدستور سابق دین حنیف کا ڈنکا بجے گا یہی وہ مشن ہے کہ جس کو لیکر اسلام دنیا میں آیا اور جس مشن کی تکمیل کیلئے اسلام ہندوستان میں پہنچا خداوند کریم نے اپنے کلام پاک میں یہ وعدہ فرمایا ہے کہ وہ اسلام کے نور کو دنیا کے کونے کونے میں پھیلائیگا اور خدا کا وعدہ سچا ہے وہ یقیناً پورا ہوگا بلکہ پورا ہو رہا ہے برادران اسلام جناب صدر محترم نے مجھے گھڑی دکھائی ہے کہ ۱۲ بج چکے ہیں میں جانتا ہوں کہ آپ نہایت شوق سے سن رہے ہیں اور ہلنے کا نام تک نہیں لیتے مگر مجھے تقریر کرتے ہوئے تقریباً چار گھنٹے ہو چکے ہیں وقت زیادہ ہو گیا ہے میری طبیعت بھی قدرے علیل ہے اس لئے میں آج اسی پر اکتفا کرتا ہوں کہ اپنے مضمون کو یہاں پر ہی ختم کرتا ہوں۔ یار زندہ صحبت باقی کل پھر سہی۔ (والسلام)

دوسرا لیکچر ۔ ۸ رجون سنہ ۱۹۲۳ء

مقام باغ موچی دروازہ لاہور ۔ وقت ۹ بجے سے ۱۱ بجے رات

صدر جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب ایم بی اسسٹنٹ سرجن لاہور

مضمون

ہندوستان میں اسلام کیوں پھیلا

برادران اسلام السلام علیکم

میں کل آپکو بتا چکا ہوں کہ اسلام دنیا میں کیوں آیا؟ آج میرے لیکچر کا مضمون یہ ہے کہ ہندوستان میں اسلام کیونکر پھیلا؟ پیشتر اس کے کہ مضمون کو شروع کروں میں تمہیدی ریمارکس کے طور پر آپکی خدمت میں یہ عرض کر دینا چاہتا ہوں کہ لاہور کے روزانہ ہندو اخبارات نے آج کل مسلمانوں انکے بزرگوں اور شاہان اسلام کو گالیاں دینے ان پر جھوٹے حملہ کرنے اور انکو بدنام کرنے کا طریقہ اختیار کر رکھا ہے وہ نہایت ہی قابل افسوس ہے اگر یہ لوگ کوئی اصولی بحث کرتے یا تاریخی مضامین پر قلم اٹھاتے تو ان کا جواب دینے میں ہمیں بھی کچھ مزا آتا مگر افسوس کی بات تو یہ ہے کہ یہ لوگ نہایت ادنے درجہ کے سوقیانہ حملے کرتے دیکھے جاتے ہیں مثلاً لاہور کا روزانہ پولیٹیکل ہندو اخبار جس کا نام بندے ماترم ہے اور جو ہندوؤں میں بڑا اچھی ٹ کا ذمہ دار اخبار سمجھا جاتا ہے اپنے ایک لیڈنگ نوٹ میں مجھے ذلیل ترین گالیاں دیتا ہوا لکھتا ہے کہ میں عرصہ تک ہندوؤں کے ٹکڑے کھاتا رہا اور کہ زمیندار وغیرہ اخبارات کو میرے مضامین شائع

نہیں کرنے چاہئیں ۔ یہ بھی مسلمانوں کو چاہئے کہ مجھے منہ نہ لگائیں وغیرہ وغیرہ ۔ برادران اسلام کیا آپکو معلوم ہے کہ زمیندار یا دیگر مسلمان اخبارات میں میرا وہ مضمون کونسا تھا جس پر بندے ماترم اس قدر گھبرایا ہے ۔ آپکو معلوم ہوگا کہ بندرا بن میں جو ان ہی دنوں میں شدھی کے متعلق کانفرنس ہوئی تھی اس کے صدر شاہپور کے مہاراجہ صاحب تھے مہاراجہ صاحب نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ مسلمان ہمکو دھمکی دے رہے ہیں کہ اگر تم شدھی کی تحریک کو بند نہیں کرو گے تو ہم گائے کی قربانی پر زور دیں گے مگر میں ہندوؤں سے کہتا ہوں کہ ہمیں مسلمانوں کی اس دھمکی سے ڈر کر شدھی کی تحریک بند نہیں کرنی چاہئے کیونکہ اگر ہم نے یہ تحریک بند کر دی تو ہم ہمیشہ کیلئے غلام بنے رہیں۔ برادران اسلام! مہاراجہ صاحب شاہپور کے اس بے بنیاد الزام کے جواب میں میں نے اخبارات میں یہ مضمون شائع کروایا تھا کہ مہاراجہ صاحب کا یہ خیال کہ مسلمان گائے کی قربانی ہندوؤں کی دل آزاری کی خاطر کرتے ہیں یا بطور دھمکی کے گائے کا گوشت کھاتے ہیں بالکل غلط خیال ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اسلام میں گائے کی قربانی مذہبی شعار ہے اور اس کا گوشت ہونیکے علاوہ تا بھیڑ بکری کے گوشت سے سستا بھی ملتا ہے چونکہ ہندو لوگ کثرت سے بھیڑ بکری کا گوشت کھانے لگ گئے ہیں اور وہ مہنگا ہو گیا ہے اس لئے تعجب نہیں کہ مسلمان بھیڑ بکری کے مہنگے گوشت کو ترک کر کے گائے کا سستا گوشت زیادہ مقدار میں کھانے لگ جائیں دوسری بات یہ بھی ہے کہ مسلمان غریب قوم ہے ان دیگر تحریکوں کے علاوہ آج کل فتنہ ارتداد کی تحریک کا بوجھ بھی آ پڑا ہے انکو سینکڑوں مبلغین رکھنے پڑے ہیں جنکی تنخواہوں اور اخراجات کا بوجھ غریب مسلمانوں پر پڑا ہے تعجب نہیں کہ مسلمان اس بوجھ کو ہلکا کرنیکی خاطر جو کہ ہمارے ہندو دوستوں کی مہربانی کا نتیجہ ہے اس بات پر غور کرنیکے لئے مجبور ہوں کہ کیوں نہ اپنی ہنڈیا میں ذرا سی تبدیلی کر دیں اور بجائے ۸ آنے سیر بھیڑ بکری کا گوشت کھانے کے ۲ والا گائے کا گوشت کھا کر گذارہ کر لیں اگر ایک کروڑ مسلمان

بھی اپنی ہنڈیا میں ایسی تبدیلی کرلینگے تو ظاہر ہے کہ انکو ۲۵ لاکھ روپیہ روزانہ یا ۷½ کروڑ روپیہ
ماہوار یا ۹۰ کروڑ روپیہ سالانہ کی بچت صرف ہنڈیا کی تبدیلی سے ہو سکتی ہے اور وہ اس بچت سے
فتنۂ ارتداد کے انسداد میں نہایت کامیابی سے کام کر سکتے ہیں میں کہتا ہوں اگر مسلمان ایسی
کفایت شعاری سے کام لیں تو اس میں ہندوؤں کی کونسی دل آزاری ہے یا انکو کونسی
دھمکی ہے جسکا مہاراجہ شاہ پور نے اپنے لیکچر میں ذکر کیا ہے برادران اسلام! مختصر الفاظ میں
یہی میرا مضمون تھا جس میں میں نے مسلمانوں کو کفایت شعاری کی نصیحت کی تھی اور جسے
کو مختلف مسلم اخبارات نے اپنے کالموں میں شائع کر دیا تھا اب اس مضمون پر جو ایک ہندو مہاتما جی
کی طرف سے بے بنیاد الزام کی تردید میں لکھا گیا تھا جو کہ اس نے مسلمانان ہند کے سر پر تھوپا تھا
بندے ماترم جیسے ذمہ دار اخبار کا سوقیانہ الفاظ میں مجھے گالیاں دینا کہاں کی شرافت ہے ہاں اس
کا یہ کہنا کہ میں عرصہ تک ہندوؤں کے ٹکڑے کھاتا رہا تو میں اس سے کب انکار کرتا ہوں بلکہ میں تو
اب بھی یہ کہنے کے لیے تیار ہوں کہ لالہ صاحب ٹکڑے کھاتا رہا کا کیا مطلب میرے گھر کی ہنڈیا
تو اب بھی ہندو بھائیوں کے ہی طفیل سے تیار ہوتی ہے۔

برادران اسلام! یہ تو ہوئی بندے ماترم اخبار کی کیفیت اب ذرا آیئے میں آپکو اس کیسری
اخبار کی حقیقت سناؤں جس کا میں نے کل بھی اپنے لیکچر میں ذکر کیا تھا اس اخبار نے اپنے
۹ اور ۱۱ اپریل کے پرچہ میں ایک شخص وشنو شرما ایم۔ اے کے دو مضامین شائع کیے تھے
جن کو میں نے اپنی کتاب کفر توڑ کے شروع میں نقل کر دیا ہے یہ مضامین کسی قسم کی
دل آزادی میں ہیں اس بات کے ثبوت میں ان کو تھوڑا حصہ آپکو پڑھکر سناتا ہوں وشنو شرما
۹ اپریل کے کیسری میں لکھتا ہے مسلمانوں نے دنیا میں اور خاصکر ہندوستان میں جو
ترقی کی ہے وہ صرف تلوار کی وجہ سے ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ اہل اسلام نے اپنے
دیوانہ وار مذہبی جوش سے اپنے اندر اس قدر سپرٹ پیدا کر لی ہے کہ وہ اپنے مذہب کی تبلیغ
اشاعت میں عظیم مشکلات کا سامنا بڑی مردانگی سے کرتے رہے ہیں مگر سوائے چند متعصب

مورخوں کے کوئی تواریخ داں اس بات سے انکار نہیں کر سکتا ہے کہ دین محمدی کی نشوونما
تلواروں کے سایہ تلے ہوئی ہے ہندوستان میں انھوں نے صرف اسی نمائش سے ہی سینکڑوں
ہندوؤں کو اسلام کے جھنڈے تلے لے لیا اور جنھوں نے اپنے آبائی دھرم کو ترک کرنے سے انکار
کیا انکو تلوار کے گھاٹ اتارا پنجاب مشرقی بنگال صوبہ گجرات سندھ دہلی اور آگرہ کے علاقہ
میں جن مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے یہ وہ علاقہ ہیں جن میں مسلمانوں کی زبردست سلطنتیں قائم
تھیں اور جہاں انھوں نے زبردستی ہندوؤں کو دین محمدی قبول کرنے کے لیے مجبور کیا مثلاً مدراس
مہاراشٹر وغیرہ وغیرہ جو کہ انکی حکومتوں سے دور تھے وہاں مسلمانوں نے بالکل زور نہیں پکڑا اس
سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ بہت سے ہمارے بھائی ہندوؤں کی غلطی کا بھی
شکار ہوئے ہیں جن لوگوں نے مسلمانی رواج ہیں ذراسی بھی لغزش کی ہندوؤں نے انھیں
برادری سے باہر کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ وہ لوگ اپنے بھائیوں سے تنگ آئے ہوئے نہ صرف
آپ تپت ہوئے بلکہ اپنے رشتہ داروں اور برادری تک کو پتت کرنے کا ذریعہ بنے۔ موجودہ
زمانہ کے ہندی مسلمان ان ہندوؤں کی اولاد ہیں جو

(۱) مسلمان راج میں زبردستی مسلمان بنائے گئے۔

(۲) ہندوؤں کی غلطی کا شکار ہوئے۔

(۳) جنھوں نے زن۔ زر۔ یا عہد کی خاطر اپنے دھرم کو تلانجلی دے دی

(۴) وہ جو اپنے مذہب کی بےخبری سے اور مسلمانی تعلیم خاصکر صوفی فقیروں کے اثر سے اپنے دھرم کو
چھوڑ گئے یہ باتیں سوائے ان لوگوں کے جنھوں نے تعصب کے چشمے اپنی آنکھوں میں لگائے ہوئے
ہیں ہر ایک پر روز روشن کی طرح عیاں ہیں چند صوفی علماء اور فقراء کو چھوڑ کر مسلمانوں نے
کبھی اپنے مذہب کی پرامن طریقہ سے اشاعت نہیں کی انکی مذہبی تواریخیں اس سے لکھی ہوئی ہے
مسلمانوں سے پہلے جتنی جاتیاں ہندوؤں کے زیر اثر آئیں وہ دھرم کی جگیاسو تھیں انھوں نے
صاف دل سے ویدک دھرم کی تحقیقات کی اور آخر اس پر ایمان لائے لیکن مسلمانوں کی حالت

دگرگوں تھی وہ ہندوستان میں آئے ہی مذہب کی اشاعت اور لوٹ کے لئے تھے تلواروں کے ہاتھ میں تھی بجائے اس کے کہ وہ پر امن طریقہ سے اپنے مذہب کی سچائیاں لوگوں کو بتاتے انھوں نے زبردستی کرنی شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو لوگ ان سے متنفر ہو گئے اور اور اپنے دھرم کو شدھ رکھنے کے لئے مسلمانوں سے انھوں نے عدم تعاون شروع کر دیا انکے ہاتھ کا کھانا پینا بند کر دیا اور یہی سلوک ان لوگوں سے کیا جو ہندو سے مسلمان ہو گئے اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہندو لوگ مسلمانوں سے دور دور رہنے لگے حتیٰ کہ ان میں پرچار کرنا اور ان کو اپنے مذہب میں شامل کرنا اپنے مذہب کی ہتک سمجھنے لگ گئے اور نوبت یہاں تک پہونچی کہ اگر غلطی سے کسی ہندو نے مسلمان کی بُرائی کی خوشبو لے لی تو وہ بھی اپنے مذہب سے پتت سمجھا گیا!!

برادران اسلام! مجھے ضرورت نہیں کہ میں شرما جی کے پاس شرم سوز مضمون کو تمام و کمال پڑھکر سناؤں میں نے ان کو اپنی کتاب میں نقل کر دیا ہے آپ اس کا وہاں پر مطالعہ کر سکتے ہیں ہاں مگر تو میں نے اس کے چند فقرات اس لئے پڑھکر سنا دیئے ہیں تاکہ میں آپکو بتا سکوں کہ یہ لوگ کس طرح بیدردی سے ہمارے باپ دادوں کی عزت پر حملہ کر رہے ہیں ان لوگوں کے نزدیک ہمارے آباؤ اجداد ایسے بے عزت اور بے حیا تھے کہ وہ جہاں کہیں کسی عورت کا چہرہ دیکھ لیتے تھے وہاں ہی مسلمان ہو جاتے تھے یا وہ آباد ایسے اگدے تھے کہ کسی مسلمان نے ان کو روپیہ پیسہ دکھلایا اور وہ چوٹی جنیو کٹوا کر مسلمان ہو گئے یا وہ ایسے بزدل ڈرپوک تھے کہ ذرا کسی پٹھان نے چہرہ دکھلایا اور ان کی دھوتی لنگوٹی ڈھیلی ہو گئی اور انھوں نے جھٹ کلمہ پڑھ لیا گویا ان کے نزدیک نہ تو اسلام میں کوئی صداقت تھی نہ ہندو دھرم میں کوئی برائی پھر اسی پر اکتفا نہیں بلکہ یہ لوگ شاہان اسلام پر بھی نہایت بے بنیاد حملہ کر رہے ہیں اورنگ زیب علیہ الرحمۃ کے خلاف تو یہ لوگ ادھار کھائے بیٹھے ہیں جہاں دیکھو یہ لوگ بھی کہتے سنے جاتے ہیں کہ اورنگ زیب نے ہندوؤں کو زبردستی مسلمان بنایا ان کے مندر توڑے وہ ہر روز سوا من جنیو تڑوا کر روٹی کھایا کرتا تھا مگر ہندو لوگ تو حساب کتاب میں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں کیا انھوں نے کبھی

سوا من جنیو تڑوانے کی حقیقت میں بھی غور کیا ہے اگر انھوں نے نہیں کیا تو آپ غور کر سکتے ہیں اور حساب کے ذریعہ پتہ لگا سکتے ہیں کہ سوا من میں کتنے جنیو ہوئے سوا من میں ۵۰ سیر یا ۸۰۰ چھٹانک یا چار ہزار تولہ یا ۴۸ ہزار ماشہ ہوئے ایک جنیو کا وزن ایک ماشہ سے زیادہ نہیں ہوتا یہ میں اپنے ذاتی تجربہ کی بنا پر کہتا ہوں اس لئے کہ آریہ سماج نے مجھے جو جنیو پہنایا تھا وہ ایک ماشہ سے زیادہ وزن کا نہیں تھا گویا اورنگ زیب ہر روز ۴۸ ہزار جنیو تڑوایا یا بالفاظ دیگر ۴۸ ہزار ہندوؤں کو ہر روز مسلمان کرتا تھا اس حساب سے ۴۸ ہزار ضرب ۳۶۵ دن مساوی ہے ایک کروڑ ۷۵ لاکھ ۲۰ ہزار + ۴۹ سال مساوی ہے ۸۵ کروڑ ۸۴ لاکھ ۸۰ ہزار گویا اورنگ زیب نے اپنی ۴۹ سال حکومت میں تقریباً ۸۶ کروڑ یا ۸۶ کروڑ کم ایک عرب ہندوؤں کو مسلمان بنایا مگر ہندوستان کی کل ہندو آبادی اورنگ زیب کے زمانہ میں ۲۵ کروڑ سے زیادہ نہیں تھی اب ذرا ہندو بھائی وہاں ہمیں بتلا تو دیں کہ اورنگ زیب نے ۲۵ کروڑ کی آبادی میں سے ۸۶ کروڑ ہندوؤں کو کیونکر مسلمان بنایا لیکن مسلمانوں کی موجودہ آبادی پونے سات کروڑ کے قریب ہے ہمارے ہندو دوست ہمیں بتلائیں کہ اورنگ زیب نے جو ۸۶ کروڑ ہندوؤں کو مسلمان بنایا تھا ان میں سے باقی کے تقریباً ۸۰ کروڑ مسلمان ہندوؤں نے کہاں غائب کر دیے آیا مار ڈالے یا اغوا کر لئے یا شدھ کر لیئے یا کہیں چھپا دیئے اور پھر جب ۲۵ کروڑ ہندوؤں میں سے اورنگ زیب نے ۸۶ کروڑ ہندوؤں کو مسلمان بنا لیا تھا باقی ہندوستان میں کتنے ہندو رہ گئے اور وہ کیسے ہندو ہوئے؟؟

الجبرا کا قاعدہ ہے کہ اگر چھوٹی رقم میں سے بڑی رقم منہا کریں تو باقی رقم جو بچتی ہے وہ منفی کہلاتی ہے صاف ظاہر ہے کہ جب ۲۵ کروڑ ہندوؤں میں سے اورنگ زیب نے ۸۶ کروڑ کو مسلمان بنا لیا تو باقی جس قدر ہندو بچے وہ مثبت ہندو نہیں بلکہ منفی ہندو کہلانے چاہئیں تو کیا آج کل ہمیں یہ جتنے ہندو نظر آ رہے ہیں وہ الجبرا کے اس قاعدہ کے مطابق منفی ہندو ہیں یا مثبت؟ اور دیکھئے دنیا کی کل آبادی اورنگ زیب کے زمانہ میں

ایک ارب کے لگ بھگ تھی اس ایک ارب میں سے ہمارے ہندو دوستوں کے حساب کے مطابق اورنگ زیب نے ۸۶ کروڑ کو تو مسلمان بنالیا باقی کل ۱۴ کروڑ انسان دنیا میں رہ گئے ان ۱۴ کروڑ میں سے کتنے تو عیسائی تھے کتنے بدھ .... کتنے پارسی حالانکہ اکیلے عیسائیوں کی آبادی ۱۴۵ کروڑ اور بدھوں کی آبادی ۵۰ کروڑ کے لگ بھگ ہے برادران اسلام! یہ ہے حقیقت ان لوگوں کے بے بنیاد الزامات کی جو کہ یہ لوگ شاہان اسلام اور مسلمانان ہندوستان پر تھوپتے رہتے ہیں ابھی کل کا واقعہ ہے کہ لاہور کی گلی کوچوں میں ہندوؤں کی طرف سے نہایت جوش دار اشتہار چسپاں ہوا تھا کہ سکھوں نے فلاں جگہ ہندوؤں کے مندر کو گرادیا ہے اس پر غم وغصہ کا اظہار کرنے کے لئے حویلی نکائیں واقع وچھو والی میں ہندوؤں کا جلسہ ہوا اتفاق سے میں بھی اس جلسہ میں چلا گیا پنڈت گوپی ناتھ صاحب نے صدر جلسہ کی حیثیت سے تقریر شروع کی پنڈت صاحب نے سکھوں کی کچھ تو خوشامد کی اور کچھ دھمکیاں بھی دیں کہ اگر وہ سیدھے نہیں ہوں گے تو جس طرح انھوں نے گورو کے باغ کے لئے سینہ اڑا دیا گیا تھا اسی طرح ہندو بھی سکھوں کے برخلاف کریں گے وغیرہ اتنا تقریر میں بارش شروع ہوگئی ہندو میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے اور اکالی سکھ ڈٹ کر بیٹھے رہے میں بھی تماشا دیکھتا رہا کہ آخر میں معلوم تو ہو سکھوں نے کونسا مندر گرایا ہے بارش تھم گئی تو ہندو پھر جمع ہوئے پنڈت جی نے تقریر کا سلسلہ شروع کیا مگر دیر تک رونے دھونے کے بعد بقول کھودا پہاڑ نکلا چوہا مجھے اتنا معلوم ہوا کہ سکھوں کے کسی گوردوارہ میں ہندوؤں کی کوئی مورتی رکھدی تھی سکھوں نے اس کو وہاں سے اٹھوادیا بس اس کا نام رکھ لیا گیا کہ ہندوؤں کے مندر سکھوں نے گرادئے برادران اسلام! جب ہمارے سامنے مندر گرانے کی یہ حقیقت ہے تو غور کرو اورنگ زیب علیہ الرحمتہ پر یہ لوگ جو الزام لگارہے ہیں کہ اس نے ہندوؤں کے مندر گروادے تھے کہاں تک صداقت پر مبنی ہو سکتا ہے امر واقعہ تو یہ ہے کہ اکبر اور جہانگیر نے ہندوؤں کے تالیف قلوب کی جو پالیسی اختیار کی

تھی اس نے ہندوؤں کو اس قدر دلیر کردیا کہ ہندوؤں نے اکثر مقامات پر مسجدوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو تنگ کرنے لگ گئے مگر جب اورنگ زیب علیہ الرحمتہ کے دربار میں مسلمانوں کی طرف سے شکایتیں پہونچیں کہ فلاں جگہ ہندوؤں نے مسجد پر قبضہ کرکے اس کو مندر کی شکل دیدی ہے تو اس شیر اسلام نے بعد از تحقیقات حکم دیدیا کہ مندر کو توڑ کر بدستور سابق مسجد کی شکل میں کردو چنانچہ بنارس کے جس وشوناتھ کے مندر کا رونا ہندو روتے ہیں اس کی موجودہ شکل وصورت اس بات کی بدیہی شہادت ہے کہ وہ مسجد پر ہندوؤں کا قبضہ مخالفانہ تھا جو اٹھادیا گیا ہے مجھے اپنی آنکھوں سے بنارس میں ایک غیر آباد مسجد کے دیکھنے کا موقع ملا ہے صحن میں ہندوؤں نے شولنگ گاڑ دیا ہے اور بیل کی مورت کھڑی کردی ہے اب اگر کل کو کوئی تحقیقاتی کمیشن جاری ہو اور وہ کمیشن یہ رپورٹ کرے کہ جہاں شو کی مورتی یا بیل کھڑا ہے وہ جگہ مسجد کا صحن ہے اور مورتی کو وہاں سے ہٹادینا چاہئے اس پر اگر یہ شور مچائیں کہ دیکھو ہمارے مندر یا مورتی کو توڑ کر مسجد بنالی گئی تو ان کا یہ شور کیسا بے بنیاد اور فضول ہوگا دراصل ہندوؤں کا یہ قاعدہ ہے کہ جہاں کہیں قبضہ مخالفانہ جما ہو وہاں پہلے ایک پتھر رکھدو اور مشہور کردو کہ یہ شولنگ ہے گاہے گاہے اس پر پانی چھڑکتے رہو کبھی کبھی اس پر سندر اور تیل بھی ڈال دو آہستہ آہستہ اس کے اردگرد مٹی کا کوٹھڑا بنادو پھر ایک پوجاری کو وہاں گھنٹہ دیکر بٹھادو بس قبضہ مخالفانہ قائم ہوجائے گا مندر بن جائے گا پھر کس کی مجال ہے جو شولنگ کو وہاں سے ہٹا سکے مگر سوال یہ ہے کہ کیا اس قسم کا قبضہ جائز ہو سکتا ہے کیا آپ کے ہی شہر میں اس قسم کا مندر اور ایک سوامی دیانند ان ہی ہندو ایک فرقہ کا جس کو کہ گوکلئے گوسائیں کہا جاتا ہے بدیں الفاظ ذکر کرتے ہیں:-

یہ گوسائیں لوگ اپنے فرقہ کو پشٹی مارگ کہتے ہیں یعنی کھانے پینے تر و تازہ ہونے اور سب عورتوں کے ساتھ حسب دلخواہ عیش وعشرت یا بدفعلی کرنے کا نام پشٹی مارگ رکھا ہے مرد اپنے آپ کو کرشن مان کر سب کے سب سوامی بن بیٹھے ہیں

یہ کہتے ہیں کہ جتنی یہ داتی وہیں گولوک سے یہاں آتی ہیں ان کے ابھارنے
کے لئے لیلا پرشوتم پیدا ہوئے ہیں جب تک وہ ہمارا اپدیش نہ حاصل کرلیں
تب تک وہ گولوک میں داخل نہیں ہو سکتیں گولوک میں صرف شری
کرشن ہی مرد ہے باقی سب عورتیں۔ ان کا اصول یہ ہے کہ گوسائیں جی کو
سمرپن کئے بغیر اس کے چیلے کسی چیز کو نہ بھوگیں اس لئے ان کے چیلے اپنی
لڑکی اور دولت وغیرہ کو پہلے گوسائیں جی کے ارپن کرتے ہیں سمرپن کا
اصول یہ ہے کہ جب تک گوسائیں جی کی چرن سیوا میں سمرپت نہ ہو تب
تب اس کا خاوند اپنی بیوی کو نہ چھوئے اس لئے گوسائیوں کے چیلے پہلے
اپنی استری کو گوسائیں جی کی نذر کرکے پھر خود بھوگیں کیونکہ اگر مالک پہلے
بھوگ کرے تو پھر سمرپن نہیں ہو سکتا اول عورت وغیرہ گوسائیں جی کے
سمرپن کرکے اس سے دوبارہ حاصل کریں جب کوئی شخص گوسائیں جی
کی دعوت کرتا ہے تب گوسائیں جی اس کے گھر جاکر کاٹھ کی پتلی کی مانند
بیٹھا رہتا ہے اور عورت کی طرف خوب توجہ لگائے تکا رہتا ہے اور جس کی
طرف گوسائیں جی دیکھیں سمجھنا چاہئے کہ اس کی بڑی خوش قسمتی ہے سب
عورتیں گوسائیں جی کے پاؤں چھوتی ہیں جس عورت کو گوسائیں جی کا
دل چاہتا ہے یا جس پر انکی عنایت ہوتی ہے گوسائیں جی اس کی انگلی
پاؤں سے دبا دیتے ہیں وہ عورت اور اس کے خاوند وغیرہ اپنی خوش
قسمتی سمجھتے ہیں اور اس عورت کا خاوند وغیرہ بھی کہتے ہیں کہ گوسائیں جی
خدمت گذاری کے لئے جا اور جہاں کہیں اس کے خاوند وغیرہ خوش
نہیں ہوتے وہاں کٹنیوں سے مطلب پورا کرا لیتے ہیں کئی چیلے بیاہ میں
گوسائیں جی کو بلا کر ان ہی سے لڑکے لڑکی کا ہتھ لیوا کرتے ہیں گوسائیں جی

جسم پر عورتیں اپٹنا ملکر اس کو غسل کراتی ہیں گوسائیں جی نہانے کے بعد
اپنی دھوتی غسل کے پانی میں چھوڑ دیتے ہیں اس پانی سے اس کے تمام
چیلے چیلیاں آچمن کرتی ہیں خوب مصالحہ بھر کر پان کا بیڑا گوسائیں جی
کو دیا جاتا ہے وہ کچھ نگل جاتے ہیں اور باقی کا چاندی کے کٹورے میں
جسکو ان کا چیلا منہ کے نزدیک کر دیتا ہے بطور پیک کے اگلدیتے ہیں
اس پیک کی پرسادی بٹتی ہے اگر جہالت اور غلاظت کوئی چیز ہے تو
اس سے بڑھکر کیا ہوگی ہولی کے دنوں میں پچکاریاں بھر بھر کر عورتوں کی
اندام نہانی پر مارتے ہیں   ستیارتھ پرکاش صفحہ ۱۱-۲۱۲

سوامی دیانند ہندوؤں کے ایک اور فرقہ کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:-
شاکت مت والوں کی یہ شرتی ہے کہ:-
سہسر بھگ درشنان مکتی نا اتر کاریودر نا یہ   ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۷۲
مطبوعہ بنارس ۱۸۷۵ء

یعنی ہزار بھگ کے درشن کرنے سے ہی مکتی ہو سکتی ہے اس کے سوائے
مکتی کا کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہے یا دوسرے الفاظ میں ہزار عورتوں کے
ساتھ بدفعلی کرنا ہی ذریعہ مکتی ہے پھر سوامی دیانند ایسے ہندوؤں کا بھی
ذکر کرتے ہیں جن کا اعتقاد یہ ہے کہ اگر صبح کے وقت شیو یعنی لنگ کا درشن
کرلیا جائے تو رات کے کئے ہوئے گناہ دور ہو جاتے ہیں دوپہر کے وقت
لنگ کا درشن کرنے سے عمر بھر کے اور شام کے وقت کے درشن کرنے سے
سات جنموں کے گناہ دور ہو جاتے ہیں -

ستیارتھ پرکاش صفحہ ۳۶۷

برادران اسلام! آپ نے سن لیا کہ سوامی دیانند کیا فرماتے ہیں آپ نوٹ کرلیجئے کہ یہ میں اپنی

طرف سے نہیں کہتا بلکہ یہ سوامی دیانند کے الفاظ ہیں جو میں نے آپکے سامنے پڑھکر سنائے ہیں
میں ان کے لئے ذمہ وار نہیں ہوں بلکہ یہ سوامی دیانند کے الفاظ ہیں اور انکی ستیارتھ
پرکاش میں موجود ہیں یہ ستیارتھ پرکاش کوئی نئی کتاب نہیں چھپی ہے بلکہ عام طور پر
بازاروں میں بکتی ہے اردو گورمکھی میں موجود ہے غالباً انگریزی میں بھی اس کا ترجمہ ہو
چکا ہے میں نے یہ اقتباسات اس لئے آپکو پڑھکر سنائے ہیں تاکہ میں آپکو بتا سکوں کہ آج
وہ ہندو یا آریہ اخبارات جو ہمارے باپ دادوں پر الزام لگا رہے ہیں کہ انھوں نے تلوار کے
ڈر کر یا زن۔ زر زمین یا عہدوں کے لالچ میں آکر ہندو دھرم کو ترک کر دیا تھا اور مسلمان
ہو گئے تھے وہ کسقدر خطرناک غلط بیانی سے کام کر رہے ہیں اگر وہ اس قدر کمینہ اور دل آزار
حملے ہمارے باپ دادوں کی عزت پر نہ کرتے تو ہمیں ہرگز اس بحث میں پڑنے کی ضرورت نہ
ہوتی ہمارے باپ دادا اس وقت دنیا میں موجود نہیں ہیں ورنہ ہم ان سے پوچھ سکتے تھے
کہ آیا آپ نے تلوار کے ڈر کے مارے یا زن۔ زر زمین کے لالچ میں آکر ہندو دھرم کو ترک کیا تھا
یا اس کی وجوہات کچھ اور تھیں؟ مگر برادران اسلام! اگر ہمارے باپ دادا اس دنیا میں
موجود نہیں ہیں تو نہ ہوں ہمارے باپ دادا کے ننگ و ناموس پر مذکورہ بالا قسم کے
بدترین اور کمینہ ترین الزامات کے تراشنے والے ہندو یا آریہ اخبارات کے اڈیٹر صاحبان
تو ہمارے سامنے زندہ موجود ہیں ہم ان سے پوچھ سکتے کہ لالہ جی تم ذرا ہوش و حواس
سنبھالکر ہمیں اس بات کا جواب دو کہ تمہارے نزدیک ان دونوں باتوں میں سے
کونسی بات قابل قبول ہے آیا تم اسلام کی اس تعلیم کو اچھا سمجھتے ہو کہ ماں بہن بیٹی
چوہڑی چماری چنڈالی وغیرہ عورتوں کے ساتھ یا کسی بھی عورت کے ساتھ زنا کرنا گناہ
کبیرہ ہے یا تعلیم اس تعلیم سے جو زناکاری کو برا نہ سمجھتی ہو بہت اچھی ہے اچھا صاحب! جب
تم خود کہتے ہو کہ اسلام نے زناکاری کے برخلاف جو تعلیم دی ہے وہ نہایت اعلیٰ ہے تو
اس صورت میں اگر ہمارے باپ دادوں نے ایسی سوسائٹی یا ایسے ہندو فرقوں یا ایسی

کتابوں سے قطع تعلق کر کے جن کا ذکر کہ سوامی دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے
اور جن کو میں آپکے سامنے پڑھکر سنا چکا ہوں اسلام قبول کر لیا۔ تو کونسا گناہ کیا؟ پھر ہم اپنے
آریہ اور ہندو اخبارات کے اڈیٹروں سے یہ سوال بھی کر سکتے ہیں کہ بتاؤ تمہارے نزدیک اسلام
کی یہ تعلیم کہ شراب نوشی حرام ہے مردہ کا گوشت کھانا حرام ہے پیشاب پاخانہ کھانا پینا حرام
پانی میں مٹی گھولکر پینا حرام ہے وغیرہ وغیرہ یہ تعلیم اچھی ہے یا وہ تعلیم جس کا ذکر سوامی دیانند
نے مختلف ہندو کتب کے حوالجات کی بنا پر اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں کیا ہے اور
جس کو میں آپ کے سامنے پڑھکر سنا چکا ہوں یقیناً ہمارے آریہ اور ہندو اخبارات کے
اڈیٹر صاحبان یہی جواب دیں گے کہ شراب اور فسق و فجور وغیرہ کے برخلاف اسلام کی تعلیم نہایت
اعلیٰ ہے اور کہ جس تعلیم کا سخت قابل اعتراض ہے۔ بہت اچھا صاحب۔ اب آپ ہمکو یہ
بتلائیں کہ آیا اسلام کی یہ تعلیم اعلیٰ ہے کہ غیر محرم مرد اور غیر محرم عورتیں آپس میں ایک دوسرے
کا چہرہ تک نہ دیکھیں اور عورتیں جب باہر جائیں تو اپنے چہرہ کو ڈھانک کر چلیں مرد
اپنی آنکھوں کو نیچا رکھیں وغیرہ وغیرہ اسلام کی یہ تعلیم اعلیٰ ہے یا وہ تعلیم اچھی ہے جس میں
سوامی دیانند نے ہندوؤں کے چولی مارگ یا بیج مارگ یا پیرہ ہی چکر یا بھیرو شاکت اور
گوکلئے گوسائیں وغیرہ کی کتب کے حوالہ جات سے ہمیں ان کی اندرونی حالت سے
آگاہ کیا ہے کیا ایسے فرقوں کی یہ تعلیم آپکے نزدیک قابل قبول ہے یقیناً ہمارے آریہ اور
ہندو اخبارات کے اڈیٹر بھی جواب دیں گے کہ مقدم الذکر تعلیم موخر الذکر سے بہت اعلیٰ ہے
برادران اسلام! جب ہمارے آریہ اور ہندو اخبارات کو بھی یہ جرأت نہیں ہے کہ وہ اسلام پاک
کی تعلیم کی صداقت اور خوبی سے اس تعلیم کے ہیں کہ جس پر سے سوامی دیانند نے پردہ
اٹھایا ہے انکار کر سکیں تو پھر ان لوگوں کی یہ کسقدر خیرہ چشمی ہے کہ باوجود ان واقعات کے
جانتے ہوئے یہ لوگ ہمارے باپ دادوں پر بھی الزام لگا رہے ہیں کہ انھوں نے تلوار کے
ڈر سے یا زن۔ زر زمین کے لالچ سے ہندو دھرم ترک کر دیا تھا اچھا صاحب اگر دلیل کی

پر تمھارا یہ خیال درست تسلیم کر لیا جاوے تو ہم تم سے ایک دوسرا سوال کرتے ہیں۔ مان لو کہ تمھارے باپ دادوں نے تلوار کے ڈر سے ہندو دہرم کو ترک کر دیا تھا مگر تم یہ بتاؤ کہ سوامی دیانند کے سر پر کون سی اسلامی تلوار تھی کہ اس نے بھی ہندو دہرم کو ترک کر دیا اور اس نے ہندوؤں کی بت پرستی شیرادہ نیرتھفہ پرانوں برہمنوں انکے تنتر گرنتھوں ان کے مختلف فرقوں کی اندرونی حالت کو ایسے الفاظ میں طشت از بام کیا ہے کہ کوئی مسلمان کیا کرے گا؟ بتاؤ سوامی دیانند نے ہندو دہرم کی ایسی تعلیم کو کیوں چھوڑا ہے سکھوں کے گوروؤں نے اور خود سکھوں نے ہندو دہرم کی ایسی باتوں کو اور ہندو سوسائٹی کو ترک کر کے کیوں اپنے لئے علیحدہ راستہ بنا لیا کیا ان کے سر پر بھی کوئی اسلامی تلوار لٹک رہی تھی کہ جس سے ڈر کر سکھوں کے گوروؤں نے ہندو دہرم کو ترک کر دیا؟ پھر برہمو سماج کے لیڈروں نے اور خود برہمو سماج نے ہندوؤں کی ایسی تعلیم سے کیوں منہ موڑ لیا کیا ان کے سر پر بھی کوئی اسلامی تلوار تھی؟ پھر آریہ سماج کے سینکڑوں ہزاروں لاکھوں ممبروں نے ہندوؤں کی ایسی تعلیم سے کیوں تعلق توڑ لیا کیا ان کے سر پر بھی کوئی اسلامی تلوار اٹھی تھی آریہ اور ہندو اخبارات کے ایڈیٹر صاحبان خواہ بڑی چوٹی کا زور لگائیں مگر ہمارے ان سوالات کا جواب ان کو نفی میں ہی دینا پڑے گا۔

برادران اسلام! ایسی صورت میں کیا یہ اخبارات کے لئے شرم کا مقام نہیں ہے کہ اگر کوئی شخص ہندو دہرم یا ہندو سوسائٹی کی اندرونی کمزوریوں کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتا ہے تو وہ اس پر تو یہ الزام لگاتے ہیں کہ وہ تلوار سے ڈر کر یا زن۔ زر۔ زمین کے لالچ سے ہندو دہرم کو ترک کر بیٹھا لیکن اگر سوامی دیانند ہندوؤں کی ایسی تعلیم کو نہ صرف یہ کہ ترک کر دے بلکہ سے کھلے الفاظ میں طشت از بام کر کے دوسرے لوگوں کو بھی اس تعلیم سے بچنے کی دے تو اس کو یہ لوگ رشی۔ مہرشی۔ آدتیہ۔ برہمچاری۔ یوگی۔ مہایوگی۔ آچارج۔ جگت پروانک۔ ہندو قوم کا لیڈر۔ آریہ ورت کا سورج اور خدا معلوم کیا سے کیا بنا ڈالیں اور بنا رہے ہیں اگر

پرانوں کی تعلیم سے متنفر ہو کر ایک شخص مسلمان ہو جائے تو ہمارے دوست ان کو زن پرست زر پرست بے غیرت بے حیا بے وقوف قرار دیتے ہیں لیکن اگر پنڈت لیکھرام پرانوں کی تعلیم سے متنفر ہو کر ان کے بخیے ادھیڑ ڈالے یا سوامی شردھانند پرانوں کی تعلیم کو کلیات آریہ سافر کی شکل میں دس دس ہزار کے اڈیشنوں میں شائع کر کے طشت از بام کر دے تو وہ ان کو شہید قوم فنا فی القوم ہندو قوم کا محافظ وغیرہ خطاب دیں؟ کیا یہی ان لوگوں کی حق پسندی اور انصاف پروری ہے۔ برادران اسلام! امر واقعہ تو یہ ہے کہ ہمارے باپ دادوں نے ان ہی وجوہات کی بنا پر ہندو دہرم کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا جن وجوہات کی بنا پر کہ سوامی دیانند یا سکھوں کے گوروؤں یا برہمو سماج کے ممبروں نے ہندوؤں کے پرانوں وغیرہ کی تعلیم کو ترک کر کے اپنے لئے الگ راستہ بنا لیا لیکن اگر ہم تواریخ میں ذرا گہرا جانے کی کوشش کریں تو ہمیں مذکورہ بالا وجوہات کے علاوہ ایسی وجوہات بھی نظر آئیں گی۔ جن کی بنا پر ہمارے باپ دادا ہندوؤں سے الگ ہو کر مسلمان ہو گئے مثلاً ہندوستان میں ستی اور دختر کشی کی رسم موجود تھی نیوگ کا بھی رواج تھا دیوتاؤں پہ انسانوں کو قربان کیا جاتا تھا جیسا کہ سوامی دیانند کے مذکورہ بالا حوالجات سے ثابت ہوتا ہے ان باتوں کے علاوہ سوامی دیانند ایک ایسی بات پر سے بھی پردہ اٹھاتے ہیں جو ہمارے لئے درحقیقت سخت حیران کرنے والی ہے اور جس پر یقین کرتے ہوئے جھجک محسوس ہوتی ہے اور حیرت ہوتی ہے کہ کیا ایسی باتیں بھی اس ملک میں موجود تھیں چنانچہ سوامی دیانند اپنی ستیارتھ پرکاش میں اس بات کا بدیں الفاظ تذکرہ کرتے ہیں۔

سنتے ہیں کہ اس ملک میں گورکھپور کا ایک راجہ تھا پوپوں نے یگیہ کرایا اور اسکی پیاری رانی کا سماگم (دلی) گھوڑے کے ساتھ کرایا جس سے وہ مر گئی اس پر وہ راجہ دنیا چھوڑ کر سلطنت اپنی لڑکے کو سونپ کر سادھو ہو کر پوپوں کی قلعی کھولنے لگا ستیارتھ پرکاش

برادران اسلام! آپ نے سن لیا کہ سوامی دیانند صاحب کیا فرماتے ہیں خوب یاد رکھئے اور نوٹ
کر لیجئے کہ یہ میں نہیں کہتا بلکہ سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں کہ پوپو نے گورکھپور کے راجہ کی
رانی کا سماگم یعنی وطی گھوڑے سے کروایا جس سے مر گئی پوپ سے مراد سوامی دیانند اپنی
ستیارتھ پرکاش میں ایسے برہمنوں سے لیتے ہیں جو بت پرست وغیرہ ہوں چنانچہ انھوں
نے ستیارتھ پرکاش کے صفحہ ۳۱۶ پر پوپ کی یہی تشریح کی ہے اگر سوامی دیانند کے مذکورہ
بالا حوالہ کو درست تسلیم کر لیا جاوے تو یہ کہنا پڑے گا کہ جس زمانہ میں ہمارے باپ دادوں
نے ہندو دہرم کو ترک کر کے اسلام قبول کیا تھا اس زمانہ میں بقول سوامی دیانند تعزیرات
ہند دفعہ ۳۷۷ کی خلاف ورزی بھی اس ملک میں کی جاتی ہے ورنہ سوامی دیانند کو یہ لکھنے
کی کیا ضرورت تھی کہ پوپو نے گورکھپور کے راجہ کی رانی کا سماگم گھوڑے سے کروایا اور وہ
مر گئی اس پر اکتفا نہیں بلکہ سوامی دیانند نے اپنی ستیارتھ پرکاش صفحہ ۴۴۹ پیراگراف ۱۰
اور صفحہ ۱۵۱ پیراگراف ۸ میں پھر اس بات کا حوالہ دیا ہے کہ کس طرح یجمان کی عورت گھوڑے
سے وطی کرے نہ صرف یہی بلکہ سوامی دیانند رگوید آدی بھاشیہ بھومکا میں ایسے وید منتر درج
کئے ہیں جن کا ترجمہ ہندوؤں کے پنڈت مہیدھر نے عورت کا گھوڑے کے ساتھ وطی کرنا لکھا
ہے سوامی دیانند نے اپنی اس کتاب میں ان منتروں کا ہندی میں اور آریہ سماج کے لیڈر
بابو تہال سنگھ نے سوامی دیانند کی اس کتاب کا اردو میں ترجمہ کرتے ہوئے ان ہی منتروں
کا ترجمہ صفحہ ۲۰۲، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷ پر فارسی میں کیا ہے مگر میں ان کا ترجمہ آپکے سامنے
نہ اردو میں پڑھ سکتا ہوں نہ ہندی میں بلکہ میں نے اپنی کتاب میں ان منتروں کو عربی
میں پوشیدہ کر دیا ہے تاکہ عربی داں اصحاب یا ہمارے مبلغین ہی بھید کے اس بھید سے
واقف ہو سکیں یہاں پر میرا مدعا صرف اسی قدر ہے کہ اگر سوامی دیانند کی شہادت کو
درست تسلیم کر لیا جاوے تو ہمیں ماننا پڑے گا کہ جس زمانہ میں ہمارے باپ دادوں
نے ہندو دہرم یا ہندو سوسائٹی سے قطع تعلق کیا تھا اس زمانہ میں اس ملک میں ۳۷۷

کی خلاف ورزی بھی بقول سوامی دیانند پوپوں یا برہمنوں کے نزدیک کوئی گناہ نہیں
تھا لیکن اس بیان کی تمام ذمہ داری سوامی دیانند کے سر پر ہے کہ گورکھپور کے راجہ کی
رانی کا سماگم اس ملک کے برہمنوں نے گھوڑے کیساتھ کروایا جس سے وہ مر گئی۔
برادران اسلام! اگر اسٹیم انجن کی دریافت کا کریڈٹ جارج سٹیفنسن کو اور گراموفون کی ایجاد
کا کریڈٹ ایڈیشن کو یا وائرلیس ٹیلیگرافی کی دریافت کا کریڈٹ مارکونی کو یا امریکہ کی دریافت
کا کریڈٹ کولمبس کو دیا جا سکتا ہے تو اس عجیب و غریب تواریخی دریافت کا کریڈٹ کہ
گورکھپور کے راجہ کی رانی کا سماگم پوپوں یعنی برہمنوں نے گھوڑے سے کروایا اور وہ مر گئی
یا اس سے بھی بڑھکر اس عجیب انکشاف یا دریافت کو روشنی میں لانیکا کریڈٹ کہ ہندوؤں
کے پنڈت مہیدھر آچارج نے وید کے بعض منتروں کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ یجمان اپنی عورت
کا گھوڑے سے سماگم کروائے اور اگر کسی کو دیا جا سکتا تو وہ صرف سوامی دیانند ہیں ان سے پیشتر
ہم ہیں سے کسی کو بھی یہ علم نہیں کہ ویدوں میں ایسے منتر بھی ہیں جن کا ترجمہ ہندو پنڈتوں نے
ایسا کیا ہے جن میں تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۷۷ کی خلاف ورزی کی تعلیم دی گئی ہے۔
برادران اسلام! ان باتوں میرا مدعا ہرگز یہ نہیں ہے کہ ہم ہندوؤں پر کسی قسم کا آوازہ کسیں یا
ان پر تمسخر اڑائیں یا ان کی کسی قسم کی دل آزاری کریں یا ان سے دل لگی کریں نہیں بلکہ
میرا مدعا ان باتوں کے بیان کرنے سے صرف اسیقدر ہے کہ میں ان آریہ ہندو اخبارات کو
جو ہمارے باپ دادوں پر یہ الزام لگا رہے ہیں کہ انھوں نے زن۔ زر۔ زمین کے لالچ
سے یا تلوار سے ڈر کر ہندو دہرم یا ہندو سوسائٹی سے قطع تعلق کر لیا تھا یہ جواب دوں
کہ ان کا ہمارے باپ دادوں پر اس قسم کے الزامات لگانا سراسر غلط اور بے بنیاد ہے
اور کہ ہمارے باپ دادوں نے مذکورہ بالا لالچوں کی بنا پر ہندو دہرم ترک نہیں کیا تھا
انھوں نے اس قسم کی خرابیوں کو دیکھکر جن کا ذکر کہ سوامی دیانند نے بھی اپنی کتابوں
میں کیا ہے ہندو دہرم کو ترک کر دیا تھا اور وہ اسلام کی خوبیوں کو دیکھکر مسلمان ہوئے تھے

اگر ہمارا یہ جواب کیسری، پرتاپ ملاپ اور بندے ماترم اخبارات کے اڈیٹروں کی تسلی کا موجب نہ ہوں تو میں ان سے سوال کروں گا کہ کیا تمہارے نزدیک سوامی دیانند نے ستیارتھ پرکاش میں ہندو یا پورانک دھرم کے متعلق جو کچھ نکتہ چینی کی ہے وہ غلط ہے یا صحیح؟ میں دعویٰ سے کہہ سکتا ہوں کہ پرتاپ، کیسری، ملاپ، بندے ماترم کے اڈیٹروں کو جو آئے دن مسلمانان ہند اور شاہان اسلام کو بدنام کرتے رہتے ہیں ہرگز ہرگز یہ کہنے کی جرأت نہ ہوگی کہ سوامی دیانند نے ہندوؤں کی بت پرستی شرادھ نیز تیرتھ پورانوں برہمنوں وغیرہ کے برخلاف جو کچھ لکھا ہے وہ غلط ہے بلکہ وہ یہی کہیں گے کہ سوامی دیانند نے جو کچھ لکھا ہے وہ ٹھیک ہے تو پھر جس صورت میں کہ وہ خود اس بات کا اقبال کرتے ہوں کہ ہندو دھرم اپنی ان برائیوں کے جن کا کہ سوامی دیانند نے خاکہ اڑایا ہے قبولیت کے قابل نہیں ہے تو وہ ہمارے باپ دادوں پر جنہوں نے ایسے ہی برائیوں کی وجہ سے ہندو دھرم کو ترک کر دیا تھا آج بے بنیاد الزامات لگا کر بدنام کیوں کر رہے ہیں اور مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث کیوں ہو رہے ہیں۔

برادران اسلام! بات در اصل یہ ہے کہ ہمارے ان آریہ یا ہندو اخبارات کو اس بات کی پرواہ نہیں ہے کہ وہ سچ کہتے ہیں یا جھوٹ بلکہ ان کا مدعا تو یہ ہے کہ کسی طرح ان کو ہندوؤں سنسنی خیز مضامین اور لڑائی دنگے کی خبریں ملتی رہیں جس سے ان کے اخبارات کی اشاعت خوب ہوتی رہے اور ان کو ٹکہ ملتا رہے جب تک مہاتما گاندھی جیل سے باہر تھے اور گورنمنٹ کے ساتھ نا تعاون کی تحریک زوروں پر تھی تب تک تو ان اخبارات کی چاندی رہی مگر مہاتما جی کے جیل میں چلے جانے یا تحریک عدم تعاون کے کمزور پڑ جانے سے ان اخبارات نے اپنے لئے فتنۂ ارتداد کا مضمون ڈھونڈھ لیا اور وہ مسلمانوں کے اوپر برسنے لگ پڑے۔

برادران اسلام آپ یہ سنکر حیران ہو جائیں گے کہ میں جب اللہ سیانہ سے لاہور آ رہا تھا

تو امرتسر کے اسٹیشن پر میں اپنی گاڑی سے باہر نکلا اور پانی کے نلکے پر کھڑا منہ دھو رہا تھا کسی نے مجھے آواز دی کیا غازی صاحب ہیں؟ میں نے اس آواز کو سنا مگر یہ خیال کر کے کہ کوئی امرتسر کا فسادی ہوگا میں نے اس طرف توجہ نہ کی مگر میرے کان میں پھر وہی آواز آئی کیا غازی صاحب ہیں میں نے جب پیچھا مڑ کر دیکھا تو ان ہی لاہور کے روزانہ ہندو اخبارات میں سے ایک اخبار کے اڈیٹر صاحب کو غازی صاحب غازی صاحب کہتے سنا خیر ہم دونوں کے آپس میں ہاتھ ملے اور وہ شخص میرے ساتھ ہی گاڑی میں بیٹھ گیا میں نے گاڑی چھوٹتے کے ساتھ ہی ان سے پوچھا۔ کہو جناب! آج کل تو آپ کی خوب چاندی ہو رہی ہے اخبارات بڑے گرما رہے ہیں آپکی پانچوں گھی میں اور سر کڑاہی میں ہے آپ لوگوں نے شدھی کا میدان گرم کیا ہے خوب جو طوفا گرم کر رکھا ہے وہ صاحب بولے کہ روزانہ اخبارات محض زندگی کے دن پورے کر رہے ہیں جب سے ترک موالات یا سول نافرمانی کی تحریک بند ہوئی تب سے اخبارات بھی مر چکے ہیں اگر شدھی کی تحریک شروع نہ ہو گئی ہوتی تو کوئی ہمارے اخبارات کو ردی پیپر کے طور پر بھی استعمال نہ کرتا میں نے کہا تب تو شدھی کی تحریک آپکے حق میں بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا ثابت ہوئی کیسری نے تو گائے کی طرح مست ہو کر ایسی دم کھڑی کر رکھی ہے کہ جدھر دیکھو گلی کوچوں میں کیسری ہی کیسری ہو رہی ہے آٹھ دس ہزار سے کیا کم چھپتا ہوگا وہ صاحب ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ آپ کس دنیا میں ہیں آٹھ دس ہزار کا زمانہ مہاتما جی کے ساتھ ہی چلا گیا اب تو سوائے پرتاپ کے کسی کی بھی اشاعت ۵ ہزار سے زیادہ نہیں ہے میں نے کہا کہ پھر تو یہ وہی مثل ہوئی کہ تیلی نے خصم کیا مگر پھر بھی روکھا ہی کھایا آپ لوگوں نے ہندو مسلم اتحاد کو بھی خاک میں ملا دیا مگر پھر بھی سوکھے ہی کھانے پڑے اس پر وہ صاحب ہنس پڑے اور بات کو ٹال کر کہنے لگے کہ سنا ؤ اب تو آپ نے حلیہ ہی بدل لیا ہے مونچھیں بڑھا لی ہیں میں نے بھی مذاقاً کہا کہ میرے سر پر جو چوٹی ہوتی تھی اس کو کاٹ کر اس کی مونچھیں بنا لی ہیں مگر آپکے سر پر ابھی

تک وہی چوٹی چوہے کی طرح ہل رہی ہے کہو دوست اس کو کب کاٹو گے دیکھو سوامی شردھانند
نے تو اپنی چوٹی کاٹ ڈالی اور جنیو توڑ ڈالا مگر تم لوگ ابھی تک ان چار بالوں اور تین دھاگوں
کی خاطر مسلمانوں کو تنگ کر رہے ہو برادران اسلام! ہم اسی طرح مذاقاً آپس میں گفتگو کرتے
لاہور پہونچ گئے میرا مطلب اس کے سنانے سے یہ ہے کہ یہ جو بعض ہندو روزانہ اخبارات
آئے دن مسلمانوں پر برستے رہتے ہیں یہ کسی اصول کو لیکر نہیں بلکہ محض ٹکڑے کی خاطر
وہ ایسا کر رہے ہیں ورنہ وید یا ہندو دھرم سے ان کو جتنا پیار ہے شغف ہے وہ
میں خوب جانتا ہوں مجھے یاد ہے کہ گذشتہ سے پیوستہ سال مجھے ایک ضروری کام کے لئے
بھوپال جانا تھا لودھیانہ سے میرے ساتھ ایک بڑے تیز طرار چرب زبان ہندو صاحب
بھی ساتھ ہوئے جو کانگریس کے بڑے کارکن تھے جب ہم دونوں متھرا کے اسٹیشن پر
پہنچے تو وہ صاحب کہنے لگے کہ آؤ ذرا متھرا کی سیر کرتے چلیں میں نے بھی کہا کیا ہرج ہے
چلو متھرا جنم لوک سے نیاری ہی سنتے چلے آرہے ہیں آج ذرا دیکھ بھی لیں چنانچہ ہم
دونوں وہاں اتر گئے اور خلافت کمیٹی کے دفتر میں جا ٹھہرے شام کے وقت ہم کشتی میں
بیٹھکر جمنا سے دوسری طرف بھرپور کے گھاٹ پر نہانے کے لئے گئے خوب اشنان کیا غوطے
لگائے تیرے اور نہا دھو کر چلے آئے مگر جمنا جی میں نہانے کا ہمیں کچھ ایسا مزہ آیا کہ ہر
روز شام کو ہم اس گھاٹ پر جاتے اور غوطے لگاتے اور خوب تیرتے ایک دن ہماری
بدقسمتی سے اس گھاٹ پر دو موٹے تازہ متھرا کے چوبے بھنگ گھوٹنے کے لٹھ ہاتھ
میں لئے آ گئے ہم دونوں نہا رہے تھے ہمیں دیکھکر بولے تم کون لوگ ہوتے ہو چونکہ
میرا ساتھی نئے فیشن کا ہندو تھا چوٹی نہ اس کے سر پہ تھی نہ میرے سر پر جنیو نہ اس کے
گلے میں تھا نہ میرے گلے میں ہم دونوں ایک ہی رنگ روپ کے تھے اور ہندو مسلم اتحاد
کا نمونہ تھے چوٹی اور جنیو سے جو ہندو مسلم اتحاد میں فرق ڈالنے والی اشیا تھیں ہم
دونوں ہی آزاد تھے - اے ہر رگ من تار گشتہ :: حاجت زنار نیست :: کہ عامل تجھے ممکن ہے

متھرا کے چوبوں کو یہ خیال گذرا ہو کہ یہ ملکڑ ہماری جمنا میا کو خراب کر رہے ہیں ذرا بھنگ
گھوٹنے کے ڈنڈوں سے ان کو رگڑ ڈالو میں تو چوبے جی کا سوال سنکر خاموش رہا مگر میرا ساتھی
بول پڑا کہ صاحب میں تو ہندو کھتری ہوں اور یہ مسلمان ہیں میرے دل میں معاً خیال
گذرا کہ اس کمبخت نے وہی ریچھ اور دو دوستوں والی کہانی کا ثبوت دیا ہے یہ خود تو ہندو
بن کے درخت پر چڑھ گیا ہے اور مجھے ریچھ کے سپرد کر دیا ہے میں نے اس وقت کہا کیوں
چوبے جی اس کے جواب سے آپ کی تسلی ہو گئی ہے یا نہیں چوبے جی بولے نا صاحب
ہماری تسلی نہیں ہوئی کیونکہ چوٹی نہ تمہارے سر پر ہے نہ اس کے سر پہ جنیو نہ تمہارے
گلے میں ہے نہ اس کے گلے میں ہمیں تو تم دونوں ہی مسلمان نظر آتے ہو میں نے کہا اچھا
تو تمھیں ایک آسان بات بتاتا ہوں جس سے تمہاری تسلی ہو جائے گی یہ تو تم جانتے
ہو کہ ہر ایک ہندو بچہ کا یہ فرض ہے کہ وہ گائتری کا جاپ کرے تم ذرا اس شخص سے گائتری
کا منتر پوچھو برادران اسلام جس طرح ہمارے ہاں کلمۂ طیبہ ہے اسی طرح ہندوؤں کے
ہاں گائتری کا منتر ہے جو چاروں ویدوں میں موجود ہے چوبے جی میری بات کو سنکر
بولے ہاں صاحب یہ بات ٹھیک ہے وہ میرے ساتھی سے کہنے لگے لالہ جی ذرا گائتری
پڑھو تو ہ مگر لالہ جی تو ایک طرف شاید ان کے باپ دادا نے بھی کبھی گائتری نہیں پڑھی
ہوگی اب تو وہ چوبے جی کے منہ کی طرف دیکھنے لگے چوبے جی بولے تو جھوٹا ہے جھوٹا -
مسلمان ہو کر اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے؟ پھر وہ میری طرف مخاطب ہوئے کہ اچھا صاحب
تم گائتری پڑھو میں نے اسی وقت - ادم - بھوم - بھوا - سوہار تت - سوتر - ورے ینم
- بھرگو - دیوسیہ - دھی - مہی - دہیو - یو - نہ - پرچود - دیات پڑھکر سنا دیا اور کہا کہو چوبے
جی گائتری یہی ہے نا - چوبے جی بہت خوش ہوئے اور کہنے لگے مہاراج آپ جیسے مہاتما
نے اس ملیچھ کو اپنے ساتھ کیوں لگا رکھا ہے؟ میں نے مذاقاً کہا کہ یہ مسلمان لونڈا ہے
میں اس کو ہندو بنانے کے لئے یہاں لایا ہوں خیر چوبے جی دو چار ادھر ادھر کی باتیں

اور پانچ دس منتر سنا کر میں نے ٹال دیا اور وہ وہاں سے چلے گئے میرے ساتھی کا خون
خشک ہو رہا تھا چوبے جی کے چلے جانے کے بعد اس کے دم میں دم آیا اور کہنے لگا کہ یار تو نے
تو آج مجھے پٹوانا تھا میں نے کہا۔ نالائقوں! پٹوانے کا کام تو تو نے کیا یہ تو میری خوش
قسمتی تھی کہ میں بچ گیا ورنہ تو تو وہی ہندو کا ہندو نکلا وہ بولا کہ اچھا چلو اب تو یہاں سے
بھاگو۔ ایسا نہ ہو۔ وہ متھرا کا ہندو پھر آ جائے اور ہماری گت دو گت بنائے میں نے
بھی کہا کہ ہاں ہماری خیریت اسی میں ہے کہ یہاں سے بھاگ چلیں چنانچہ ہم دونوں نے
اپنے کپڑے اٹھائے اور وہاں سے بھاگے وہ تو اس خیال سے بھاگا کہ اس کا راز طشت از بام
ہو گیا اور میں اس خیال سے بھاگا کہ کہیں میرا بھید نہ کھل جائے اس لئے کہ اگر کہیں چوبے جی
پھر لوٹ آئے اور ان کے دل میں یہ خیال آ گیا کہ تم ذرا اپنی دھوتی لنگوٹی کھول کر دکھاؤ
تاکہ ہماری تسلی ہو جائے کہ تم میں کون مسلمان ہے اور کون ہندو تو اس صورت میں میرا
بچنا محال ہو گا اور سب بھانڈا پھوٹ جائے گا چنانچہ ہم دونوں آپس میں ہنستے ایک دوسرے
کا مذاق اڑاتے اور بھاگ نکلنے ہی میں اپنی فتح کے ڈنکے بجاتے ہوئے خلافت کمیٹی کے
دفتر میں پہونچ گئے میرے ساتھی نے پہلا کام یہ کیا کہ وہ پنسل اور کاغذ لے کر بیٹھ گیا اور
کہنے لگا کہ پرماتما کے واسطے مجھے گائتری لکھوا دو ایسا نہ ہو پھر کسی چوبے سے واسطہ پڑ جائے
اور میں پٹ جاؤں چنانچہ میں نے اس کو گائتری لکھوا دی بازار سے جا کر وہ شخص جنیو لایا
اس نے چوٹی رکھ لی پہلے تو وہ میرے ساتھ ہی کھانا کھایا کرتا تھا مگر اب جو اس کے بدن
پر چوٹی نے اور سینہ پر جنیؤ نے سر نکالا تو وہ مجھ سے الگ ہو گیا۔

برادران اسلام۔ اس کہانی کے سنانے سے میرا مطلب صرف اسقدر ہے کہ وہ لوگ
جو آج ہندو دھرم اور ہندو قوم کا شور مچا رہے ہیں ان میں سے بہت کم لوگ ایسے ہیں جنکو
یہ پتہ ہو گا کہ ہندو دھرم دراصل ہے کیا چیز اور اس کی تعلیم کیا ہے آریہ اور ہندو اخبارات
یہ شور مچا رہے ہیں کہ ملکانے مسلمان نہیں ہیں اس لئے کہ وہ کلمہ سے ناواقف ہیں

بہت اچھا صاحب! اگر ملکانوں کے مسلمان نہ ہونے یا ان کے ہندو ہونے کی یہی علامت ہے
کہ وہ کلمہ سے ناواقف ہیں تو چلو ہمیں تمہاری یہ بات بھی منظور ہے ہم ایک ترازو
گاڑھ دیتے ہیں اور اس کے ایک پلڑے پر کلمہ اور دوسرے پلڑے پر گائتری لکھ دیتے
ہیں جس قدر مسلمان کلمہ نہ جانتے ہوں ان کو تو ہندو بھائی اس ترازو میں تول تول
کر اپنے ہاں لے جائیں اور جتنے ہندو گائتری نہ جانتے ہوں ان کو ہمارے سپرد کر دیں
تاکہ ہم انکو مسلمان بنا لیں اگر ہمارے ہندو دوستوں کو یہ شرط منظور ہو تو ہم کل سے
ہی اس پر عمل کر دیں بڑی آسانی سے فیصلہ ہو جائے گا

برادران اسلام! میں آپ سے کہتا ہوں کہ آپ فوراً اس شرط کو مان لیں آپ یقیناً نفع
میں رہیں اس لئے کہ ۲۲ کروڑ ہندوؤں میں سے مشکل سے ایک آدھ کروڑ ہندو ایسے
نکلینگے جو گائتری نہ جانتے ہوں باقی ۲۰-۲۱ کروڑ گائتری نہ جاننے والے ہندو تمہیں
ملجائیں گے اور ۷ کروڑ مسلمانوں میں سے مشکل سے تین چار لاکھ ملکانے ایسے نکلینگے جو
کہ کلمہ نہ جانتے اگر ۳-۴ لاکھ مسلمانوں کے بدلے میں جو کلمہ نہیں جانتے تمہیں ۲۰-۲۱
کروڑ ہندو جو گائتری نہیں جانتے ملجائیں تو کتنا بڑا نفع کا سودا ہے؟ مگر کیا ہندو دوست
ہماری اس شرط کو منظور کریں گے؟ ہرگز نہیں اس لئے کہ وہ جانتے ہیں کہ دراصل کیا ہیں
ان کا مدعا..... دھرم ادھرم کا فیصلہ کرنا نہیں ہے بلکہ اپنی تعداد کو بڑھانا ہے مگر تعداد تو
ان کی پہلے ہی ہم سے تین چار گنا ہے لیکن اس پر بھی ان کو صبر نہیں ہے وہ غالباً
یہ خیال کرتے ہوں کہ ہزار دو ہزار بھیڑوں کے ریوڑ پر تو شیر حملہ کر سکتا ہے مگر جب بھیڑوں
کی تعداد میں کچھ نئے لیلوں کا اضافہ ہو جائے گا تو شیر یہ دیکھ کر کہ اب تو ان کی تعداد
بہت زیادہ ہو گئی ہے فوراً دم دبا کر بھاگ جائے گا چوہوں نے کمیٹی کی تھی کہ بلی کے
گلے میں گھنٹی باندھ دو سب چوہے خوش ہو گئے کہ تجویز معقول ہے گھنٹی بندھ جائے
گی تو ہم بچ جائینگے مگر بچنے کا طریقہ کیا ہو گا یہی کہ جب بلی آیا کرے گی تو گھنٹی بجنے

سنکر ہم فوراً بھاگ کر بلوں میں چھپ جایا کرینگے۔ واہ! صاحب! کیا کہنا ہے اس گھنٹی کی تجویز کا آخر چوہے ہی تو تھے بچاؤ کا اگر طریقہ بھی سوچا تو بھاگ جانے میں۔ سوامی شردھانند جی مہاراج نے شدھی کی سکیم گھڑی کی اور ہندوؤں سے مخاطب ہو کر بولے کہ دیکھو ملکانو سر پہ چوٹی رکھدو گلے میں جینو ڈال دو جب مسلمان لوگ چوٹی کے بال ہلتے دیکھیں گے تو وہ فوراً ہندوستان چھوڑ کر بھاگ جائیں گے اور جینو کو تو وہ جال جنجال دیکھکر ایسا بھاگیں گے کہ کابل۔ قندھار میں ہی جا کر دم لیں گے ہندوؤں نے بھی کہا واہ! صاحب واہ! تجویز بہت عمدہ ہے اس پر فوراً عمل کرنا چاہیئے چنانچہ انھوں نے لاکھوں روپیہ نچھاور کر دیے اور ملکانوں کو چوٹی اور جینو دینے لگ گئے مگر اس تجویز کا نتیجہ کیا نکلے گا وہی جو "اس سب" کی چوہے اور مینڈک کی کہانی کا نکلا تھا۔

برادران اسلام! کیا آپ نے یہ کہانی سنی ہے؟ اچھا نہیں سنی تو میں تمکو سنائے دیتا ہوں کسی تالاب میں ایک مینڈک رہتا تھا ایک دن وہ لکڑی کے ٹھیے پر بیٹھا ہوا ٹرا رہا تھا یا یوں کہو۔ راگ گا رہا تھا۔ پاس ہی کھیت میں ایک چوہا تھا اس نے جو مینڈک کا راگ سنا تو فوراً اپنے بل سے نکلا اور تالاب کے کنارے آکر مینڈک کے راگ کو سننے اور وجد میں آکر سر ہلانے لگا جب مینڈک راگ گا چکا تو چوہے نے کہا بھائی مینڈک تم بہت اچھا گاتے ہو میں چاہتا ہوں کہ تمھاری محفل میں بیٹھ کر میں تمھارے ساتھ سرتال گایا کروں۔

مینڈک نے کہا، یہ نہیں ہو سکتا اس لیے کہ تم خشکی کے رہنے والے اور میں پانی کا جانور ہم میں دوستی مشکل ہے چوہا ہوشیار تھا بولا۔ کہ اس کا حل میں بتا دیتا ہوں دیکھو میں اپنی دم کے ساتھ ایک رسّی باندھکر اس کا دوسرا سرا تمہاری ٹانگ میں باندھ دوں گا جب تمہیں میری ضرورت ہو تو رسی کھینچ دو میں فوراً اپنے بل سے نکلکر تالاب کے کنارے تمہارے پاس آجایا کروں گا اور اگر مجھے تمہاری ضرورت

ہوگی تو میں رسی کھینچ دیا کروں گا تم پانی کی تہ میں سے نکلکر ادھر آجایا کرنا۔ مینڈک سادہ لوح تھا اس نے اس تجویز کو منظور کر لیا چنانچہ دونوں نے اپنی دم اور ٹانگ سے رسّی باندھ لی اور اپنے اپنے ٹھکانے چلے گئے کچھ دنوں تک دونوں نے رسی کی مدد سے ایک دوسرے کی صحبت کا لطف اٹھایا ایک دن چوہا تالاب کے کنارے پھدک رہا تھا اوپر ایک چیل منڈلا رہی تھی اس نے جو چوہے کو دیکھا تو وہ جھپٹی اور چوہے کو پنجوں میں دبا کر اڑ گئی کچھ دور گئی تھی کہ رسّی کی کشش سے جو چوہے کی دم میں بندھ رہی تھی مینڈک بھی کھینچ آئے اب چوہا تو چیل کے پنجہ میں ہے اور مینڈک صاحب رسی سے بندھے ہوئے ساتھ ساتھ اڑتے جاتے ہیں ہر چند شور مچاتے ہیں کہ میں چوہا نہیں ہوں مگر وہاں کون سنتا ہے چوہا تو وہ بیشک نہیں تھا مگر چوہے کے ساتھ رسی سے تو بندھا ہوا تھا لوگ تماشا دیکھتے ہیں اور ہنستے ہیں کہ دیکھو صاحب چیل کیسا ہوشیار جانور ہے کہ اس نے چوہے اور مینڈک دونوں کو شکار کر لیا ہے۔

برادران اسلام! میرا اس کہانی کے بیان کرنے سے یہ مطلب ہے کہ سوامی شردھانند ہزاروں لاکھوں ملکانوں کے چوٹی رکھوا دیں اور ان کو جینو کی رسّی سے باندھ ڈالیں مگر جب ملک سپر شاہین اسلام جھپٹا مارے گا تو صرف یہی نہیں کہ ملکانے چوٹی جینو سے بندھے بندھائے اسلامی کیمپ میں چلے آئیں گے بلکہ وہ اپنے ساتھ کتنے ایسے ہندوؤں کو بھی کھینچ لائیں گے جن کے ساتھ ان کے رشتے ناطے ہو چکے ہوں گے۔

برادران اسلام! کیا میں اس کی زندہ مثال تمہارے سامنے موجود نہیں ہوں میں آریہ بنا چوٹی رکھ لی جینو ڈال لیا آپ لوگوں نے بڑا شور مچایا ہماری آپس میں خوب بحث ہوتی رہی لیکن جب صداقت اسلام کے شاہین نے مجھ پر جھپٹا مارا تو صرف یہی نہیں کہ وہ مجھے اپنے پنجہ میں دبا کر لے اڑا بلکہ میرے ساتھ میرے برہمن نژاد محترمہ بیوی بھی میرے ساتھ بندھی بندھائی اسلامی کیمپ میں آگئی ہیں اکیلا گیا تھا واپس

آگیا بلکہ اب تو میں تین بن گیا ہوں اس لئے کہ خداوند کریم نے میاں بیوی کو ایک بچہ بھی
دے دیا ہے بتاؤ اس میں تمہارا کیا بگڑا ؟ یا مسلمانوں کو کیا نقصان پہنچا اسی طرح ملکانے
اگر ہندو بنتے ہیں تو بن جانے دو۔ آخر وہ جائیں گے کہاں ؟ تم کہتے ہو صاحب وہ
چوٹی جنیو رکھکر ہندو بن رہے ہیں مگر دیکھو میں تمہیں بتاتا ہوں چوٹی جنیو ہندوؤں کے
ہاں کوئی مذہبی نشان نہیں ہے اس لئے کہ اگر یہ مذہبی نشان ہوتے تو بتاؤ سوامی شردھانند
کیوں چوٹی کٹواتا یا اس نے جنیو کیوں توڑ ڈالا ہے اسی طرح ہندوؤں میں جو شخص بھی
سنیاسی ہو جاتا ہے وہ پہلے چوٹی جنیو کی صفائی کرتا ہے کیا تم سمجھتے ہو کہ مذہب یا دھرم
بھی انسان سے کسی صورت میں الگ کیا جا سکتا ہے ہرگز نہیں پس اسی سے تم سمجھ لو کہ
چوٹی جنیو ہندو دھرم کی نشانی نہیں ہے اس لئے کہ اگر تم اس کو ہندو دھرم کی نشانی سمجھتے
ہو تو پھر تو نہ سوامی دیانند ہندو تھا نہ کوئی دوسرا سنیاسی ہندو ہو سکتا ہے اس لئے کہ
یہ سب چوٹی جنیو توڑ چکے ہیں پھر تم کیا سمجھتے ہو کہ چوٹی جنیو کیا چیز ہے ؟ میں تمہیں بتاتا
ہوں ہندو دھرم شاستروں میں ہدایت ہے کہ جب کوئی شخص چوتھے آشرم میں پہونچے
یعنی سنیاسی ہو جائے تو وہ دنیا کے تمام تعلقات سے آزاد ہو جاتا ہے وہ چوٹی کاٹ
ڈالتا ہے جنیو توڑ ڈالتا ہے گویا وہ آزادی کو پا لیتا ہے جسکا دوسرا مطلب یہ ہے کہ
چوٹی اور جنیو ایک قسم کی برہمنوں کی غلامی کی علامت ہے جب کوئی شخص سنیاسی
بنگیا تو وہ غلامی کی ان زنجیروں سے چھوٹ گیا پس چوٹی اور جنیو کو توڑ کر سوامی دیانند
نے جس آزادی کو حاصل کیا وہ آزادی خداوند کریم نے مسلمانوں کے بچے بچے
کو قدرتاً اور فطرتاً دے رکھی ہے۔ مسلمان کا بچہ پیدا ہونے کے ساتھ ہی چوٹی اور
جنیو کی زنجیروں سے آزاد ہوتا ہے ہندوؤں میں اگر ایک سوامی شردھانند ہے تو
اس کے مقابلہ پر مسلمانوں میں کروڑ کے کروڑ مسلمان ہی شردھانند سے چار قدم آگے
ہیں سوامی شردھانند جس نے کل چوٹی جنیو کی غلامی سے آزادی حاصل کی ہے وہ

اتنے مسلمانوں کا مقابلہ کیونکر کر سکتا ہے جو فطرتاً آزاد پیدا ہوتے ہیں
ملکانے اگر آزادی کو چھوڑ کر چوٹی اور جنیو کی غلامی کی زنجیروں میں جکڑے
جانا پسند کرتے ہیں تو تم کیوں برا مانتے ہو وہ اپنی اسلامی آزادی کو کھو رہے ہیں جب
ہندوؤں کی غلامی میں چند روز رہ کر ان کو معلوم ہو جائے گا کہ وہ اسلامی آزادی سے
محروم ہو کر گھاٹے میں ہیں تو چوٹی کے چند بال ان کو اپنی چندیا پر ہمالیہ کے پہاڑ کی طرح
بوجھل معلوم ہوں گے اور جنیو کے تین دھاگے ان کے جسم پر آہنی زنجیریں معلوم
ہوں گی اس وقت وہ تمہارے پاس خود ہی بھاگے آئیں گے کہ ہمارے سر پر
اس بوجھ کو جو ہم نے اپنی نادانی سے رکھ لیا ہے دور کر دو اور ہمارے اس جنیو
کی زنجیر کو جس میں ہم جکڑے گئے ہیں کاٹ کر ہمیں اسی طرح آزاد کر دو جس طرح آپ
آزاد ہیں۔
تو اس وقت جب تم قینچی چلاؤ گے۔ تو قینچی کی آواز جو تمکو توحید الٰہی کا نغمہ سنائے گی
وہ تمہارے دلوں کو کسقدر مسرت سے بھر دے گی اور تم کتنے خوش ہو گے ہو
پس اس آنیوالی خوشی کو مد نظر رکھتے ہوئے تم موجودہ صدمہ کو برداشت کر دو
اور فکر مند نہ ہو اور یقین رکھو کہ ملکانے تمہارے ہیں اور وہ تمہیں ہی ملیں گے
ہندو لوگ سود کھاتے ہیں مگر تمہارے ہاں سود کھانا ناجائز ہے لیکن ملکانے اگر
ہندوؤں میں جاکر ایک کے دو ہو کر واپس آئیں تو سمجھ لو کہ وہ اصل کے ساتھ کچھ سود
بھی لے آئے کیا تم اس سود کو بھی ناجائز ہی سمجھو گے ؟ میں تمہاری اصل پونجی تمہارے
سامنے موجود ہوں میں آریوں میں چلا گیا مگر میں اپنے ساتھ کچھ بیاج بھی لے آیا لیکیا
تم اس بیاج پر خدا کا شکریہ ادا نہیں کرو گے ؟ تم بتاؤ آریوں میں جاکر یا کچھ مدت چوٹی
جنیو رکھکر میرا کیا بگڑ گیا یا تمہاری اصل رقم میں سے کیا لوٹ گیا اصل رقم تو تمہارے
سامنے موجود ہے اس میں سے تو ایک کوڑی بھی کم نہیں ہوئی ہاں یہ اصل رقم دگنی

ہوگئی بلکہ اب تو تگنی ہوگئی کیا تم نے کبھی ہندوؤں کو سنا ہے کہ وہ اصل سے دوگنا یا تگنا سود
لیتے ہوں غالباً وہ اتنا بھاری سود نہیں لیتے مگر مسلمانوں اعدا کی شمشیر برکت ہو کہ تم ہندوؤں
کو ایک آدمی دیتے ہو اور دوگنا یا تگنا واپس لیتے ہو یقیناً تم بڑے خطرناک سودخوار ہو
کیا ابھی پر تم یہ کہتے ہو کہ تمہارے مذہب میں سود لینا حرام ہے مسلمانو اگر مجھ سے پوچھو تو میں تو
یہی کہوں گا کہ چونکہ مسلمان تگنا سود لیتے ہیں وہ ۷ کروڑ ہیں اگر ہندو ان سات کروڑ
ہی کو بطور قرض کے دے لیں تو مسلمان تگنے سود کے حساب سے ۲۱ کروڑ ہندوؤں کو ساتھ
لیکر بجائے ۷ کروڑ کے ۲۸ کروڑ مسلمان بنکر واپس آجائیں گے اس لئے کہ جب میں ریوں
یا ہندوؤں میں جاکر ایک سے بن بنکر واپس آگیا تو کیا تم مجھ سے کم طاقتور ہو یا کیا ملکانے
ایسا نہیں کریں گے انتظاری کر دھیر کرو ہندو ہنڈیا میں ملکانے ڈال دئے گئے ہیں
موہنی گلی دال بھی اس میں موجود ہے ابتو ہلدی کی گھٹی بھی ہنڈیا میں گر رہی جا
رہی ہے ذرا کھچڑی پک تو جانے دو آخر میں یہ کھچڑی تمھیں ہی کھانی ہے مگر گرم گرم
پر منہ مارنے کی کوشش مت کرو ذرا ٹھنڈی تو ہو جانے دو کیا خداوند کریم سے یہ
وعدہ نہیں کر دیا انتم الاعلون ان کنتم مومنین ۔ اگر تم مجھ پر بھروسہ رکھو گے تو میں
یقیناً تمکو فتح دوں گا اور دشمنان اسلام سے تمھارے سر کو اونچا کروں گا یہ ادران اسلام
انتم الاعلون کے متعلق مجھے اپنا واقعہ یاد آگیا میں نے ابھی آپکو سنایا ہے کہ میں
بھوپال جارہا تھا اور متھرا میں ٹھہر گیا جب میں بھوپال سے واپس آیا تو بھرتپور کے راستہ
سے گذرا وہاں ایک صاحب میرے پرانے دوست تھے ان سے ملاقات ہوئی انھوں
نے مجھ سے اصرار کیا کہ میں بھرتپور میں ایک دو تقریر کروں میں نے عرض کیا کہ یہ ریاست
کا معاملہ ہے یہاں تقریر کرنا مناسب نہیں ہے مگر جب دربار بھرتپور کے کئی مسلمان
درباریوں نے مجھ سے کہا کہ تقریر ضرور کرو تو میں نے مان لیا دو تقریریں ہوئیں
ہندوؤں پر کچھ اثر پڑا اسلام کا بول بالا ہونے لگا مگر خدا معلوم کس ہندو نے مہاراجہ صاحب

کے پاس شکایت کر دی کہ اگر یہ شخص اسطرح یہاں پر تقریریں کرتا رہا تو بہت سے ہندوؤں
کو مسلمان بنا ڈالے گا دوسرے دن ہی مہاراجہ صاحب کی طرف سے میرے نام حکم آگیا
کہ بھرت پور شہر یا ریاست کے اندر تمہیں تقریر کرنے کی اجازت نہیں ہے ۔
اس حکم کو سنکر ہندو اور مسلمان دونوں ہی حیران ہوگئے اور سوچنے لگے کہ ایسے مرنجاں
مرنج مذہبی لیکچروں کی بندش مہاراجہ صاحب نے کیوں کر دی ؟ میں نے قرآن
مجید بغل میں لے بھرتپور کی جامع مسجد میں ڈیرہ ڈال دیا اور کہدیا یہ اللہ کا گھر ہے
میں یہاں پر موجود ہوں اور کوئی شخص مجھے یہاں سے نہیں نکال سکتا اگر میں یہاں ہی
پر ہوں تو بھرت پور تو ایک طرف میں مہاراجہ کے محل میں تقریر کرنے کا موقع پاؤنگا
چنانچہ تلاوت قرآن مجید میں لگ گیا جب ہندوؤں اور مسلمانوں کو پتہ لگا کہ میں
نے کھانا تک نہیں کھایا تو وہ کئی ہزار کی تعداد میں مہاراجہ صاحب کے محل میں گئے اور
ان سے درخواست کی کہ جس مولوی صاحب کے آپ نے لیکچر بند کئے ہیں آپ انکو لیکچر
کی اجازت دیں مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ میں مسلمانوں کو دوسرے مولوی بلا کر دے
سکتا ہوں مگر میں اس شخص کو لیکچر کی اجازت نہیں دونگا مسلمانوں نے کہا کہ ہم
تو صرف ان کے ہی لیکچر سننا چاہتے ہیں ہندوؤں نے بھی اسی بات پر زور دیا اس
پر مہاراجہ صاحب نے فرمایا کہ اچھا کل ان کو مجھ سے ملاؤ چنانچہ دوسرے دن میں مہاراجہ
صاحب سے ملنے کے لئے محل خاص میں گیا میرے ساتھ ہزاروں آدمیوں کا مجمع تھا اس
مجمع کو تو محل سے باہر ہی روک دیا گیا میں اندر گیا میرے ساتھ ایک دوسرے
مولوی صاحب بھی تھے ہم دونوں کو مہاراجہ صاحب نے کرسیوں پر بیٹھنے کے لئے
کہا اور وہ ہمارے ساتھ نہایت اخلاق سے پیش آئے پہلے مولوی صاحب سے
کچھ گفتگو کرتے رہے جس سے میں نے نتیجہ نکال لیا کہ مہاراجہ بھرتپور ایک بیدار
مغز راجہ ہے وہ خوش اخلاق ہے تعلیم یافتہ ہے اور انگریزی داں ہے میں نے

مہاراجہ صاحب کی انگریزی دانی کا فائدہ اٹھانا چاہا۔ چنانچہ جب انھوں نے میرے ساتھ گفتگو شروع کی تو میں نے انگریزی میں سلسلہ کلام شروع کر دیا مہاراجہ صاحب کو اتنا پتہ لگ گیا کہ میں مسجدوں کا مولوی نہیں ہوں چنانچہ اب تو انھوں نے انگریزی میں خوب دل کھول کر بات چیت کرنی شروع کی ان کو جس قسم کی رپورٹیں دی گئی تھیں یا ان کے دل جسقدر شکوک تھے وہ انھوں نے ظاہر فرمائے میں نے وضاحت کے ساتھ ان کو جواب دیا مہاراجہ صاحب نہایت خوش ہوئے انھوں نے صرف یہی نہیں کہ میرے ساتھ والے مولوی صاحب کے یتیم خانہ کے لئے ڈھائی سو روپیہ نقد دے بلکہ ہمیں لیکچر دینے کی بھی اجازت مرحمت فرمائی مگر میں نے عرض کیا کہ اب ہم بر سر عالم لیکچر دینے کی بجائے حضور والا کے سامنے ہی کچھ کہنا چاہتے ہیں چنانچہ وہ پردہ کے اندر جہاں پر ان کی والدہ ماجدہ ماں جی صاحبہ اور دیگر رانیاں تھیں گئے اور تھوڑی دیر کے بعد ہنستے مسکراتے واپس آئے اور فرمانے لگے کہ بہت اچھا آپ یہاں پر ہی تقریر فرمائیں ہم بھی سنیں گے چنانچہ مہاراجہ صاحب کے سامنے ہی میری تقریر ہوئی اور وہ بہت محظوظ ہوئے میں نے اس سے یہ نتیجہ نکالا کہ قرآن نے جو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ انتم الاعلون ان کنتم مؤمنین یعنی اگر تم مجھ پر ایمان رکھو گے تو میں تم کو یقیناً فتح دوں گا چونکہ میرا ایمان خداوند کریم پر بھی تھا۔ کہ وہ بھرت پور سے مجھے نامراد کبھی نہیں لے جائے گا اور وہ یقیناً مجھے یہاں فتح دے گا اس لئے کہ میں اپنا نہیں بلکہ اسی خدا کے دین کی اشاعت کر رہا ہوں چنانچہ خداوند کریم نے مجھے یہاں فتح دی آج میں اخبارات میں یہ پڑھ رہا ہوں کہ ابھی مہاراجہ صاحب بھرت پور نے مسلم مبلغین کو اپنی ریاست میں اشاعت اسلام سے روک دیا ہے مگر میں اخبارات کے اس بیان پر یقین کرنے میں جھجکتا ہوں اس لیے کہ مہاراجہ صاحب بھرت پور سے جو میری ذاتی ملاقات ہو چکی ہے اور ان

سے جو لمبی چوڑی گفتگو ہوئی تھی اس کی بنا پر میں کہہ سکتا ہوں کہ مہاراجہ صاحب بھرت پور ایک با مروت خوش خلق تعلیم یافتہ اور مرنجان مرنج مہاراجہ ہے اسی مہاراجہ کے جد امجد نے بھرت پور میں جامع مسجد بنوائی چنانچہ ان کا مسجد کے سنگ مرمر پر ابتک کندہ ہے جس مہاراجہ صاحب کے جد امجد نے اسلام کی اس قدر خدمت کی ہو کیا آج وہ آریوں یا ہندوؤں کے بھڑکانے سے ایسی غلطی کر سکتا ہے کہ وہ مسلمانوں کی دل آزاری کا باعث ہو یا ان کو اپنی ریاست تبلیغ کے کام سے روک دے میرا دل اس بات کو نہیں ماننا ممکن ہے اس میں کوئی اس قسم کی غلط فہمی ہو گئی ہو جس قسم کی غلط فہمی مہاراجہ صاحب بہادر کو میرے متعلق ہوئی تھی مگر اس غلط فہمی کو مہاراجہ صاحب کے ساتھ ذاتی ملاقات کر کے دور کرنا چاہیے جیسا کہ مجھے اسی قسم کی غلط فہمی کو دور کرنے میں کامیابی ہوئی تھی

برادران اسلام! جناب صدر محترم صاحب مجھے گھڑی دکھا رہے ہیں جس کا دوسرا مطلب یہ ہے کہ اسٹیشن آگیا ہے مجھے انجن کی بریک لگا کر گاڑی کو کھڑا کر دینا چاہیے بہت اچھا میں اپنی تقریر کو اسی جگہ لا کر جہاں سے میں نے اس کو شروع کیا تھا ختم کر دوں گا سوال یہ تھا کہ ہندوستان اسلام کیونکر پھیلا؟ ہمارے مخالف تو یہ کہہ رہے ہیں کہ اسلام ہندوستان میں تلوار کے زور سے پھیلایا زن۔ زر زمین کے لالچ سے مگر میں نے واقعات کی بنا پر آپ کو بتا دیا ہے کہ مخالفوں کا بیان سراسر لغو اور بے بنیاد ہے بلکہ اسلام ہندوستان میں اپنی سچائی اور خوبیوں کے زور سے پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے وہ وقت قریب ہے کہ خداوندکریم کا یہ زرخیز ملک بت پرستی کی نحوست سے پاک ہو جائے اور چاروں طرف خدا وحدہ لاشریک کی عبادت ہونے لگ جائے فسق و فجور دور ہو کر زہد و اتقا کا راج پھیلے ذات پات چھوت چھات مٹ جائے اور اخوت اسلامی کا دور دورہ ہو برادران اسلام۔

وہ وقت نزدیک ہے جبکہ ہندوستان میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب
تک لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا نعرہ بلند ہو گا اور وہ اس سے زیادہ زور کیساتھ
بلند ہو گا جس زور سے کہ مہاتما گاندھی کی جے یا محمد علی شوکت علی کی جے کا نعرہ بلند
ہوا تھا۔ برادران اسلام مجھے ایک لطیفہ یاد آگیا ایک دفعہ مجھے گورکھپور کے ضلع کے
ایک چھوٹے سے قصبہ میں جہاں ہندو کثرت سے بستے تقریر کرنے کا موقع ملا وہاں
حاضرین نے بڑے زور سے مہاتما گاندھی اور علی برادران کی جے کا نعرہ مارا میں نے
اس نعرہ کو سنکر کہا کہ ہندو دوستو مجھے دھوکہ مت دو میں تمھارے اس نعرہ کو سنکر
خوش نہیں ہو سکتا اس لئے کہ تم جانتے ہو ہمارے نزدیک علی برادران نبی کریم کے
مقابلہ میں ایک ادنے چاکر سے بڑھکر حیثیت نہیں رکھتے افسوس کی بات ہے کہ تم
ہمارے آقا نامدار کی جے کا نعرہ مارتے سے ڈرتے ہو اور اس کے چاکروں کی
جے پکارتے ہو کیا اگر تم میں سے کوئی شخص کچہری کے چپراسی کی تو جے پکارتا ہو
مگر اس کچہری میں جو ڈپٹی کمشنر ہے یا کمشنر یا کلکٹر ہے نہیں نہیں اس ملک کا جو حاکم
بادشاہ ہے وہ اس کی جے پکارنے سے پرہیز کرتا ہو تو کیا تم سمجھتے ہو کہ وہ
شخص چپراسی کی جے کا نعرہ مارکر اور بادشاہ سے نفرت کر کے کبھی بھی وفادار یا
راست باز سمجھا جا سکتا ہے ہرگز نہیں بلکہ وہ مکار اور ریاکار ہونے کے علاوہ
بادشاہ کا بھی باغی کہلائے گا۔ ایسی صورت میں کیا وہ ہندو لوگ جو محمد علی یا شوکت علی
کی جے تو پکارتے ہوں مگر وہ جو محمد علی اور شوکت علی کا بھی نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم ہے وہ اس کی جے کا نعرہ مارنے سے یہ سمجھتے ہوں کہ ہمارا دھرم خراب ہو جائے گا
اور محمد رسول اللہ کا کلمہ انکے گلے سے نیچے نہ اترتا ہو یا زبان تک بھی نہ آتا ہو ایسے لوگ
مسلمانوں کے نزدیک کبھی قابل اعتبار نہیں ہو سکتے وہ اپنے مطلب کے لئے علی برادران
کی جے پکارتے ہیں اگر وہ راست باز ہیں تو ذرا محمد رسول اللہ کی جے کا نعرہ مار کر [illegible]

برادران اسلام! میری اس تقریر کا ہندو دوستوں پر اس وقت تو اتنا اثر ہو گیا کہ وہ فوراً
بول اٹھے کہ "محمد رسول اللہ کی جے" میں نے کہا اب تم سیدھے راستہ پر آگئے دیکھو تم نے محمد رسول اللہ
کی جے پکار دی اور ہم تم نزدیک ہو گئے کل کو اگر اللہ میاں تمہیں جہنم میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم
مسلمان اللہ میاں کے سامنے گواہی دیں گے کہ اے اللہ تیرے ان بندوں نے ہمارے سامنے تیرے
حبیب پاک کی جے کا نعرہ لگایا تھا تو اپنے حبیب پاک کے مقدس نام کے طفیل ان پر رحم کر۔
اللہ میاں ضرور بضرور رحم فرمائیں گے۔ برادران اسلام یہ تو اس زمانہ کی بات تھی جبکہ ہندو مسلمانوں
کا اتحاد و اتفاق زوروں پر تھا آج تو الٹی گنگا بہہ رہی ہے مگر گنگا خواہ الٹی بہے خواہ سیدھی
آخر اسکا پانی خلیج بنگالہ اور بحر ہند کے پانی میں جذب ہو کر بحرۂ قلزم کے پانی سے جا ملے گا اور
بحرۂ قلزم وہی ہے جو جدہ کے مقدس بندرگاہ کی اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے سواحل کی
پابوسی کر رہا ہے گنگا یقیناً اس وادی اقدس کی پابوسی کریگی خواہ اسکے پانی کو عرصہ تک
بحر ہند اور خلیج بنگالہ میں سرگرداں رہنا پڑے لیکن بحر قلزم اسکو اپنی طرف کھینچ کر ہی رہے گا
برادران اسلام! کیا یہ حیرت کا مقام نہیں ہے کہ ہمارے ہندو دوست اسبات کو تو تسلیم کریں
کہ پرماتما مچھلی بنا تھا کچھوا بنا تھا یا سور کی جان میں آکر بارہ اوتار کہلایا تھا یا نر سنگھ اوتار
کہلایا تھا وہ ان فضول باتوں پر تو ایمان رکھتے ہوں مگر وہ ہمارے نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام
پر ایمان لانیکو گناہ سمجھتے ہوں حالانکہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا میں آکر فتح و فیروز
ریت پر بنی اور دیگر فتوحات کی جسقدر پہنچ گئی کی اسکی مثال دنیا بھر میں کسی نبی یا رسول یا بانی
مذہب کو زندگی میں نہیں ملتی پھر ایسے مقدس و برگزیدہ انسان کے نام سے ہمارے دوستوں کو اسقدر
نفرت کیوں ہے کیا ہندو دوستوں کا یہ خیال ہے کہ ہندو دھرم ایسا کچا دھاگا ہے کہ جب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی تاب نہیں لا سکتا ہے محمد کا نام گلے سے نیچے اترا اور
ہندو دھرم بارہ ہوا؟ تو کیا پھر ایسی کچے دھاگے کے ذریعہ وہ ہندوستان کے کروڑہا برادران اسلام کو
باندھنا چاہتے ہیں ہم واقعات بتا دیں گے کہ یہ کچا دھاگا ٹوٹ گیا یا رہ گیا۔ برادران! ہندو بھی

اپنی دولت پر بھروسہ ہے اپنی تعداد پر ناز ہے اپنی تعلیم پر گھمنڈ ہے مگر جو دولت مسلمانوں کے پاس ہے
اس سے سب ہندو لوگ قطعاً عاری ہیں اس دولت سے میری مراد سونے چاندی کے ڈھیر نہیں
ہیں بلکہ وہ روحانی دولت ہے جو خداوند کریم کی طرف سے دنیا کے آغاز سے لیکر حضرت رسول کریم
علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک انبیاء و رسل کو رشیوں منیوں کو ملتی رہی مسلمانوں کے پاس
اگر دنیا کی دولت نہیں ہے تو بلا سے نہ ہو لیکن وہ اس بات کا سچا فخر کر سکتے ہیں کہ اس کل انبیاء
و رسل کو جو روحانی دولت خداوند کریم کی طرف سے ملی تھی اسکی چابی آج بھی مسلمانوں کے ہاتھ
میں ہے مسیح علیہ السلام کو خدا جاننے والے جو روحانی خزائن دے گئے اسکے مالک بھی مسلمان
ہی ہیں ہندوستان کے رشیوں منیوں خداوند کریم کی طرف سے جو روحانی تعلیم دی گئی تھی
وہ آج ہندوستان کے اندر صحیح حالت میں موجود نہیں ہے بلکہ وہ قرآن پاک میں محفوظ ہے
اس لئے کہ قرآن پاک دنیا بھر کے انبیاء و رسل اور رشیوں کا مصدق ہے وہ روئے زمین
کے کسی بھی نبی یا رسول کی تکذیب نہیں کرتا نہ ہی مسلمان کسی نبی یا رسول یا رشی منی کی
تکذیب کرتے ہیں حالانکہ اسکے برعکس عیسائی یہودی اور ہندو اپنے انبیاء و رسل کو چھوڑ
دنیا دنیا بھر کے انبیاء و رسل کی تکذیب کرتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں اس روحانی دولت
سے جو دنیا بھر کے دیگر ہادیوں انبیاء و رسل کو خداوند کریم کی طرف سے ملی تھی دست بردار
ہو گئے ہیں بنا بریں اس روحانی دولت سے محروم رہ گئے ہیں۔ برادران اسلام! کیا
یہ امر واقعہ نہیں ہے کہ ایک مومن مسلم کے دل کا خزانہ دنیا بھر کے انبیاء و رسل کی
دولت سے معمور ہے لیکن ایک عیسائی یہودی یا ہندو کے دل کی یہ کیفیت نہیں ہے
اگر ہم یہ فرض کر لیں کہ دنیا بھر میں کل ایک سو اقوام ہیں اور ان میں سے ہر ایک قوم کی طرف
ایک نبی آیا تو اس لحاظ سے مسلمان تو ان ایک سو انبیاء و رسل کی میراث کے وارث
ہوں گے اس کے دنیا کی ہر ایک قوم صرف اپنے ہی ایک نبی یا رسول کی وارث کہلاتی
ہے اور دیگر ۹۹ انبیاء و رسل کا انکار کرتی ہے حالانکہ اپنے جس ایک نبی کو وہ اقوام مانتی ہیں

وہ ایک بھی مسلمانوں کے ایک سو انبیاء و رسل میں موجود ہے مگر دیگر اقوام کے ایک نبی میں
مسلمانوں کے ۹۹ انبیاء شامل نہیں ہیں اس لئے آپ نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ روحانی دولت
مسلمانوں کے پاس زیادہ ہے یا ہندوؤں کے پاس۔ برادران اسلام! اس پہلو میں یقیناً
مسلمان زیادہ دولتمند ہیں اور تو عام قاعدہ ہے کہ مایہ کو مایہ ملے کر کر لمبے ہاتھ جب مسلمانوں کے
پاس روحانی مایہ زیادہ ہے تو ہندو ان کی طرف یقیناً کھچے آئیں گے نہ یہ کہ مسلمان
ہندوؤں کی طرف کھچ جائیں گے یہاں تعداد اور سونے چاندی کا سوال نہیں ہے بلکہ
روحانیت کا سوال ہے۔ برادران اسلام! ہندوستان کے ۶½ کروڑ ہندوؤں کو اسلام نے
زن۔ زر۔ زمین کا لالچ دے کر اپنی طرف نہیں کھینچا بلکہ اپنی روحانیت اعلیٰ التعلیم اعلیٰ
اخلاق اعلیٰ تمدن اعلیٰ تہذیب اور اعلیٰ اصولوں کے ذریعہ کھینچا ہے چونکہ اسلام کی یہ تعلیم
اب بھی اسی آب و تاب سے موجود ہے اس لئے اسلام اب بھی تعلیم یافتہ حق پسند خدا دوست
روحانیت کے طالب ہندوؤں کو اپنی طرف کھینچ رہا ہے اور آئندہ بھی وہ ہندوؤں کو
اپنا حلقہ بگوش بناتا رہے گا ہندو خواہ اسلام کی مخالفت میں ہزار کچھ ہاریں اور لاکھوں
چین کریں اور کروڑوں شدھی سبھائیں یا ہندو سنگھٹن کا شور مچائیں مگر وہ یقیناً غائب و خاسر
ہوں گے اس لئے کہ اسلام وہ پتھر ہے کہ جو بھی اس سے ٹکرایا وہ چور چور ہو گیا اور جس پر
یہ پتھر پڑا اس نے اس کو چور چور کر دیا اسلام کی تمام تواریخ اس بات کی شاہد ہے۔ یہ سچ
ہے کہ تواریخ اپنے آپ کو دہراتی ہے تو یقیناً ہندوستان میں ہم جلدی ہی دیکھ لیں گے
کہ وہ لوگ جو آج اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کے درپے ہیں وہ یا تو خود مٹ جائیں گے یا
حلقہ بگوش اسلام ہو جائیں گے مگر ہمکو خدا سے دعا کرنی چاہیے کہ خداوند کریم انکو مٹانے کی
بجائے حلقہ بگوش اسلام کرے تاکہ ہندوستان میں اسلام کا بول بالا اور توحید و رسالت
کا اجالا ہو ان دعائیہ کلمات پر میں اپنی تقریر کو ختم کرتا ہوں۔ والسلام۔

haqprakash.blogspot.com

یا

www.google.com کے ذریعہ تلاش کر کے

'آریہ سماج' سے متعلق ان کتابوں کو حاصل کیا جا سکتا ہے۔

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی کتابیں:

۱۔حق پرکاش بجواب ستیارتھ پرکاش (اردو، ہندی) ۱۹۰۰ء

۲۔ترک اسلام بجواب ترکِ اسلام

۳۔تبر اسلام بجواب نخل اسلام

۴۔سوامی دیانند کا علم و عمل

۵۔مباحثہ حیدر آباد سندھ

غازی محمود دھرم پال (بی۔اے) کی کتابیں:

۱۔ ویداور سوامی دیانند (اردو ہندی)

۲۔ کفر توڑ

دیگر:

۱۔۱۔وید کا بھید (آریہ سماج کی تعلیمات)

۲۔''ستیارتھ پرکاش سمیکشا کی سمیکشا''۔ستیس چند گپتا (۲۰۱۱ء)

۳۔''دیانند جی نے کیا کھوجا کیا پایا'' ڈاکٹر انور (۲۰۰۹ء)

۴۔مناظرہ سوامی شیانند

نوٹ: آریہ سماج ''ستیارتھ پرکاش'' میں تبدیلی کرتا رہتا ہے۔ جیسا کہ ۱۹۲۵ء میں ''مقدس رسول بجواب رنگیلا رسول'' میں مولانا ثناء اللہ نے ایسے راز فاش بھی کیے ہیں۔ اس لئے اردو میں ۱۸۹۹ء کا پہلا ایڈیشن اور ۱۹۰۸ء کا انگلش ایڈیشن www.archive.org پر دیکھ سکتے ہیں۔ اور دوسری جگہ بھی یہ کتابیں upload ہیں۔